[illegible]

B-Geeta-3

حرف تازی کی عربی

{ش ح ص ض ط ظ ع ق}

پیدا ہوکر پھر [illegible]
بھگوان اور شری وید ویاس مہامنی کے متبرک وجود اسی غرض کے [illegible]
واسطے ایک زمانہ میں پیدا ہوئے اور اونہوں نے وید کے اون باریک رموز کو
جو دنیوی تعلقات کے بڑھ جانے کی وجہ سے اِنسانی طبائع پر منکشف ہوتے تھے اور
جن تک لوگوں کے فہم کی رسائی ناممکن ہوگئی تھی نہایت مختصر اور آسان طریقہ سے تلقین
کیا اور اُنہیں بطرزِ حسنہ ایک صحیفہ میں جمع کرکے علوم باطنی کا چراغ روشن کردیا اور
رہروانِ طریقت ومعرفت کے واسطے شاہراہ بیخوف وخطر بنا دیا۔ یہ صحیفہ موسوم بہ شری مد
بھگوت گیتا جو جزو کتاب مہابھارت ہے مقدّس ومتبرک اور کلجگ میں اودھار کرنیوالا
تسلیم ہوچکا ہے اور کل ویداور مذاہب دُنیا کا سار یعنی اصل اُصول ہے اور امرت ہے
یہی آب حیات کلب برچھ اور کامدہینو ہے اور اِسی کے سدہانت پر وید میں اکثر مقامات
پر ان الفاظ سے اِشارہ ہوا ہے۔

**رباعی**

آن آب حیاتے کہ ہمہ می جویند — وز ہر طرفش نشان راہش پویند
پیوستہ بدریا بمثال ماہی — گرد رنگر نداے ولی ورا و بیند

جو لوگ بنظر قدامت وید کو کل اور شری مد بھگوت گیتا کو اُس کا جزو سمجھتے ہیں۔
غلطی پر ہیں یہ جزو نہیں ہے بلکہ ویدوں کا سار یعنی عطر ہے اور ویدوں کے وہ مخفی رموز
اور عالی اسرار جنکے معنی اونکے مطالعہ سے اِس وقت کے عُلما حل نہیں کرسکتے ہیں بہ ترتیب



مناسب وبکمال اختصار اِس صحیفہ عالیہ میں درج ہوئے ہیں اور اِس کے دائرہ علم میں
کل علوم مثل ذرّون کے نظر آتے ہیں یعنی یہ علم ذات مثل آفتاب کے ہے اور کل علوم
اِس کی شعاع ہیں۔ سب کی روشنی کا مبدا یہی ہے۔ صرف دل دانا وچشم بینا چاہیے جو
اِس نکتہ کا مطلب دریافت کرسکے اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہووے۔

**رباعے**

یارے کہ تراز خود رہاند دگراست — کارے کہ زتو ہیچ نماند دگراست
بامنکر راہِ مسجد وکعبہ نہ ایم — راہے کہ بمقصود رساند دگراست

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ سری مد بھگوت گیتا کی باون ٹیکا یعنی تفسیریں زبان
سنسکرت میں ہوچکی ہیں اونکے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اِس کے ترجمے موجود ہیں۔
چنانچہ ایک فارسی ترجمہ مؤلفہ حضرت فیضی وزیر محمد اکبر بادشاہ اور دوسرا مرتبہ پنڈت
ٹیکارام صاحب کشمیری میرے مطالعہ سے گذرا ہے اور چند سال ہوئے کہ بمقام گورکھپور
منشی کنہیالال صاحب الکھ دہاری نے پنڈت ٹیکارام صاحب کے اوسی فارسی ترجمہ سے
اُردو میں ترجمہ کیا ہے اور اوس کا نام گیان پرکاش رکھا ہے۔ زبان بھاشا میں بھی ایک
ٹیکا سری سوامی آنندگری جی نے تیار کی ہے جو آجکل ناگری خوانوں کے مطالعہ میں اکثر
دیکھی جاتی ہے ایک اور ٹیکا زبان بھاشا میں چت گھن سوامی کی بنائی ہوئی بمبئی میں چھپی
ہے اِنکے علاوہ چند ترجمے انگریزی اور اُردو میں اور ہوئے ہیں متقدمین کے اِن ترجموں کی
موجودگی میں ایک نئی تفسیر لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر مندرجہ ذیل وجوہات کے
باعث اوس کا لکھنا مناسب بلکہ انسب خیال کیا گیا اوّل یہ کہ جو ٹیکا سنسکرت میں ہوئی ہیں
وہ عوام کے لئے زبان سنسکرت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے کارآمد نہیں ہیں دوم
ٹیکاؤں کی سنسکرت عموماً بھگوت گیتا کے منتروں سے بھی زیادہ دقیق اور مشکل ہے اور
اون کے سمجھنے کے لئے بہت استعداد درکار ہے علاوہ بریں حضرت فیضی نے صرف لفظی

ترجمہ کیا ہے شاید اِس وجہ سے کہ ضمیر کلام کا دوسری زبان میں پُورے طور پر ادا کرنا محال ہے اصلی ضمیر وا شگاف پائی نہیں جاتی انگریزی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے یہ سخت وقت پیش آتی ہے کہ اکثر اون سنسکرت الفاظ کے لئے جو زمانہ قدیم میں مستعمل تھے اور فلسفہ اہل ہند کی اصطلاح تھے ٹھیک ہم معنی الفاظ زبان انگریزی میں نہیں ملتے منشی کنہیا لال صاحب نے بجائے اصلی کتاب سے ترجمہ کرنے کے ترجمہ سے ترجمہ کیا ہے اِس وجہ سے اونکے ترجمہ کے مضمون کا بھگوت گیتا کی ضمیر سے بہت جگہہ اختلاف واقع ہو گیا ہے۔ البتہ اوس میں مؤلف نے ذاتی خیالات کو آزادی اور دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شری آنند گری جی کی ٹیکا زبان بھاشا میں مرتب ہوئی ہے اور بیشک عمدہ ہے وہ عالم اور عامل دونوں صفتوں سے موصوف پائے جاتے ہیں مگر بعض مقامات پر اونہوں نے روچک بھیانک یعنی بیم و رجا کے کلام اپنی ٹیکا میں داخل کر دیئے ہیں اور بہت جگہہ سنسکرت الفاظ کو بجنسہٖ رکھکر تشریح کو پُورا کر دیا ہے جس کے معنی سمجھنے کے واسطے سنسکرت لغات کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے بھگوت گیتا کا ماحصل علم خود شناسی اور توحید خالص ہے اِس میں بیم و رجا کا کب دخل ہو سکتا ہے۔

رباعی

صانع بجہاں کہنہ ہیچ جائے نظر نیست — آنیست بمعنی و بظاہر بر نیست
بازیچۂ کفر و دیں بطفلاں بسپار — بگذر زِ مقامے کہ خدا ہم جز نیست

دویت بھاؤ اور نظرِ دوئی رکھنے سے اِس کلام کا لطف و مذاق حاصل نہیں ہو سکتا یعنی جب تک نظر موحد سے اوس کے معنی سمجھنے کی کوشش نکیجاوے وہ سمجھ میں نہیں آسکتے زمانۂ حال میں جو زبان سنسکرت کے علماء ہیں وہ بیم و رجا کے خیالات کے پابند ہونے اور مذہبی رسوم کے بیوپار میں مشغول ہونیکی وجہ سے اِس صحیفۂ متبرک کے معنی و مطلب کو دلائل کے ساتھ طالب کے دل پر نقش نہیں کرا سکتے اور اوس کے شکوک کا



شافی جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ کہ اِس کے اُصول سمجھنے کے لئے نہایت غور و فکر درکار ہے اور نیز ایک خاص شغل سے واقف ہونا ضروری ہے۔ محض قیل و قال سے معنی حل نہیں ہو سکتے جو اِس وقت کے فقرا اور بھیک دھاری ہیں اور جنکا یہ اصلی ترکہ ہے وہ زبان سنسکرت اور دیگر علوم رائج الوقت سے واقف نہونیکی وجہ سے گو بعض بباطن اِس حصہ کے شریک ہوں اصلی مطلب زبان سے ادا نہیں کر سکتے۔ سنسکرت کے الفاظ جو اِس خطّہ کی قدیم زبان میں وہ زمانۂ دراز گذر جانے اور اہل ہند کے طریق بود و باش بدل جانے کی وجہ سے آجکل اِس طرح پر گفت و شنود میں آتے ہیں کہ اونکے معنی اور مُراد ضمیر سابق سے بہت دُور ہو گئے ہیں اور چونکہ زبان سنسکرت بہت وسیع ہے اور ہر لفظ کے معنی کثیر ہیں اِسلئے چاہے کِسی لفظ کے ایک معنی دریافت بھی ہو جاویں تاہم جو اوسکی مُراد خاص موقع کلام پر ہونی چاہیئے بوجہ کم علمی و ناواقفیت ثابت نہیں ہو سکتی ایسے ہی اسباب سے جو باون تفسیریں ہوئیں ہیں اون میں کچھ نہ کچھ ایک کو دوسرے سے اختلاف ہے۔

شعر

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ — چون ندید ند حقیقت رہِ افسانہ زدند

کلام ربّانی میں ہمیشہ قلت الفاظ اور کثرت معنی ہوتے ہیں اور اوس میں سے ہر ایک شخص بقدر اپنی استعداد اور قابلیت کے معنی نکالتا ہے مگر وہ کلام ہمیشہ قوت ادراک سے برتر اور افزوں ہوتا ہے اور اوسکا سمجھنا ضمیر موحد میں محدود ہے بلکہ موحد بھی جو اوسکی حقیقت اپنے قلب میں مشاہدہ کرتا ہے کُلیتاً اوسکے اظہار سے عاجز و قاصر ہے البتہ بطور استعارہ بیان کر سکتا ہے تاکہ آیندہ جب اِس طریقہ کے پیروان اور پابندان کے قلوب پر ویسا ہی ظہور حقیقت ہو تب وہ کلام شہادت اونکے اِستقلال کا سبب ہو سکے۔

شعر

سرّ خدا کہ عارفِ سالک بکس نگفت — در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

بوئے خوش تو ہر کہ ز باد صبا شمید — از یار آشنا سخن آشنا شنید

جو کلمات اُردو زبان میں اِس پانچ - چھ صدی گذشتہ کے عارفوں مثل سوامی کبیر صاحب بابا نانک صاحب گوشائیں ولی رام جی معروف بہ بنواری داس و تلسی داس جی و سورداس وچرنداس و سندرداس و دادو و دیال و کرشن داس بھٹ وغیرہ کے اب موجود ہیں وہ سب اوس درخت کی شاخ اور شگوفہ ہیں جو سرزمین بھگوت گیتا میں لگا ہوا ہے یعنی اونہیں سات سرون (سات پرکرتی) میں مختلف راگ راگنیاں گا رہے ہیں کلمات تصوّف و توحید و کلام معرفت وعشق حقیقی عارفان گذشتہ مثل حضرت حافظ شیرازی شمسُ الدّین تبریز - مولانا روم - بوعلی شاہ قلندر - حضرت داراشکوہ - امیر خسرو - خواجہ معین الدین چشتی - شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی - مغربی و صائب و مولانا جامی و عراقی وغیرہ اگر لفظی بحث کو چھوڑ کر اصلی معنی پر نظر کیجا وے تو سب زمزمۂ توحید سے وہی سرود ترنّم کر رہے ہیں - حکمائے یونان مثل افلاطون - سقراط - ارسطاطالیس وغیرہ نے جو فلسفہ بعد فکر کامل و تحقیقات معقولات کے لکھا ہے غور کرنے والے کو اس میں اختلاف معنی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اپنے اپنے الحان سے یہ سب اوسی افسانۂ توحید کو سُناتے ہیں -

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | یک نغمہ تراود ز لبِ قمری و بلبل | | قانونِ وفا مختلف آہنگ ندارد | |
| | کرشن سمایو آپ ہی چیتن اور استھول | | ڈال پات پھل پھول میں وہی بیج ہی مول | |

جس عاصی ہیچمدان عاجز جسم کو بنام رائے بہادر جانکی ناتھ مدن کشمیری پنڈت دہلوی سوامن مدگلیہ گوتر کہتے ہیں وہ کوئی استعداد و قابلیت نہیں رکھتا کہ شریمد بھگوت گیتا کی جس میں اسرار اشراقی اور رموز مخفی ہیں تشریح معانی کر سکے مگر جو چیتن اوسمیں متحرک ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| در خود غلطم کہ من چہ نامم | معشوقم و عاشقم کدامم | من چشم بہ بستہ ام ز اغیار | در خوبی خویش مبتلایم |

وہ بعد مطالعۂ اصل سنسکرت شری مد بھگوت گیتا کے اِس امر کا محرّک ہوا کہ جو رموز سربستہ اِس وقت کی زبان اُردو میں اب تک نہیں کھُلے ہیں اور جن کے معنی شایقین کی



سمجھ میں صاف صاف نہیں آتے ہیں اونکے معنی واضح طور پر ظاہر کر دیے جاویں اور اِس کشش نے بے اختیار اِس طرف توجہ دلائی پس جو معنی منتروں کے غور اور فکر سے سمجھ میں آئے صاف صاف بے بیم و رجا لکھدیئے جاتے ہیں جو صاحبان شوق اور طالبان صادق اِس کو غور سے بغرض خودشناسی ملاحظہ فرمائینگے اور اوس کی اصلی مراد کو پہونچیں گے البتہ لطف حاصل کرینگے -

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | | رباعی | | |
| ۰ | نے غم ز اُمید و فارغ از یاس و ہراس<br>از خود رستند و با حقیقت بستند | | این است عبادتِ فقیران لشناس<br>نے خطرہ و نے تفرقہ و نے وسواس | |

شری مد بھگوت گیتا کے سات سو منتر اٹھارہ ادہیا پر منقسم ہیں اونکی تفصیل نقشہ مشمولہ میں درج ہے بعض ٹیکا لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ اِس کی چند ادہیا متعلق کرم و چند متعلق اوپاسنا و چند متعلق گیان یوگ ہیں گو اونکا یہ خیال کسی درجہ تک صحیح ہو مگر دراصل کلام ویدانت و سانکھ یعنی توحید و عرفان کا سلسلہ جو دوسرے ادہیا کے گیارہویں منتر سے شروع ہوا ہے آخیر تک مثل زنجیرے کے سوال و جواب کے پیرایہ میں رموز کھولتا ہوا چلا گیا ہے اِس ترجمہ میں منتروں کے معنی جلی قلم اور تشریح باریک حروف میں اُس کے نیچے لکھی گئی ہے ہر ادہیا کے آخر میں اوس کا خلاصہ لکھدیا گیا ہے اور بعض مقامات پر اون اوپنشدوں کا حوالہ جہاں سے کہ مضمون گیتا میں اختصار ہو کر آیا ہے دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو جو شکوک پیدا ہوں اِنکے مطالعہ سے رفع ہو جائیں بھگوت گیتا کُل اوپنشدوں کا خلاصہ ہے اور جو مضامین اوپنشدوں میں مختلف مقامات پر مکرّر آئے ہیں وہ اِس صحیفہ میں بموقعہ مناسب ترتیب دیئے گئے ہیں چونکہ اہل ہنود میں سے کوئی شخص وید اور اوپنشدوں کے احکام سے اِنکار نہیں کر سکتا پس جہاں کہیں ضمیر مفہومۂ عام اور اصلی ضمیر میں فرق واقع ہوا ہے اوپنشدونکی شہادت کی مُہر اوس جگہہ لگا دی گئی ہے تاکہ اوسے دیکھکر رفع شک

ہوسکے باون اوپنشدوں کا ترجمہ شاہزادہ بے حزن واندوہ محمد داراشکوہ نے فارسی میں کیا تھا اور اوس کا نام سرِ اکبر رکھا تھا چونکہ فارسی کا شوق اب کم ہوگیا ہے اور علم معرفت و توحید کے طالب کم رہ گئے ہیں بدیں وجوہات وہ اب تک طبع نہیں ہوا اور قلمی بھی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے اِس کا ترجمہ منشی کنہیالال صاحب الکھہ دھاری نے بمقام لدھیانہ اردو میں چھپوایا ہے اور اوس کو الکھہ پرکاش موسوم کیا ہے -

# دیباچہ شری مدبھگوت گیتا

بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیائیں کتاب مہابھارت مصنفہ شری ویدویاس کے بھیشم پرب میں واقع ہوئی ہیں جس زمانہ میں عارفوں نے توحید و عرفان کا لُب لُباب اُن میں موجود پاکر اونکو اوس کتاب سے منتخب کیا تھا اوس وقت اونہوں نے ذیل کا سنسکرت دیباچہ اون پر بڑھایا تھا -

॥ ॐ अस्य श्रीभगवद्गीता माला मंत्रस्य भगवान वेदव्यास ऋषिः

अनुष्टुप्छन्दः श्रीकृष्ण परमात्मा देवता ॥

اوم مہاواک یعنی اِسم اعظم ہے جو عالم کا تخم اور سب دار مانا گیا ہے اور وید اوپنشد اور ہر کتاب متبرک کے آغاز میں آیا ہے اِس کی فضیلت اوپنشدوں میں مفصل لکھی ہوئی ہے اور اِس شری مدبھگوت گیتا کی آٹھویں ادھیا کے تیرہویں منتر میں اِسکے شغل کا طریقہ مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور پندرہویں ادھیا میں اِسکی تصریح کی گئی ہے -

اِس شری مدبھگوت گیتا کے منتروں کی لڑی کے شری بھگوان وید ویاس رشی ہیں انشٹپ چھند ہے - اور شری کرشن پرماتما دیوتا ہیں بھگوت گیتا کے ۰۰، منتر بمنزلہ مالا کے دانوں کے ہیں اور ذیل کے تین منتر



مثل دانہ بیر کے ہیں گیتاجی کے کل اُصول اِسمیں بصورت تخم موجود ہیں - زمانہ قدیم میں رواج تھا کہ کتاب کی ابتدا میں رشی یعنی مصنف کا نام چھند یعنی وزن بحر اور دیوتا یعنی موصوف الہ کا نام درج کیا کرتے تھے یہ بات وید اور دیگر پرانی تصانیف سے ظاہر ہے

अयोच्यानन्वशोचस्त्वं प्राज्ञावादांश्च भाषस इति बीजं ॥ १ ॥

(۱) بیج منتر (لُب لُباب کلام) افکار باطل کرتا ہے اور دانائی کی باتیں کہتا ہے - جیسے بیج میں درخت کی شاخ پتے پھول پھل وغیرہ سب اجزا چھپے موجود ہوتے ہیں اور بونے سے نشو ونما پاتے ہیں ویسے ہی بیج منتر اون الفاظ کو کہتے ہیں جن کے معنی میں کل علم خود شناسی پوشیدہ طور پر موجود رہتا ہے اور ترکیب عملی سے ظاہر ہوجاتا ہے یہ بیج منتر ایک تنبیہ ہے جو حالت جہل کو دکھلاتی ہے خواب سے بیدار کرتی ہے اور جتاتی ہے کہ پندار خودی کی ہستی موہوم ہے یعنی اِنسان غلطی میں پھنسا ہے اور غلطی کو صحت سمجھتا ہے جب وہ غلطی رفع کرنیکی کوشش کریگا تب اِس کے معنی اوسکو بخوبی حل ہوجائینگے یہ منتر بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیا کے گیارہویں منتر کا نصف حصہ ہے اور وہاں سے اِنتخاب کرکے اِس دیباچہ میں لایا گیا ہے - اوس جگہہ اِسکے معنی بالتصریح بیان کئے جائینگے -

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रजेति शक्तिः ॥ २ ॥

(۲) شکتی منتر (قوت طلب یا صدق ارادت) جس طرح اوپر بیج منتر میں سب علوم پوشیدہ بیان کئے گئے ہیں اوسی طرح شکتی منتر وہ منتر ہے جس میں عشق عرفان زہد و ریاض وغیرہ طلب کے ساری قوتوں کے معنی مشمول ہیں -

سب دھرموں کو چھوڑ کر میری ہی شرن میں آؤ

یہ منتر نصف حصہ اِس شری مدبھگوت گیتا کے اٹھارویں ادھیا کے ۶۶ منتر کا ہے جو کتاب کے آخیر سے اِنتخاب کرکے یہاں لایا گیا ہے - سب دھرموں کا تیاگ جیسا کہ

تیسرے ادہیا میں بیان کیا جاویگا بحالت حیات ناممکن ہے دہرم کے معنی خاصہ طبعی کے ہیں۔ جب تک اِنسان زندہ رہتا ہے انتھ کرن اور گیان اندری اور کرم اندری اپنا اپنا دہرم یعنی فعل متعلقہ کرتے رہیں گے اُن سب کا معطل ہونا غیر ممکن ہے جب یہ امر ناممکن ثابت ہے اور شرط پوری نہیں ہوسکتی تو پھر شرن میں آنا کیونکر ہو سکتا ہے مراد کلام یہ ہے کہ جس غلط فہمی سے تونے اپنا آپا مان رکھا ہے اور جسکو اہنکار یعنی انانیت کہتے ہیں اوسے چھوڑ دے جب تونے اوسے چھوڑ دیا وہ ہی میری شرن میں آنا ہے یعنی جب تیرے اہنکار کا حجاب اوٹھ گیا تو میں ہی میں باقی رہا۔

شعر

خانہ خالی کن دِلا تا منزلِ جانان شود | کین ہوسناکان دِل و جان جای دیگر کردہ اند

دیگر

دَرِ دِل میکشاید چشم از اغیار پوشیدن | کلیدِ قفلِ دِل باشد نگہ برخویش دُزدیدن

مگر اہنکار کا جو خاصہ طبعی سے پیدا ہوا ہے بغیر ابھیاس یعنی شوق کے دُور ہونا محال ہے اور ابھیاس بھی ایک قسم کا دہرم یعنی عمل ہے پس اب دریافت کرنا چاہیئے کہ وہ کونسا عمل ہے جسے عمل نکہنا چاہیئے وہ حرکت پران یعنی نفس کی ہے جو خود بخود ہر انسان میں بلا کوشش جاری ہے اور جسکو پران واپان یعنی نفس بالا و پائیں کہتے ہیں وہ کسی کا فعل نہیں ہے قدرت کا فعل ہے اِسی کی تحققات کے لئے وید اور کتب دیگر مذاہب تصنیف ہوئیں اور قواعد جگ تپ کرم اوپاسنا دہیان جوگ اور سانکھ قایم کئے گئے اور ورد و وظائف مقرر کئے گئے مگر اِس کا عقدہ بغیر اِس عمل کے جو عمل نہیں کہا جاسکتا اور جس کی ضمیر کا یہ منتر شاہد ہے حل ہوا۔ وید اور اوپنشدوں میں اسی رمز کی تشریح میں طوالت کے ساتھ طرح طرح کے بیانات درج ہوئے ہیں مگر نکتہ کے سمجھہ میں نہ آنے سے عقل حیران ہو جاتی ہے اِس واسطے اِس صحیفہ متبرک میں جو حیرانی کا دُور کرنیوالا ہے



یہ منتر شکتی منتر قرار پایا ہے یہی انتہائے ادراک اِنسانی ہے اور حل کرنے والا سربستہ عقدوں کا ہے اِسکی طریقت سُرت سادہنا اجپا جاپ سن دہیان ناساگر تریٹی دہیان وغیرہ اگلے ادہیاؤں میں بیان کئے جائینگے گو اور طریقوں سے آخر میں اِسی کمال پر پہونچتے ہیں مگر بہت سرگردانی و پریشانی کے بعد آخر منزل سب کی یہی قدرتی طریقہ ہے چونکہ یہ رمز باریک ہے اہل دانش کے سمجھنے کے لئے ایک روایت توضیحاً درج کیجاتی ہے

ایک راجہ واسطے تحصیل کرنے برہم وِدّیا کے ایک رکھیشر کے پاس گیا رکھیشر نے پوچھا کہ اگر میں برہم وِدّیا بتاؤں تو تو اوسکے عوض مجھے کیا دیگا راجہ نے جواب دیا کہ میرا راج لیلو رکھیشر نے کہا راج درصل تیرا نہیں۔ اوسکے قابض گذشتہ راجگان تھے اور آیندہ تیری اولاد کا حق ہے اور وہ بھی ایک خدمت ہے اوسے لیکر میں کیا کروں گا۔ جو مال و اسباب ہے وہ سلطنت کا سامان اور رعایا کی بہبودی کا سرانجام ہے۔ تب راجہ نے کہا کہ میرا جسم لیلو رکھیشر نے کہا کہ اوّل تو یہ جسم چرک گوشت اور استخواں وغیرہ کا بنا ہوا اور ناپائدار ہے دوم ماں باپ کو اُس پر دعوئ فرزندی اور اولاد کو دعوئ ولدیت اور بیوی کو دعوئ شوہری ہے یہ تو مجھے کیونکر دیسکتا ہے تب راجہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اوس نے خیال کیا کہ میرا تو کچھہ بھی نہیں ہے (یعنی ترک انانیت ہوا) تب اُس نے کہا کہ مجھے اپنا کچھہ بھی نہیں معلوم ہوتا بعد ازاں رکھیشر نے کہا کہ تیرا کچھہ ہے بشرطیکہ وہ مجھے دیدے اور پھر اُس کا استعمال نکرے تو میں برہم وِدّیا بتاؤنگا۔ راجہ نے کمال شوق سے کہا جو مانگو میں دینے کو تیار ہوں۔ رکھیشر نے کہا اپنا چیت مجھے دیدے راجہ نے حسب قول فوراً چیت کا سنکلپ کر دیا تب رکھیشر اوٹھکر وہاں سے چلدیا۔ راجہ کو دلمیں حیرت ہوئی کہ میں نے تو حسب اقرار اپنے چیت کا سنکلپ کر دیا مگر رکھیشر نے برہم وِدّیا نہ بتائی مگر بفور پیدا ہونے اِس خیال کے راجہ نے سوچا کہ بغیر چیت کے خیال کا پیدا ہونا ممکن نہیں اور چیت میں دیچکا ہوں اب اِس سے کوئی فعل کرنا خلاف معاہدہ ہے پس

خاموش بیٹھ گیا اور ایسے سکون کی حالت میں رہا کہ خیال کو وُسعت پیدا ہونے کی نہ ملی جب تین دِن اس طرح پر گذر گئے تب رکھیشر جس کا یہ فعل صرف راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے واسطے تھا وہاں پر آیا اور اوس نے راجہ کو مستقل و مطمین بیٹھا پایا اور وہ آفریں کرکے لب کُشا ہوا مگر راجہ بہ سبب معاہدہ جواب دینے سے معذور رہا کہ چت سے فعل کرنا جائز نہ تھا تب رکھیشر نے اوسکے بطون سے آگاہ ہوکر یوں کہا کہ اے راجہ تو اپنا چت مجھے دے چکا ہے اور اب وہ میرا ہے میرے چت سے میرے سوال کا جواب دے زان بعد برہم وِدیا تلقین کی فی الحقیقت "سب دہرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آؤ" اِسی کیفیت قلب کا بیان ہے یعنی چت کی حرکت روکنے سے سب دہرموں کا تیاگ ہو جاتا ہے۔

अहंत्वांसर्बपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि माशुचेत्ति कीलकम्॥ ३॥

(۳) کیلک منتر (کلید معرفت) میں تجھے سب پاپوں سے آزاد کر دونگا تو فکر نکر

جب حسب ہدایت بیج منتر کے اپنی جہل و نادانی کی حالت سے آگاہ و واقف ہوکر طالب بموجب شکتی منتر عامل ہوگا تب وہ واہمات سے رہائی پاکر ذات میں وصل ہوگا۔ یہ اقرار واجب الوجود کا ہے جو اس میں شک و شبہ کریگا بیشک گرفتار واہمات رہیگا۔

### رباعی

| | |
|---|---|
| تا آنکہ سوائے حق بدانی خودرا | غافل ز بقائے حق بدانی خودرا |
| در ظاہر و باطنت نیابی جز حق | ہر گاہ کہ جائے حق بدانی خودرا |

### अथन्यासः

ذیل کے چھ منتر کرنیاس کے ہیں۔ کرنیاس کا اشارہ طرف اون تصورات کے ہے جو شاغل کو اپنے انتہ کرن یعنی قلب میں قایم کرنے چاہئیں اور جنکا بیان ذیل میں درج ہے

नैनंछिदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः इत्यंगुष्ठाभ्यांनमः॥१॥

नचैनं क्लेदयंत्यापो नशोषयति मारुतः इतितर्जनीभ्यानमः॥२॥



अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमक्लेद्योऽशोष्यएवचइतिमध्यमाभ्यांनमः३

नित्यःसर्वगतःस्थाणुरचलोऽयंसनातनःइत्यनामिकाभ्यांनमः॥४

पश्यमेपार्थरूपाणिशतशोऽथसहस्रश इतिकनिष्ठकाभ्यांनमः॥५

नानाविधानि दिव्यानि नाना वर्णा कृतीनि चेति करतलकर पृष्ठाभ्यांनमः॥६॥

| | |
|---|---|
| (۱) اِس جان کو نہ ہتیار کاٹتے ہیں نہ آگ جلاتی ہے | شمار انگوٹھ پر |
| (۲) نہ اِسکو پانی گلاتا ہے اور نہ ہوا خشک کرتی ہے | " انگشت سبابہ پر |
| (۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے نہ جل سکتی ہے نہ گل سکتی ہے اور نہ خشک ہو سکتی ہے | " " وسطی پر |
| (۴) یہ لازوال محیط۔ قائم بالذات۔ ساکن اور قدیم ہے | " " بنصر پر |
| (۵) ارجن دیکھ میرے روپ سیکڑوں بلکہ ہزاروں | " " خنصر پر |
| (۶) طرح طرح کے عجائبات اور رنگارنگ کے جلوے | " دست بر دست پر |

شروع کے چار منتر دوسری ادھیا کے منتر نمبر ۲۳ و ۲۴ کے نصف نصف حصے ہیں اور آخر کے دو منتر گیارہویں ادھیا کے پانچویں منتر میں مشمول ہیں۔ اور وہاں سے اختصار کرکے بصورت کرنیاس یہاں لائے گئے تاکہ اِنکے اُصول روزمرہ کے ورد و مزاولت سے طالب کے قلب پر نقش ہوکر اخلاقی ہمّت اور عقل سلیم پیدا کرتے رہیں اور علم معاد کی طرف اوسکی توجہ دلاتے رہیں اوپر کے چھ منتروں کے اوّل نصف حصے بطور انگناس ذیل میں مکرر لکھے جاتے ہیں۔

नैनंछिंदंति शस्त्राणि इति हृदयायनमः॥१॥

नचैनंक्लेदयं त्यापो इति शिरसेस्वाहा॥ २॥

अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमिति शिखायैवषट्॥ ३॥

नित्यः सर्वगतः स्थाणु रिति कवचायहुं ॥ ४॥

पश्यमे पार्थरूपाणि इत्ति नेत्रत्रयाय वौषट्॥ ५॥

नानाविधान दिव्यानि इत्यस्त्राय फट् ॥६॥

| | |
|---|---|
| (۱) اِس کو ہتیار نہیں کاٹتے ہیں | ہردے یعنی قلب میں تسلیم |
| (۲) اور نہ اِسکو پانی گلاتا ہے | پیشانی میں ″ |
| (۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے اور نہ جل سکتی ہے | ام الدماغ میں ″ |
| (۴) لازوال۔ محیط اور قایم بالذات ہے | دونو بازو پر ″ |
| (۵) ارجن دیکھہ میرے روپ کو | آنکھوں سے ″ |
| (۶) طرح طرح کے عجائبات | جذبۂ اِشراق میں ″ |

آجکل جو عملی کارروائی کرن نیاس اورانگنیاس کی پوجا کرتے ہوئے ہوتی ہے اوس میں بموجب اِن اِشاروں کے پوجا کرنے والے کو منتر پڑھنے کے وقت ہدایت اِن اعضا پر ہاتھ رکھنے کی ہوتی ہے اور اِس فعل کی غرض اور مُراد مطلق دریافت نہیں کہ کیا ہے جسوقت علم توحید کی ہند میں روشنی تھی اور علوم باطنی کا چرچا تھا اوس زمانہ میں یہ مختصر عمل ظاہری طالبان کے واسطے قائم کیا گیا تھا تاکہ اِس کے مزاولت سے اونکو کشایش باطن حاصل ہووے اِن علامات کا شمار انگوٹھے وغیرہ پر بجائے مالا کے دانوں کے ہے اور اشارہ طرف تصور باطنی کے ہے جو اندرونی قوتوں سے متعلق ہے یعنی جس جس منتر کو پڑھے ساتھ ہی اوسکے اندر اوس مقام پر وہ تصور قایم کرتا جاوے۔ جو مختلف مقامات قلب پیشانی ام الدماغ وغیرہ اوپر بیان ہوئے ہیں اسوقت کے رہنما اب صرف وہاں پر ہاتھ رکھا دیتے ہیں معنی و مُراد اِسکی نہیں جانتے۔

ہردے [۱] ۔ اکاس یعنی خلا ہے جسکو تلوار قابلیت قطع کرنے کی نہیں رکھتی ہے وہاں پر یہ صفت خلا کی تمیز ہوتی ہے۔

پیشانی [۲] بھی جائے تصوّر ہے چونکہ پانی مادّہ افزایش و تولید خیالات کا ہے وہاں پر تصوّر قایم کرنے والے کو اثر اوس کا نہیں پہونچتا یعنی سلسلہ خیالات اور واہمات کا بند ہوجاتا ہے

امّ الدّماغ [۳] جائے تصور خاص ہے اِسکی علمی بلندی اِسقدر ہے کہ وہاں نہ ہتیار اور



نہ آگ کا اثر پہونچ سکتا ہے۔

دونوں بازو علامت قوت کے ہیں اور جانکی صفت فنا سے برتر اور محیط اور قائم بالذات ہونا صفت ثابت کرتی ہیں

آنکھہ بینش کا آلہ ہے اِس سے جان کے کرشمے محیط اور بسیط نظر آتے ہیں

جذبہ اشراق کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اِس میں نادر جلوے انہو کے جو کہ ایک کیفیت حال ہے نظر آتے ہیں ہندوستان اور دیگر ملکوں میں طالبان حق تصوّرات خاکی آبی بادی آتشی وشمسی اور نیز شونیہ دہیان کا شغل کیا کرتے تھے تاکہ صفائی قلب بنابر حصول علم معرفت حاصل ہو اِس طریقت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے اون سب طریقوں کا اصل اصول آگیا ہے اِسکے عامل کو اون اشغال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ وہ تصوّرات بصورت جلی ہیں اور یہ بصورت خفی ہے۔

श्रीकृष्ण प्रीत्यर्थे जपे विनियोगः॥ अथध्यानम्

شری کرشن کی صدق محبت کے لئے جپ کرنیکا اِرادہ کرکے۔ تصور (مندرجہ ذیل کرنا چاہیے)

पार्थाय प्रति बोधिता भगवता नारायणेन स्वयं ।
व्यासेन ग्रथितां पुराणमुनिना मध्येमहाभारते ॥
अद्वैतामृत वर्षिणीं भगवतीं मष्टादशा ध्यायिनी ।
मंबत्वा मनसा दधामि भगवद्गीते भवद्वेषिणीम् ॥१॥

(۱) جس (بھگوت گیتا) کے اُصول کرشن بھگوان نے خود ارجن کو تلقین کئے اور جسکو پُراچین مُنی بیاس نے کتاب مہابھارت میں مُنسلک کیا۔ توحید کا آب حیات جس سے برستا ہے اور جو اٹھارہ ادہیایر منقسم ہے اور سنسار کا اگیان دُور کرتی ہے ایسی مادر مہربان کو میں اپنے دل میں جگہہ دیتا ہوں۔

شری مدبھگوت گیتا کے اُصول شری کرشن بھگوان نے آپ جنگ مہابھارت کے موقع پر

ارجن کو تلقین کئے اور شری بید و یاس مہاراج نے اونھیں ضمیروں کو تصریح کے ساتھ منظوم کر کے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا چونکہ اِن اٹھارہ ادھیاؤں میں پچھلے محققوں نے علم حقیقت کا لُب لُباب بھرا پایا تھا لہذا اون کو اوس کتاب سے منتخب کر کے یہ دیباچہ اوس پر لکھا تھا اور عملی طریقت تصور و شغل کی لکھدی تھی ادھیاؤں کے استعارے اور محاورے دیباچہ سے مختلف پائے جاتے ہیں یعنی اون میں قدامت زمانہ اور دیباچہ سے زمانہ حال کا کلام ہونا ثابت ہوتا ہے جس میں لکھنے والا شری ویدویاس مصنف کی اِسطور پر تعریف کرتا ہے

नमोऽस्तुते व्यास विशालबुद्धे फुल्लारविंदायतपत्रनेत्र ॥

येनत्वया भारत तैलपूर्णः प्रज्वालितो ज्ञानमयः प्रदीपः ॥२॥

(۲) نمسکار ہے آپ کو ویاس روشنضمیر جنکی آنکھیں کھِلے ہوئے کنول کے دراز برگ کی مانند ہیں اور جنہوں نے کتاب مہابھارت کے روغن سے بھرا ہوا معرفت کا چراغ روشن کیا ہے۔

شری ویدویاس کی بزرگی اور عُظمت نہ صرف ہندوستان میں تسلیم ہوئی ہے بلکہ مُلک یونان کے فلسفہ دانوں نے اِنکے شاگردوں سے علم الٰہی و فلسفہ حاصل کیا ہے حضرت داراشکوہ لکھتے ہیں "کلام راحت انجام حق اساس حقیقت شناس معرفت بیقیاس وحدت مماس محرم اسرار خاص الخاص سوامی بیاس کہ تعریفش از ہرچہ گویند افزوں و توصیفش از ہرچہ نویسند خارج و بیرون است چنانچہ حکیم اوّل افلاطون کہ شہرۂ آفاق و ممتاز حکمائے عرب و عجم بود ہ باوجود انواع حکمات بحکمت اشراقیہ سرفرازی داشت در شاگردی کمترین شاگردان تمیم ہندی کہ حکیم بس بزرگ گذشتہ است و افلاطون در کتب مؤلفہ خود وصف کمالاتش را بدرجہ کمال بالاکمل مفصل بقلم آوردہ و ایں مُرشدش مُریدے از سلسلہ مریدانِ سوامی بیاس است درجہ بزرگیش ازینجا تصور نمایند کہ بچہ درجہ خواہد بود"۔

اونکی تصنیف کتاب مہابھارت بمنزلہ روغن کے ہے اور صحیفہ شری مدبھگوت گیتا چراغ معرفت



ہے جسکو اونہوں نے فلسفہ ویدانت کی آتش سے روشن کر دیا ہے۔

प्रपन्न पारिजाताय तोत्र वेत्रैक पाणये ॥

ज्ञानमुद्राय कृष्णाय गीतामृत दुहे नमः ॥३॥

(۳) شری کرشن مہاراج کو نمسکار ہے جو کہ بمنزلہ درخت طوبیٰ ہیں نازک چھڑی جنکے ایک ہاتھ میں ہے جو اشارات سے گیان سمجھاتے ہیں اور گیتا کا آب حیات جنہوں نے نکالا ہے۔

طوبیٰ ایک فرضی درخت ہے جس کا مقام سُرگ میں بتاتے ہیں۔ سُرگ وہ مقام ہے جہاں وسوسات نہوں جہاں وسوسات نہیں وہ قلب بے پندار ہے جس قلب سے پندار جاتا رہا اوسکی ہر وقت ہر مراد حاصل ہے پس جو طالب صادق اور اہل ارادت ہیں وہ ہرگز نامراد نہیں رہتے کرشن مہاراج کلُ عالم کو برہم ودّیا تلقین کرنے والے اور گرو ہیں۔ اور کلُ علوم مثل دائروں کے ہیں جو اونکے نقطہ علم کے گرد کھنچے ہیں اور وہ کلُ دائرہ علم پر محیط ہیں۔ گیتا بیشک وہ امرت ہے جس کا پینے والا حیات ابدی پاتا ہے اور خوف مرگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा गोपालनन्दनः ॥

पार्थो वत्सः सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥४॥

(۴) سب اوپنشد (بمنزلہ) گئو کے ہیں۔ کرشن دوہنے والے۔ ارجن تیز فہم بچھڑا پینے والا اور گیتا کا عمدہ آب حیات دودھ ہے۔

اِس سے ثابت ہے کہ بھگوت گیتا ویدونکے تمام اوپنشدوں کا خلاصہ ہے اور اوّل منتر سے ظاہر ہے کہ کرشن بھگوان نے انہیں اوپنشدوں کا خلاصۂ اُصول ارجن کو بوقت جنگ مہابھارت تلقین کیا تھا پس اوپنشد اور تلقین کرشن بھگوان اور شری ویدویاس کی منظوم گیتا ایک ہی ضمیر اور اُصول رکھتے ہیں۔ گویا اوپنشد بمنزلہ گئو۔ گیتا بمنزلہ اوسکے دودھ اور تلقین کرشن بھگوان بمنزلہ گھی کے ہے۔

बसुदेव सुतं देवं कंस चाणूर मर्दनम् ॥
देवकी परमानन्दं कृष्णंवंदे जगद्गुरुम् ॥५॥

(۵) وسُو دیو جی کے فرزند - دیوتا - کنس اور چانور کے مارنے والے - دیوکی کو راحت
دینے والے - جگت کے گرو کرشن کو نمسکار کرتا ہوں -

भीष्मद्रोणतटा जयद्रथजला गांधारनीलोत्पला ।
शल्यग्राहवती कृपेणवहनी कर्णेन वेलाकुला ॥
अश्वत्थाम विकर्णघोरमकरा दुर्योधनावर्तिनी ।
सोत्तीर्णा खलु पांडवैः कुरुनदी कैवर्तके केशवः ॥६॥

(۶) بھیشم اور درون جسکے کنارے ہیں اور جیدرتھ جل ہے - گندھاری کے بیٹے
جس میں نیلے کنول ہیں اور شلیہ ناکہ ہے - کرپا چاری جسکی سیلانی اور کرن تلاطم ہے
اشو تھاما اور وکرن جس میں خوفناک مگر ہیں اور دریودھن بھنور ہے اُس کوروُں کی
ندی سے کرشن جی کی ملاحی کی بدولت پانڈو (کی کشتی) پار ہوئی -

اِن منتروں میں مصنف نے طاقت کوروان کو ایک ندی فرض کیا ہے اور اونکے لشکر
کے سرداروں کو اوس کا شاعرانہ تلازمہ باندھا ہے -

पाराशर्य्यवचः सरोजममलं गीतार्थगंधोत्कटं ।
नानाख्यानककेसरं हरिकथा संबोधिनाबोधितं ॥
लोकेसज्जन षट्पदै रहरहः पेपीयमानं मुदा ।
भूयाद्भारत पङ्कजं कलिमलः प्रध्वसिनः श्रेयसे ॥७॥

(۷) جو پراشر جی کے فرزند (وید ویاس جی) کے کلام کے تالاب میں لگا ہوا اور آبدار
ہے گیتا کے معنی جسکی تیز خوشبو ہیں طرح طرح کے بیانات جس میں مثل کیسر کے ہیں -
توصیف ذات کے الفاظ سے جو کھلا ہوا ہے اور دنیا میں نیک انسان مثل بھونروں



کے شوق سے جسکے (رس) کو روزمرہ پیتے ہیں وہ مہابھارت کا کنول کلجگ کی
تاریکی کا دُور کرنے والا ہماری بہتری کا سبب ہو -

مخفی نرہے کہ جو طریقے واسطے حصول علم الوہیت کے زمانۂ سابق میں تھے اونکا اِس
زمانہ میں تکمیل پانا محال ہے - تپ جگ اوپاسنا کرم کانڈ اور یوگ ترتیا اور دواپر تک محدود
رہے کلجگ میں صرف بھکتی یعنی عشق حقیقی سب سے بہتر وسیلہ ہے - مقولہ کبیر صاحب

| | | | |
|---|---|---|---|
| | نیارا نیارا ہوت ہے جُگ جُگ کا بیوہار<br>سیوا ہوم اوپاسنا عمل تریتا بیچ | | چر چاتپ ست جگ بکھے دواپر جگ آدھار<br>کلجگ میں بھکتی بھئی کیا اوتم کیا نیچ |

اوتار شری کرشن جی کا یعنی نزول واجب الوجود کا جسم انسانی میں اسی غرض سے ہوا تھا
کہ علم ذات کو جو بوجہ انقلاب زمانہ مستور ہو گیا تھا پھر ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ یہ بھگوت گیتا کا
فرمان خاص ذات نامتناہی سے جاری ہوا ہے تاکہ زمانہ آیندہ میں جو طالبان حق ہوں وہ اِس
منشور عالی کو حرز جان بنا کر ذات بحت کے ادراک سے حیات اَبدی پاویں -

मूकं करोति वाचालं पंगुं लंघयते गिरिम् ॥
यत्कृपा तमहं बन्दे परमानन्द माधवम् ॥८॥

(۸) جس کی قدرت گونگے کو بولنا سکھاتی ہے اور لنگڑے سے پہاڑ عبور کراتی ہے اوس
پرمانند سروپ کرشن بھگوان کو نمسکار کرتا ہوں -

نفس گونگا تھا قدرت نطق نے اوسکو ناطق بنایا عقل کے پاؤں نتھے علم کی قوت نے
اوسکو تمام مشکلات پر عبور کرایا -

यंब्रह्मा वरुणेन्द्र रुद्र मरुत स्तुन्वंति दिव्यैस्तवै ।
वैदैः सांग पदक्रमोप निषदै गायंतियं सामगाः ॥
ध्यानावस्थित तद्गतेन मनसा पश्यंतियं योगिनो ।
यस्यांतं नविदुः सुरासुरगणा देवाय तस्मैनमः ॥९॥

(۹) جسکی برہما - ورون - اندر - رودر - مرت عمدہ عمدہ تعریفوں سے استوتی کرتے ہیں اور سام وید کے گانے والے انگ پد - کرم کے ساتھ وید اور اوپنشد جس کی (حمد میں) گاتے ہیں اور یوگی دہیان میں قایم ہوکر اور اوس میں دل لگاکر جسکو مشاہدہ کرتے ہیں جسکی حقیقت نیک کردار اور بدکردار انسانوں نے نہیں جانی ہے اوس (کرشن) دیو کو نمسکار ہے۔

اِن اسماء سے اُن قوتوں کی طرف اشارہ ہے جن کو عارفوں نے علم اشراق سے دریافت کیا ہے یہ سب ذات لامتناہی کی صفات ہیں جنکو لوگوں نے اپنے خیال کے موافق مجسم قرار دے رکھا ہے - انگ - پد اور کرم - تین اصطلاحی الفاظ ہیں - انگ کے معنی جزو وید - پد کے معنی کلمہ اور کرم کے معنی قرات یعنی خاص الحان سے پڑہنا ہے -

شری وید ویاس مُنی علم توحید میں ایسے زبردست ہوئے ہیں کہ اونکی تشبیہ کے واسطے کوئی دوسرا وجود نظر نہیں آتا - وسشٹ جی مہارشی اونکے دادا اور شری پراشر سوامی اِنکے والد بزرگوار دونوں عارف کامل تھے - تخم علم موروثی نے اِن میں آکر تکمیل پائی تہی اِنکا کلام عین معقولات ہے اور کتب وید کا اصلی منشا ہے اونکے اُصول کو اپنے خیالات سے مجوب کرنا انصاف سے بعید ہے اور اوس میں روچک وبہیانک کو دخل دیکر معنی کو بدل دینا خلاف عقل ہے یہ صحیفہ فیض عام ہے جو اونہوں نے نہ صرف اہل ہند بلکہ تمام دنیا کے واسطے بخشا ہے اور کلام علوی وہی ہوسکتا ہے جو سب جگہہ اور سب پر حاوی ہو اور ہمیشہ یکساں رہے -

**رباعی**

قومے بہ نماز و روزہ حق میجویند | جمعے برہ کعبہ رہے می پویند
بعضے گویند ماسوا چیز نیست | حق جانب آنہاست کہ حق میگویند

## ادہیائے اوّل ارجن وشاد (۴۷ منتر)

धृतराष्ट्र उवाच ॥ धर्मक्षेत्रे कुरुक्षेत्रे समवेतायुयु-
त्सवः ॥ मामकाः पांडवाश्चैव किमकुर्वत संजय ॥१॥

دہرتراشٹر نے سوال کیا (۱) اے سنجے ہمارے اور پانڈو (کے طرف والوں) نے دہرم بہومی کورچھیتر میں بارادہ جنگ جمع ہوکر کیا کیا -



**ترجمہ نظم**

جنگ کوروچھیتر کا سنجے بیان کر ماجرا | پانڈو کوروں نے اوس بہومی میں جاکر کیا کیا

راجہ دہرت راشٹر اور راجہ پانڈو دو بہائی تھے مگر راجہ دہرت راشٹر نابینا تھے - پس راجہ پانڈو کو سلطنت ملی تہی راجہ پانڈو کی وفات کے بعد دُریودہن دہرت راشٹر کا بڑا بیٹا کاروبار سلطنت کیا کرتا تھا اوس نے حق اپنے چچازاد بہائیوں یعنی اولاد پانڈو کا جو کہ اصلی حق دار تھے دغا سے چھین لینا چاہا اور اونکو اذیت پہونچائی اِس بنائے حق پر مخاصمت پیدا ہوکر جنگ مہابھارت وقوع میں آئی اِس موقعہ پر دہرت راشٹر کا سوال اپنے رتھ بان سنجے سے بوجہ نابینا ہونے کے ہوا ہے -

संजय उवाच ~ दृष्ट्वातु पांडवानीकं व्यूढं दुर्योधनस्तदा ॥
आचार्यमुपसंगम्य राजावचनमब्रवीत् ॥२॥

سنجے نے بیان کیا (۲) کہ پانڈو کی فوج کو آراستہ دیکھکر راجہ دُریودہن نے جاکر اوستاد سے اوس وقت یہ الفاظ کہے -

دیکھتے ہی پانڈو کی فوج کو آراستہ | راجہ دُریودہن نے چھیڑا درون سے یہ تذکرہ

पश्यैतां पाण्डुपुत्राणा माचार्य महतीं चमूं ॥
व्यूढां द्रुपदपुत्रेण तव शिष्येन धीमता ॥३॥

(۳) اے اوستاد پانڈوں کے اِس لشکر عظیم پر نظر کیجیے جس کو درود پد کے پسر آپکے خردمند شاگرد نے آراستہ کیا ہے -

لشکر غدّار کو اِن پانڈو کے دیکھیے | منتظم ہیں جس کے عالی فہم شاگرد آپکے

अत्र शूरा महेश्वासा भीमार्ज्जुन समायुधि ॥
युयुधानो विराटश्च द्रुपदश्च महारथः ॥४॥

धृष्टकेतुश्चेकितानः काशिराजश्च वीर्यवान् ॥
पुरुजित् कुंतिभोजश्च शैब्यश्च नरपुंगवः ॥ ५ ॥
युधामन्युश्च विक्रांत उत्तमौजाश्च वीर्यवान् ॥
सौभद्रो द्रौपदेयाश्च सर्व एव महारथाः ॥ ६ ॥

(۴) اِس پانڈوں کے لشکر میں دلاور اور بڑی بڑی کمان رکھنے والے اور جنگ میں بھیم اور ارجن کے ہم پایہ یویودہان - ویراٹ - مہارتھی دروپد

(۵) دہرشٹ کیتو - چیکیتان - زبردست کاشی راج - پورجیت - کنتی بھوج - شیبوی - منتخب دلاوران

(۶) دلیر یدہامینو - زوراور اُتم اوجا - سوبھدر - اور دروپد کے بیٹے جو سب مہارتھی ہیں (شامل ہیں)

بھیم اور ارجن کے ہمسر ہیں او دہر لتنے جوان — یویودہان - ویراٹ - دروپد کا معزز خاندان
دہرشٹ کیتو - کاشی راج اور چیکیتان صف شکن — شیبوکنتی بھوج - پورجیت - نام آور تیغ زن
اوتم اوجا صاحب ہمت - یدہامینو جبری — دروپد د سوبھدر کی کینے کے سب مہارتھی

अस्माकंतु विशिष्टाये तान्निबोध द्विजोत्तमः ॥
नायका मम सैन्यस्य संज्ञार्थं तान्ब्रवीमिते ॥ ७ ॥

(۷) اے واجب التعظیم برہمن جو ہم میں سے معزز ہیں اور میری فوج کے سردار ہیں آپنے واقف ہو جے آپ کی واقفیت کے لئے اونکے (نام) بیان کرتا ہوں -

جو دلاور میرے لشکر میں بہت مشہور ہیں — اونکے اسماے گرامی ذیل میں مذکور ہیں

भवान्भीष्मश्च कर्णश्च कृपश्च समितिंजयः ॥
अश्वत्थामा विकर्णश्च सौमदत्तस्तथैवच ॥ ८ ॥

(۸) آپ - بھیشم - کرن - کرپاچاری - ستمنجے اشوتھاما - وکرن - اور نیز پسر سومدت



آپ بھیشم ستنجے اور کرپاچار کرن — اشوتھاما سومدت عالی خرد راجہ وکرن

अन्येच बहवः शूरा मदर्थे त्यक्त जीविताः ॥
नाना शस्त्र प्रहरणाः सर्वे युद्ध विशारदाः ॥ ९ ॥

(۹) (انکے علاوہ) اور بہت سے جوانمرد ہیں جو میرے واسطے جان دینے والے اور ہر طرح کے ہتیار چلانے والے ہیں اور تمام فنون جنگ میں طاق ہیں -

اور بہت سے جاں نثاری کے ہنر میں طاق ہیں — اسلحہ ہائے مختلف کے جنگ میں مشّاق ہیں

अपर्याप्तं तदस्माकं बलं भीष्माभि रक्षितं ॥
पर्याप्तं त्विदमेतेषां बलं भीष्माभि रक्षितं ॥ १० ॥

(۱۰) ہماری فوج زیر حکم بھیشم کے زبردست ہے انکی فوج ماتحت بھیم کے زبردست ہے

میری اعلیٰ فوج کا بھیشم سپہ سالار ہے — بھیم اونکی پست ہمت فوج کا سردار ہے

अयनेषुच सर्वेषु यथा भाग मवास्थिताः ॥
भीष्ममेवाभि रक्षन्तु भवंतःसर्व एवहि ॥ ११ ॥

(۱۱) تم سب جو جہاں کھڑے ہو اور جس صف میں ہو بھیشم کا ساتھ دو -

جو دلاور آج صف آرا ہیں میری فوج کے — اونکو بھیشم کی مدد واجب ہے دل اور جان سے

तस्य संजयन्हर्षं कुरु वृद्धः पितामहः ॥
सिंहनादं विनद्योच्चैः शंखं दध्मौ प्रतापवान् ॥ १२ ॥

(۱۲) کوروں کے بزرگ جدامجد صاحب جلال بھیشم نے زور سے شیر کی سی بلند آواز رکھنے والا سنکھ بجایا جو کہ اوس (دریودہن) کے دل میں جوش ہمت پیدا کرتا تھا -

بوڑھے بھیشم نے اب اوسکا جی بڑہانے کے لئے — سنکہ کا نعرہ سُنایا مثل غرّاں شیر کے

ततः शंखाश्च भेर्यश्च पणवानक गोमुखाः ॥
सहसैवाभ्य हन्यंत सशब्दस्तु मुलोभवत् ॥ १३ ॥

(۱۳) تب شنکھہ - نقارہ پکھاوج ڈہول اور بگل کے ایکدفعہ ہی بجنے سے بڑا شور برپا ہوا -

جھانجھ - نقارے - بگل - ناقوس و دف بجنے لگے
ایکدم وہ دونوں لشکر شور و غل سے گونج اُٹھے

ततः श्वेतैर्हयैर्युक्ते महति स्यंदने स्थितौ ॥
माधवः पांडवश्चैव दिव्यौ शंखौ प्रदध्मतुः ॥१४॥

(۱۴) اوس کے بعد کرشن اور ارجن نے ایک ایسے رتھ پر جس میں سفید گھوڑے جُتے
تھے سوار ہو کر اپنے اپنے نادر سنکھہ بجائے -

بعد ازاں سفیدوں کے عالیشان رتھ میں بیٹھ کے
کرشن و ارجن ہو گئے دمساز ایک ایک سنکھہ سے

पांचजन्यं हृषीकेशो देवदत्तं धनंजयः ॥
पौंड्रं दध्मौ महाशंखं भीमकर्मा वृकोदरः ॥१५

(۱۵) کرشن نے پانچ جن (شنکھہ) ارجن نے دیوت اور مہیب الافعال بھیم نے پونڈر مہا شنکھہ بجایا

نام جنکا پانچ جن اور دیودت مشہور تھا
ایک طرف بجنے لگا پونڈر بجا در بھیم کا

अनंत विजयं राजा कुंती पुत्रो युधिष्ठिरः ॥
नकुलः सहदेवश्च सुघोष मणि पुष्पकौ ॥१६॥
काश्यश्च परमेष्वासः शिखंडी च महारथः ॥
धृष्टद्युम्नो विराटश्च सात्यकिश्चापराजितः ॥१७॥
द्रुपदो द्रौपदेयाश्च सर्वशः पृथिवीपते ॥
सौभद्रश्च महाबाहुः शंखान्दध्मुः पृथक् पृथक् ॥१८॥

(۱۶) راجہ یدہشٹر پسر کنتی نے انت بجے (شنکھہ) نکل اور سہدیو نے سگھوش اور منی پشپک (شنکھہ)
(۱۷) کاشی راج دراز کمان - مہارتھی شکھنڈی - درشٹ دیومن - وراٹ - ساتکی فاتح دشمنان
(۱۸) دروپد کے بیٹوں اور قوی بازو پسران سوبھدر نے ہر چہار طرف اے راجہ
(دہرت راشٹر) اپنے اپنے شنکھہ بجائے -



خوب گونجے نکل اور سہدیو کی پشپک سگھوش
بہر گیا کانوں میں ناقوس یدہشٹر کا خروش

حوصلے والا شکھنڈی شیر بازو کاشی راج
ساتکی - ویراٹ اور درشٹد دومن آتش مزاج

دروپد و سوبھدر کی کنبہ کے چھوٹے اور بڑے
شادمان تھے اپنے اپنے سنکھہ کی آواز سے

सघोषो धार्त्तराष्ट्राणां हृदयानि व्यदारयत् ॥
नभश्च पृथिवीं चैव तुमुलो व्यनुनादयन् ॥१९॥

(۱۹) وہ شور و غل پسران دہرت راشٹر کا سینہ چاک کرتا تھا اور زمین و آسمان میں
گونج گیا تھا -

شور و غل سُن سُن کے کوروں کا جگر پھٹنے لگا
یک بیک ارض و سما میں تہلکہ برپا ہوا

अथ व्यवस्थितान्दृष्ट्वा धार्त्तराष्ट्रान्कपिध्वजः ॥
प्रवृत्ते शस्त्रसंपाते धनुरुद्यम्य पांडवः ॥२०॥
हृषीकेशं तदावाक्य मिदमाह महीपते ॥
अर्जुनउवाच - सेनयोरुभयोर्मध्ये रथंस्थापयमेऽच्युतः ॥२१॥

(۲۰) اوسوقت دہرت راشٹر کے لشکر کو استادہ دیکھکر جنگ کے شروع ہونے پر کمان
اوٹھا کر ارجن نے

دیکھکر کوروں کو اپنے سامنے صف میں کھڑا
ہاتھ میں لیکر کمان جب کشت و خوں ہونے لگا

(۲۱) کرشن سے یہ الفاظ کہے کرشن تم میرے رتھ کو درمیان دونوں لشکروں
کے ٹھیرا دو

کرشن سے اے مہرباں اوسوقت ارجن نے کہا
وسط میں فوجوں کے میرے رتھ کو ٹھیرا دو ذرا

यावदेता न्निरीक्षेऽहं योद्धुकामानवस्थितान् ॥
कैर्मया सह योद्धव्य मस्मिन्नण समुद्यमे ॥२२॥

(۲۲) تاکہ میں ان جنگجوؤں کو جو کھڑے ہوئے ہیں دیکھکر معلوم کروں کہ اس معرکہ جنگ

ہیں مجھے کن کن کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے -

تاکہ مجھکو بھی خبر ہو کون ہیں وہ سورما | معرکے میں آج ہو گا جن سے میرا سامنا

योत्स्यमाना नवेक्षेऽहं यएतेऽत्र समागताः ॥
धार्त्तराष्ट्रस्य दुर्बुद्धे युद्धे प्रिय चिकीर्षवः ॥२३॥

(٢٣) اور اون بہادروں کو دیکھوں جو اس معرکہ میں تیرہ عقل دریودھن کے مددگار بنکر آئے ہیں

میں بھی اون زورآوروں کو ایک نظر سے دیکھوں | جنکو دریودھن کی حشمت پر سمایا ہے جنوں

संजयउवाच ~ एवमुक्तो हृषीकेशो गुडाकेशेन भारत ॥
सेनयोरुभयोर्मध्ये स्थापयित्वा रथोत्तमम् ॥२४॥
भीष्मद्रोण प्रमुखतः सर्वेषांच महीक्षिताम् ॥
उवाच पार्थ पश्यैता न्समवेता न्कुरूनिति ॥ २५॥

(٢٤) سنجے نے کہا اے فرزند بھرت (دھرت راشٹر) جب ارجن نے کرشن سے یہ بات کہی تب اونہوں نے عالیشان رتھ کو دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑا کرکے
(٢٥) بھیشم - درون اور سب راجاؤں کے سامنے ارجن سے کہا کہ تو اب اِس کوروُں کی جماعت پر نظر کر

کرشن اتنی بات سنکر اے شہ والا گہر | دونوں فوجوں کے مقابل اوسکے رتھہ کو روک کر
درون بھیشم اور سرداروں کے صف کے سامنے | بولے ارجن وہ ہے کوروں کی جماعت دیکھ لے

तत्रापश्यत्स्थितान्पार्थः पितॄनथ पिता महान् ॥
आचार्यान्मातुलान्भ्रातॄन्पुत्रान्पौत्रान्सखींस्तथा ॥२६॥
श्वशुरान्सुहृदश्चैव सेनयोरुभयोरपि ॥
तान्समीक्ष्य सकौंतेयः सर्वान्बन्धून वस्थितान् ॥२७॥

(٢٦) ارجن نے باپ - دادا - گورو - ماموں - بھائی - بیٹے - پوتے - دوست



(٢٧) خسر اور پیاروں کو جو طرفین کی فوج میں اوس موقع پر موجود تھے دیکھا اور اون سب یگانوں کو موجود دیکھکر وہ پسر کنتی

اوس نے دوڑا کر نظر دیکھا کہ عزو اقربا | باپ - دادا - بیٹے - پوتے - گورو - سمدھی آشنا
دونوں جانب مستعد ہیں خانہ جنگی کے لئے | اور وہ اپنے گھر کی ساری صورتیں پہچان کے

कृपया परयाविष्टो विषीदन्निद मब्रवीत् ॥
अर्जुनउवाच ~ दृष्ट्वेमं स्वजनं कृष्ण युयुत्सुं समुपस्थितं ॥ २८॥

(٢٨) (اونکی) غایت الفت کے سبب غمگین ہو کر کہنے لگا - اے کرشن اِن اقربا کو جو جنگ پر آمادہ ہیں دیکھکر

جذب دل سے بہت گھبرا کے یوں کہنے لگا ؎ | دیکھکر اے کرشن اپنوں کا اِرادہ جنگ کا

सीदंति मम गात्राणि मुखंच परिशुष्यति ॥
वेपथुश्च शरीरे मे रोम हर्षश्च जायते ॥ २९ ॥

(٢٩) میرے عضو سست ہوئے جاتے ہیں - مُنہ خشک ہوتا ہے - بدن کانپتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں -

میرے اعضا ٹوٹتے ہیں خشک ہوتا ہے دہن | رونگٹے ہوتے کھڑے ہیں تھرتھراتا ہے بدن

गांडीवं स्रंसते हस्तात्त्वक् चैव परिदह्यते ॥
नचशक्नोम्य वस्थातुं भ्रमतीव च मे मनः ॥ ३०॥

(٣٠) گانڈیو (کمان) ہاتھ سے گری پڑتی ہے خون جوش کھاتا ہے کھڑا رہا نہیں جاتا اور دِل بیقرار ہے -

خون اُلفت جوش زن ہے چھوٹی جاتی ہے کمان | دل گرا جاتا ہے چکراتا ہے آنکھوں میں جہان

निमित्तानिच पश्यामि विपरीतानि केशव ॥
नच श्रेयो नुपश्यामि हत्वा स्वजन माहवे ॥३१॥

(٣١) کرشن مجھے آثار مخالفت نظر آتے ہیں اور ریگا نونکو جنگ میں مار کر کوئی فائدہ
نہیں دیکھتا۔

کرشن آثار مخالف صاف آتے ہیں نظر
فائدہ حاصل نہوگا۔ بھائیوں کو مار کر

नकांक्षे विजयं कृष्ण नच राज्यं सुखानिच॥
किंनो राज्येन गोविंद किं भोगैर्जीवितेन वा ॥३२॥

(٣٢) کرشن میں فتح سلطنت اور عیش وآرام کی تمنّا نہیں رکھتا۔ اے گوبند ہمارے
نزدیک سلطنت لذات دُنیا اور حیات ہیچ ہیں

مجھکو کچھ حاجت نہیں ہے فتح حشمت عیش کی
ہیچ ہیں میری نظر میں مال رتبہ زندگی

येषामर्थे कांक्षितं नो राज्यं भोगाः सुखानिच॥
तइमे ऽवस्थिता युद्धे प्राणांस्त्यक्त्वा धनानिच॥३३॥

(٣٣) جن کے لئے ہم نے سلطنت اور عیش وآرام چاہا تھا وہ تو جان اور مال سے
ہاتھہ دہو کر اس معرکۂ جنگ میں کھڑے ہیں

سلطنت کے ٹھاٹھ جنکے واسطے درکار تھے
وہ کھڑے ہیں ہاتھہ دہو کر اپنی جان و مال سے

आचार्याः पितरः पुत्रा स्तथैव च पितामहाः॥
मातुलाः श्वशुराः पौत्राः श्यालाः संबंधिनस्तथा॥३४॥

(٣٤) یہاں پر گورو۔ باپ۔ بیٹے اور دادا۔ ماموں۔ خسر۔ پوتے۔ سالے اور
قربت مند موجود ہیں۔

باپ۔ دادا۔ بیٹے۔ پوتے مائل پیکار ہیں
گورو۔ ماموں۔ سالے۔ سسرے اور رشتہ دار ہیں

एतान्न हंतु मिच्छामि घ्नतोऽपि मधुसूदनः॥
अपि त्रैलोक्य राज्यस्य हेतोः किंनु महीकृते॥३५॥

(٣٥) اے کرشن۔ ہر چند وہ مجھے قتل کر ڈالیں میں روئے زمین کے بلکہ ترلوکی کے



راج کی طمع سے بھی اون کا قتل روا نہیں رکھتا۔

مارنا انکا نہیں منظور مرنا ہے قبول
مجھکو دنیا اور عقبیٰ کا نہیں شوق حصول

निहत्य धार्त्तराष्ट्रान्नः का प्रीतिः स्याज्जनार्दन॥
पापमेवाश्रये दस्मान् हत्वैता नाततायिनः॥३६॥

(٣٦) دہرت راسٹر کی اولاد کو مار کر ہمیں راحت تو کیا حاصل ہوگی۔ ان بدکرداروں کو مار کر
ہم بھی آلودۂ گنہ ہوں گے۔

کوڑوں کی جان لینے کا یہی ہوگا ثواب
اپنی گردن پر رہیگا بھائی بندوں کا عذاب

तस्मान्नार्हा वयं हंतुं धार्त्तराष्ट्रा न्स्वबांधवान्॥
स्वजनंहि कथं हत्वा सुखिनः स्याम माधव ॥३७॥

(٣٧) پس ہم کو دہرت راشٹر کی اولاد کو جو اپنے عزیز ہیں قتل کرنا لازم نہیں اے
کرشن ہم اپنے بھائی بندوں کو قتل کر کے لطف زندگی کیا خاک اوٹھائینگے۔

بھائیونکو قتل کرنا ہے سراسر ناروا
جب نہوں اپنے یگانے زندگی کا لطف کیا

यद्यप्येते न पश्यंति लोभोपहत चेतसः॥
कुलक्षय कृतं दोषं मित्रद्रोहे च पातकम्॥३८॥

(٣٨) یہ طمع سے اندہے ہو کر خاندان کے برباد کرنے کے عذاب اور محبّوں کو ایذا رسانی میں
گناہ نہیں دیکھتے۔

حیف اون لالچ کی اندہوں کو نہیں آتا نظر
اقربا کی مارنے اور دل دُکھانیکا ضرر

कथं न ज्ञेय मस्माभिः पापादस्मान्निवर्तितुम्॥
कुलक्षय कृतं दोषं प्रपश्यद्भि र्जनार्दन ॥३९॥

(٣٩) اے کرشن ہم خاندان کے برباد کرنیکے گناہ کو سمجھکر بھی اِس گناہ سے کیوں نہ بچنا چاہیں

کیوں نہ ہم ایسا سمجھ کر ہی برائی سے بچیں
صاف ظاہر ہے تباہی بھائیوں کے قتل میں

कुलक्षये प्रणश्यन्ति कुलधर्माः सनातनाः ॥
धर्मे नष्टे कुलं कृत्स्न मधर्मोऽभिभवत्युत ॥ ४० ॥

(۴۰) خاندان کے (ذکور کی) ہلاکت سے خاندان کی قدیم نیک افعالی جاتی رہتی ہے اور نیک افعالی کے غارت ہونے پر بدافعالی ضرور کُل خاندانمیں پہیل جاتی ہے

باعث ترکِ رسومِ نیک ہے قتل ذکور ۔۔۔ بدشعاری سے بپا ہوتے ہیں نازیبا فتور

अधर्माभि भवात्कृष्ण प्रदुष्यंति कुलस्त्रियः ॥
स्त्रीषु दुष्टासु वार्ष्णेय जायते वर्णसंकरः ॥ ४१ ॥

(۴۱) اے کرشن افعال ضمیمہ کے پھیلنے سے خاندان کی عورتیں بدافعال ہو جاتی ہیں اور بدافعال عورتوں سے اولاد ناجائز پیدا ہوتی ہے۔

عورتیں بیخوف ہو کر چھوڑ دیتی ہیں چلن ۔۔۔ غیر کی تخم کے فعل سے مخلوط ہوتے ہیں ورن

संकरो नरकायैव कुलघ्नानां कुलस्य च ॥
पतंति पितरो ह्येषां लुप्त पिंडोदक क्रियाः ॥ ४२ ॥

(۴۲) اولاد ناجائز خاندان کے قتل کرنیوالوں کو اور اون کے اولاد کو دوزخ میں پہونچاتی ہے اور اون کے متوفیان بھی بسبب پنڈ اور جل کے کارروائی نہو سکنے کے پستی میں گرتے ہیں

ترک میں گرتا ہے مخلوط النسب کا خاندان ۔۔۔ پنڈ و جل ملتے نہیں مٹتا ہے پتروں کا نشان

दोषैरेतैः कुलघ्नानां वर्णसंकर कारकैः ॥
उत्साद्यंते जातिधर्माः कुल धर्माश्च शाश्वता ॥ ४३ ॥

(۴۳) خاندان کے قتل کرنیوالوں کے اون گناہوں سے جو اولاد ناجائز کے پیدائش کے باعث ہوتے ہیں قدیم قومی اور خاندانی نیک طریقے غارت ہو جاتے ہیں۔

اون بُرے فعلوں کا ثمرہ ناخلف اولاد ہے ۔۔۔ خاندان و قوم کی بربادئی مرجاد ہے

उत्सन्न कुल धर्माणां मनुष्याणां जनार्दन ॥



नरके नियतं वासो भवतीत्यनु शुश्रुम ॥ ४४ ॥

(۴۴) اے جناردن ہمنے سنا ہے کہ اون لوگوں کا جن کے خاندان سے نیکی جاتی رہتی ہے ضرور دوزخ میں مقام ہوتا ہے

نیک اعمالی میں جس کینے کے آتا ہے فتور ۔۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جاتا ہے ضرور

अहोवत महत्पापं कर्तुं व्यवसिता वयम् ॥
यद्राज्य सुख लोभेन हंतुं स्वजन मुद्यताः ॥ ४५ ॥

(۴۵) افسوس ہم بڑے گنہ کے مرتکب ہوئے جو راج اور آسایش کی طمع سے عزیزوں کے قتل کرنے پر مستعد ہو گئے۔

حیف میں دھبا لگاؤں آبرو اور نام پر ۔۔۔ اپنی بہبودی کی سوچوں بھائیوں کو مار کر

यदि माम प्रतीकार मशस्त्रं शस्त्र पाणयः ॥
धार्त्तराष्ट्रा रणे हन्युस्तन्मे क्षेमतरं भवेत् ॥ ४६ ॥

(۴۶) اگر مقابلہ کئے بغیر مجھہ نہتے کو دہرت راشٹر کے بیٹے جن کے ہاتھوں میں ہتیار موجود ہیں مار ڈالیں تو میرے حق میں خوب ہو۔

گر کوئی شہ زور کورو میرے جسم و روح کو ۔۔۔ تیغ سے اِس دم جدا کردے بہت ہی خوب ہو

संजयउवाच ॥ एवमुक्त्वाऽर्जुनः संख्ये रथोपस्थउपाविशत् ॥
विसृज्य सशरं चापं शोक संविग्न मानसः ॥ ४७ ॥

(۴۷) یہ کہکر ارجن نے تیر اور کمان ڈالدیئے اور وہ رنج سے پریشان ہو کر میدان جنگ میں رتھہ کے اندر بیٹھہ گیا۔

کہہ کے یہ الفاظ ارجن رتھہ میں داخل ہو گیا ۔۔۔ ڈالکر تیر و کمان افسوس میں ڈوبا ہوا

इतिश्री भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्री
कृष्णार्जुन संवादे अर्जुन विषाद योगोनाम प्रथमोऽध्यायः १

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت عشق کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی گفتگو کی پہلی ادھیا موسوم بہ غمگینی ارجن ختم ہوئی۔

اس ادھیا میں بجز حالات تاریخی کے کوئی رمز متعلق عرفان و علم حقیقت کے درج نہیں ہے۔ البتہ اس سے حالت اوس زمانہ کی جس میں جنگ مہابھارت واقع ہوئی اور نیز حالت ارجن کی جو اوس وقت علم ذات سے بے بہرہ تہا معلوم ہوتی ہے ناظرین کو اس کے مطالعہ سے یہ حل ہو سکتا ہے کہ اوس زمانہ سے زمانۂ حال تک کسقدر انقلاب واقع ہوا ہے۔ ان دونوں حالتوں کے مقابلہ کے واسطے یہ روایت مہابھارت سے نقل کی جاتی ہے کہ فوج کورواں و پانڈوان میں دن بہر جنگ و جدل ہوتا تہا۔ اور بعد غروب ہونے آفتاب کے و مسدود ہونے رزم کے دونوں فوجوں کے سردار شب کو باہم خورد نوش کرتے تھے اور نشست و برخاست رکہتے تہے اور حیلہ و فریب جنگ میں کرنا خلاف آئین راستی کے سمجھتے تہے برعکس اوس کے اس زمانہ کی ڈپلومیسی کو دیکھئے جس میں تن آسانی اور ذاتی مفاد کے واسطے فریب اور چالاکی کرنا عین دانائی ہے۔

## دوسری ادھیا سانکھیہ یوگ ۷۲ منتر

संजय उवाच

तंतथा कृपया विष्टमश्रुपूर्णा कुलेक्षणम् ॥
विषीदंतमिदं वाक्य मुवाच मधुसूदनः ॥ १ ॥

سنجے نے کہا (۱) تب اوس ارجن سے جو اس قدر دام الفت میں گرفتار تہا اپنی مضطر آنکھوں میں آنسو بہر لایا تہا اور غمگیں تہا شری بھگوان نے یہ الفاظ کہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| بیقرار افسردہ دل اور آب دیدہ دیکھ کر | | کرشن اس مغموم ارجن کے ہوئے یوں راہبر | |

श्रीभगवानुवाच ॥ कुतंस्त्वा कश्मलमिदं विषमे समुपस्थितम् ॥
अनार्यजुष्टमस्वर्ग्य मकीर्ति कर मर्जुन ॥ २ ॥

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۲) اے ارجن تجھکو یہ بیدلی میدان جنگ میں کہاں سے پیدا ہوئی



جو کہ بزرگوں کی شان سے بعید اور باعث بدنامی ہے اور جسکا انجام اچھا نہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| کس لئے میدان میں اگر ڈرا جاتا ہے تو | | راستی بہبودگی اور شہرت کا بنتا ہے عدو | |

क्लैव्यं मास्म गमः पार्थ नैतत्त्वय्युप पद्यते ॥
क्षुद्रं हृदय दौवल्यं त्यक्त्वोत्तिष्ठ परंतप ॥ ३ ॥

(۳) ارجن مخنث کا طریقہ اختیار نکر کہ یہ امر تیرے لئے زیبا نہیں ہے۔ اے فاتح دشمنان پست ہمتی اور بزدلی کو چھوڑ کر کھڑا ہو۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| نامناسب ہے مخنث کا اصول اے نیکنام | | کاہلی و بزدلی کو لے ہمت سے کام | |

अर्जुनउवाच ॥ कथं भीष्म महं संख्ये द्रोणंच मधुसूदन ॥
इषुभिः प्रतियोत्स्यामि पुजार्हा वरिसूदन ॥ ४ ॥

(مقولہ ارجن) (۴) اے کرشن دشمنوں کو ہلاک کرنے والے میں کیونکر اس میدان جنگ میں بھیشم اور درونا چارج پہ جو واجب تعظیم ہیں تیر چلاؤں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| درون اور بھیشم پیامہ پر چلاؤں تیر میں | | کرشن وہ دونوں بزرگ و واجب التعظیم ہیں | |

गुरूनहत्वाहि महानुभावा ञ्छ्रेयोभोक्तुंभैक्ष्यमपीहलोके
हत्वार्थकामांस्तु गुरूनिहैवभुंजीयभोगान्रुधिरप्रदिग्धान् ॥ ५ ॥

(۵) واجب التعظیم گروؤں کا قاتل نہ بنکر اس دنیا میں بہیک مانگ کر کہانا بہتر ہے۔ (اس سے کہ) دولت پرست گروؤں کو مار کر اون کی خون ریزی سے لذات دنیا حاصل کیجاویں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| کاش ایسے فاضلوں کے قتل کا باعث نہوں<br>کاش میں اس زندگی کے عیش کا طالب نہوں | | بہیک کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ میں بہرتا رہوں<br>اپنے ہاتھوں سے بہا کر لاؤں گروؤں کا خوں | |

नचैतद्विद्मः कतरन्नो गरीयो यद्वाजयेम यदि वानो जयेयुः ॥
यानेव हत्वा न जिजीविषामस्तेऽवस्थिताः प्रमुखे धार्त्तराष्ट्राः ॥ ६

(۶) یہ بھی تحقیق نہیں ہے کہ دونوں لشکروں میں کونسا زبردست ہے ہم اونہیں جیتینگے یا وہ ہمکو زیر کرینگے جنکو مار کر ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے وہ دہرت راشٹر کے بیٹے مقابل کھڑے ہیں۔

کیا خبر کسکی شجاعت پیش ہو طرفین میں — فتح وہ پائینگے یا ہم زیر کر لینگے انہیں
زندگی شایاں نہیں ہے ہمکو جنکی مرگ پر — وہ کھڑے ہیں سامنے جنگ و جدل کی ٹھانکر

कार्पण्य दोषो पहत स्वभावः पृच्छामि त्वांधर्मसमूढ चेताः ॥
यच्छ्रेयःस्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे शिष्यस्तेऽहंशाधिमांत्वांप्रपन्नम् ॥७

(۷) جوشش محبت کیوجہ سے میری عقل بجا نہیں ہے اور تمیز کردنی وناکردنی کا جاتا رہا ہے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جو امر مناسب ہو مجھے ٹھیک ٹھیک بتایئے میں تمہارا شاگرد ہوں اور تمہارہی پناہ میں آیا ہوں مجھے ہدایت کیجیے۔

فرطِ الفت سے ہوا ہے عقل میں پیدا فتور — نیک و بد اعمال کا جاتا رہا بالکل شعور
التجا ہے آپ سے راسخ ہدایت کیجیے — تابع فرماں کو ظلِ عاطفت میں لیجیے

नहिप्रपश्यामि ममापनुद्याद्यच्छोकमुच्छोषणमिंद्रियाणाम्
अवाप्यभूमावसपत्नमृद्धं राज्यं सुराणा मपि चाधिपत्यम् ॥८॥

(۸) مجھے امید نہیں کہ وہ غم جو میرے حواس کو سوکھا رہا ہے دور ہو (گو مجھے) کُل عالم کی سلطنت عظیم بلکہ دیوتاؤں کی حکومت بھی ملجائے۔

رنج سے میری نہو گی مخلصی چاہے مجھے — سلطنت دنیا کی بلکہ دیوتاؤں کی سبھے

संजयउवाच॥ एवमुक्त्वा हृषीकेशं गुडाकेशः परंतप ॥
नयोत्स्य इति गोविंद मुक्त्वा तूष्णीं वभूवह ॥९॥

سنجے نے کہا (۹) اِس گفتگو کے بعد ارجن فاتح دشمنان کرشن سے یہ کہکر میں نہیں لڑوں گا خاموش ہو رہا

کرشن سے ارجن بخلاصہ اپنی اس تقریر کا — جنگ نامنظور ہے یہ کہکے چپکا ہو گیا



तमुवाच हृषीकेशः प्रहसन्निव भारत ॥
सेनयो रुभयोर्मध्ये विषीदंत मिदंवच ॥१०॥

(۱۰) اے راجہ (دہرت راشٹر) اوس مغموم ارجن سے دونوں لشکروں کے وسط میں کرشن نے مسکراتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

دیکھکر ارجن کو غمگیں ہنستے ہنستے کرشن نے — سامنے اون لشکروں کے ذیل کے جملے کہے

اگلے منتر سے سانکھہ یوگ یعنی علم حقیقت کی تلقین شروع ہو گی یعنی ذیل کے بیس منتر فلسفہ سانکھہ کے اصول ہیں۔ جو حالت اوسوقت ارجن پر طاری ہوئی تہی وہ محض اگیاں کی وجہ سے تہی نہ کہ خوف جان سے۔ جبکہ اتفاق سے موقع جنگ پیش آجائے اور وہ کسی جانب سے حق پر مبنی ہو تو پہر پس وپیش اور واہمات موقع کے خلاف ہوتے ہیں اور فعل بیدانشی ہیں اگر کرشن بھگوانکی اس ہدایت اور نیز اون احکامات پر جو کتاب مہابھارت کی شانت پرب میں درج ہیں عمل ہوتا تو جو روز آج دیکھنا نصیب ہوا ہے دیکھنا نہ پڑتا۔ اِس کی مثال کے واسطے واقعات راجہ پورس پرتھوی راج اور جے چند وغیرہ کے موجود ہیں جن میں اس حکم کی مطابعت نہوئی اور نتیجہ جو کچھہ ہوا ظاہر ہے

श्रीभगवानुवाच॥ अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्चभाषसे
गतासून गतासूंश्च नानुशोचंति पंडिताः ॥११॥

یہ تنبیہ ہے چیت خواب غفلت سے

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۱۱) تو افکار باطل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دانائی کی بات کہہ رہا ہوں دانشمند ماضی و مستقبل کا فکر نہیں کرتے۔ (لفظی معنی بہاشا) جو سوچنے کی وستو نہیں اون کو سوچتا ہے اور گیان کی باتیں کہتا ہے جن کے پران گئے یا جاویں گے پنڈت اون کا سوچ نہیں کرتے۔

فکر باطل پر یہ دانائی تجھے زیبا نہیں — کوئی دانا زندگی و موت سے ڈرتا نہیں

رباعی

ہیچ میدانی چہ چیزی چیستی و کیستی — خویش را دریاب دایم ہستی و یا نیستی

آنکہ میگوید کلیم است آنکہ می شنود سمیع — آنکہ مے بیند بصیر است پس بگو تو کیستی

**شعر**

لاف دانش میزنی خود را نمیدانی چہ سود — دعوی از خود میکنی خود را نمیدانی چہ سود

**رباعی**

گر دعوی ہستی است بہتان است ایں — در دعوی نیستی است کفر آن است این

اے حضرت انسان تحیر بنیاد — خود را نشناختی چہ عرفان است ایں

یہ خیال کرنا کہ جان ہلاک ہوتی ہے غلطی ہے۔ جان لازوال محیط اور ایک حالت پر قایم ہے۔ جینا اور مرنا پران اور جسم کے اتصال اور انفصال کا نام ہے جو نمود بے بود اور غلطی کی تسلیم ہے عارف جان کے پیدا اور فنا ہونے کو بے معنی سمجھتے ہیں پس ہر حال میں آپ کو موجود اور برہم میں استھت یعنی قایم دیکھکر مرنے اور جینے کے وہم کو خیال میں نہیں لاتے یعنی ماضی و مستقبل کو چھوڑ کر زمانۂ حال پر نظر رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عالم ہست نما باطل اور نیست ہے اور جس پندار خودی کی وجہ سے اسکا وجود تسلیم کیا جاتا ہے وہ بھی ہیچ اور بے ثبات ہے پس لایق فکر نہیں فکر کے قابل تو صرف ہستی بحت یعنی جان ہے جو کہ نیست نما ہست مطلق ہے۔ پندار نفس سے جو گفتگو گیان سمجھکر کیجاتی ہے وہ دراصل اگیان ہے کیونکہ جب تک اہنکار موجود رہتا ہے خالص گیان نہیں ہوسکتا اس منتر کی یہ غرض ہے کہ برہم استھتی یعنی حال کو دریافت کرنا چاہئے۔ اور حال ایک کیفیت علم و سرور ہے جو حیطہ بیان سے باہر ہے اور صرف عامل کو معلوم ہوسکتی ہے مگر بطور تمثیل حال کی صورت ذیل میں دکھائی جاتی ہے۔

ایک گردش زمین کا نتیجہ رات دن ہوتے ہیں اس کے آٹھ ۸ چوبیس ۲۴ اور ساٹھ ۶۰ وغیرہ حصوں پر تقسیم کرنے سے۔ پہر۔ گھنٹہ۔ گھڑی۔ منٹ۔ سکنڈ وغیرہ مفروض ہوتے ہیں علیٰ ہذا دنوں کے جمع کرنے سے ہفتہ۔ عشرہ۔ پکش۔ ماہ۔ سال۔ قرن وغیرہ تسلیم کئے جاتے ہیں



تب ان کے ذریعہ سے ماضی و مستقبل کے زمانے قیاس کئے جاتے ہیں۔

مگر دراصل ایک روزانہ گردش برابر جاری ہے جو کہ زمانہ حال کو انسان کی عقل محدود میں ماضی و مستقبل دکھاتی ہے حال ایک علمی نقطہ وقت یعنی کال کے خط کے درمیان واقع ہوکر اوس خط کو دو حصوں پر تقسیم کرتا ہے یہ دو حصے اس کال چکر میں ماضی و مستقبل ہوکر لاانتہائی تک پہیلے ہوتے ہیں نقطہ حال کا کل خط پر محیط ہے۔ کیونکہ حال ہر وقت موجود رہتا ہے یعنی ماضی بھی اوس وقت حال تھا۔ اور مستقبل بھی اوسوقت حال ہوگا لہذا حال وجود رکھتا ہے ماضی و مستقبل صرف وہم و خیال ہیں۔

خلے میں ایک نقطہ فرض کرو جو کرۂ زمین سے بہت فاصلہ پر ہے اور جس پر گردش زمین کا اثر نہیں پہنچ سکتا ہے چونکہ وہ نقطہ قایم اور بے گردش ہے آفتاب کی شعاع برابر اوس پر پڑتی رہتی ہے اور جو نتیجہ شب و روز کا کرۂ زمین کے باشندگان کو محسوس ہوتا ہے وہاں پیدا نہیں ہوسکتا ایسا ہی ابہو یعنی اشراق کا مقام عارفون نے اپنے قلب میں پایا ہے۔ (حضرت شمس تبریز لکھتے ہیں۔)

اے عاشقان اے عاشقان من عاشق دیرینہ ام — اے صادقان اے صادقان من عاشق دیرینہ ام

آن دم کہ نور عاشقان از عالم علوی گذشت — آنچہ ہمہ خود من بدم من عاشق دیرینہ ام

چندیں ہزاراں سال شد تا قالبم را ساختند — این قالب جزوی مبیں من عاشق دیرینہ ام

با نوح در کشتی بدم با یوسف اندر قعر چاہ — اندر دم عیسیٰ بدم من عاشق دیرینہ ام

آدم نبود و من بدم عالم نبود و من بدم — ایں دم نبود من بدم من عاشق دیرینہ ام

شاہ حقیقت بودہ ام پیر طریقت بودہ ام — شہر شریعت بودہ ام من عاشق دیرینہ ام

انسان جسکو عالم صغیر کہتے ہیں عالم کبیر یعنی برہمانڈ کا جزو ہے۔ اور انسانی عقل۔ عقل کل کا پرتو ہے۔ مگر جب اوس کی سامنے پندار کا پردہ پڑجاتا ہے تو وہ اپنی حقیقت کو نہیں پہچان سکتی لیکن عقل سلیم جو اپنے کو عقل کل سے مختلف نہیں دیکھتی مشکلات کو حل کرسکتی ہے۔ انسان

نے عالم کی صورت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی ہے مگر عقل اوسکے ادراک سے عاجز نہیں چنانچہ زمین کا
گول ہونا عقل ہی نے دریافت کیا ہے زُحل ستارہ اس نظام شمسی کا یہاں سے ایک انچ سے چھوٹا
نظر آتا ہے اگر زحل کے مقام سے اس زمین کو دیکھیں تو چنے کے دانہ سے بھی چھوٹی معلوم ہوتی ہوگی
اب اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ اور بھی نظام شمسی ہیں تو وہاں کے ستاروں سے یہہ عالم مثل ذرہ کے نظر
آتا ہوگا جیسے کہ یہاں سے بعض ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ بس جبکہ انسان کی عقل اس قدر وسیع ہے کہ
اوس کے ادراک میں یہ عالم مثل ذرّہ محسوس ہوتا ہے تو غور کرنا چاہئے کہ اوس عقل کل کے ادراک میں
جو محیط اور بسیط ہے یہ عالم کون سا جزو ذرہ کا ہو سکتا ہے دراصل عقل کی وجہ سے لاتعین میں تعین واقع
ہوا ہے۔

नत्वेवाहं जातुनासं नत्वं नेमे जनाधिपाः॥
न चैव न भविष्यामः सर्वे वयमतः परम॥१२॥

جان ہست مطلق ہے — (۱۲) نہ میں کبھی نہتا نہ تو اور نہ یہ راجگان اور نہ ہم سب آئندہ نہ ہونگے

تو نہ میں اور سارے راجہ بھی نہ تھے پہلے کبھی | اور نہ آئندہ یہ سب معدوم ہونگے کبھی

ایک آتما یعنی جان مجھ میں تجھ میں اور ان سب راجاؤں میں بسیط ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آئندہ
پیدا ہوگی۔ وہ قدیم ہے اور سب اجسام میں وہ ایک ہے اور سب کی پرکاشک ہے اور ان اجسام
کا وجود دراصل طلسمی ہے وہ چیتن کا بہاشش یعنی عکس ہے جس کی وجہ سے میں تو اور یہہ
راجہ فرض کیا جاتا ہے یہ سب اشکال فانی اور بے ثبات ہیں ہستی بحت جاودانی اور فنا سے
برتر ہے۔

देहिनोऽस्मिन्यथा देहे कौमारं यौवनं जरा॥
तथा देहांतर प्राप्ति र्धीरस्तत्र न मुह्यति॥१३॥

اپنے جسم اور دیگر جسمونکو علیحدہ دیکھکر آتما کے منقسم ہونیکا دہوکا نہ کہانا چاہئے — (۱۳) آتما کو جیسے اس جسم میں بچپن جوانی اور بڑھاپا آتا ہے
ویسے ہی (اوسکا) اور اور جسموں میں دخل ہوتا ہے



سمجھدار اس میں دہوکہ نہیں کہاتا۔

عنصری قالب میں اگر جان کرتی ہے عیاں
اس طرح یہ اور جسموں میں بھی کرتی ہے نزول

جسطرح بچپن جوانی اور بڑھاپے کے نشاں
لیکن اسکے جال میں آتے نہیں اہل اصول

جیسے بچپن جوانی اور ضعیفی میں جسم کی حالت بدلتی ہے اور چیتن آتما بدستور رہتی ہے علی ہذا اگر
کوئی عضو بدن کا کاٹ دیا جاوے تو بھی اوسکی حالت میں بالکل فرق نہیں آتا ویسے ہی چیتن
آتما پرانے جسموں کو چھوڑ کر نئے نئے جسموں کو روشن کرتی ہے یعنی جسم پیدا ہوتے ہیں اور فنا
ہوتے ہیں آتما بدستور روشنی بخش ہے۔ جسموں کو علیحدہ دیکھکر دانشمند اوس واحد یگانہ کو
منقسم نہیں جانتا یعنی وہ کثرت میں وحدت پاتا ہے۔

मात्रास्पर्शास्तु कौंतेय शीतोष्ण सुख दुःखदा॥
आगमा पायिनो नित्या स्तांतितिक्षस्व भारत॥१४॥

منقسم صورت نظر آنیکا سبب ماترا سپرش ہے — (۱۴) اے ارجن ماترا سپرش سردی و گرمی رنج و راحت دینے والے
ہیں شہود غیوب رکھتے ہیں اور بے ثبات ہیں انہیں برداشت کر۔

رنج و راحت سردی گرمی کا باعث ہیں حواس | آتے جاتے ہیں مبدل ہیں نکر انسے ہراس

ماترا سپرش ایک قدرتی تعلق درمیان علم ذات اور علم صفات کے ہے جسکی وجہ سے گیان مبدل
بہ اگیان ہو جاتا ہے شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندھ۔ پانچ تن ماترا یعنی عنصری خاصیت ہیں اور
اون کے ادراک کرنے والے۔ سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ اور شامہ پانچ گیان اندری یعنی
حواس علمی ہیں۔ دونوں کا باہمی تعلق سمان پران اپان ویان اور اودان کے ذریعہ
سے ہوتا ہے۔ ان پانچوں پرانوں کی تقسیم عنصری خواص کے پنجگانہ تقسیم پر اس طرح سے
بنی ہے کہ اون کے پرمانو یعنی ذرے پانچوں پرانوں میں مشمول رہتے ہیں۔
جب نفس انسانی بے یاد خالق جاتا ہے تب وہ اپنا دخل یا اثر کرکے جس کو سپرشش کہتے
ہیں اہنکار یعنی پندار کی پیدائش کا سبب ہوتے ہیں اور اوس پندار کی وجہ سے سردی

گرمی سوکھہ دوکھہ محسوس ہوتے ہیں۔ چونکہ سردی گرمی سوکھہ اور دوکھہ آتے جاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ ایک حالمیں نہیں رہتے اپنر التفات نکرنا چاہیئے علم ذات میں آمد و شد نفس کی رکنے سے اِن کا اثر پیدا نہیں ہوتا اِس لئے اِنسان کو اوسی کا طالب ہونا واجب ہے۔

यं हि न व्यथयन्त्येते पुरुषं पुरुषर्षभः ॥
समदुःखसुखं धीरं सोऽमृतत्वाय कल्पते ॥१५॥

جان پر ماترا سپرس کو دخل نہیں ہے صفات پر اوسکا اثر ہے

(۱۵) اے نیکمرد جس اِنسان پر وہ (ماترا سپرش) اثر نہیں کرتے اور جو سوکھہ اور دوکھہ میں یکساں رہتا ہے وہ حیات ابدی پاتا ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| اون کے پنجے سے نکلنی کاہی جنکو کچھہ شعور | | جاودانی زندگی کا اونکو ملتاہی سرور | |

عارف اپنی ذات کو صفات سے علیحدہ جانتا ہے اور اپنے سروپ کو فنا سے آزاد دیکھتا ہے اِس لئے اوس پر ماترا اسپرش اور دوکھہ سوکھہ گرمی و سردی کا اثر نہیں پہونچ سکتا اسی کو حیات اَبدی کہتے ہیں اور یہی حالت گیان اور آنند کی ہے۔

नाऽसतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः ॥
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ॥१६॥

جان ہست مطلق اور جسم نیست وفانی ہے

(۱۶) باطل کی ہستی نہیں ہے اور حق کو فنا نہیں ان دونوں کا فرق محققوں نے دیکھا ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| حق فنا سے پاک ہی باطل نہیں رکھتا وجود | | کاملوں نے کر دکھایا تار تار اور پود پود | |

باطل ظاہر ہے لیکن ہستی و وجود نہیں رکھتا۔ حق گو پوشیدہ ہے لیکن ہست مطلق اور فنا سے برتر ہے عالم میں حق چھپا ہے اور حق میں عالم وجود نہیں رکھتا جان حق ہے اور اوس کو کبھی فنا نہیں ہے جسم باطل ہے اور وجود نہیں رکھتا اوس کا ظہور حق سے ہوتا ہے ویدانت کے عالمون کا مقولہ ہے کہ حق سے حق پیدا ہوتا ہے باطل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہہ عالم حق سے پیدا ہوا ہے باطل نہیں کہا سکتا۔ اور حق ہے اگر عالم حق کہا جاوے تو مثال عکس و معکوس کی آسکتی ہی



ذات شخص ہے اور صفات اوس کا سایہ ہے ذات ہمیشہ ایک حال پر قایم نہے صفات متحرک اور بیدار ہے۔ عالم چونکہ صفات ہے اور متغیر و متبدل ہوتا رہتا ہے لہذا لایق دلبستگی نہیں ذات حق سے دلبستگی باعث سرور اَبدی ہے۔

अविनाशि तु तद्विद्धि येन सर्वमिदं ततम् ॥
विनाशमव्ययस्याऽस्य न कश्चित्कर्तुमर्हति ॥१७॥

جان محیط اور بے زوال ہے

(۱۷) بیزوال اوس کو سمجھہ جو سب میں محیط ہے اوس لازوال کو کوئی فنا نہیں کرسکتا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ذرہ ذرہ میں نمایاں ہی فروغ ذوالجلال | | غیر ممکن ہی کسی تدبیر سے اوسکا زوال | |

چنتیں آتما جو جسم اِنسان میں محرّک ہے سب جگت میں بیایک ہے گردِ فنا اوس کے دامن پر نہیں بیٹھتی کون اوس کو فنا کرسکتا ہے وہ لازوال۔ واحد اور محیط ہے۔

अंतवंत इमे देहा नित्यस्योक्ताः शरीरिणः ॥
अनाशिनोऽप्रमेयस्य तस्माद्युध्यस्व भारत ॥१८॥

جسم فانی ذرّوں سے بنا ہے جان مادہ سے برتر ہے۔

(۱۸) وہ واجب الوجود ازلی بیزوال اور غیر مادّی ہے یہہ جو اوس کے وجود ہیں فانی کہے گئے ہیں لہذا ارجن تو جنگ کر۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| گو فنا ہے جسم کو لیکن بقا ہے جان کو | | یہ اضافی شے نہیں تو جنگ سے بیخوف ہو | |

اجسام ذرّوں سے بنے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں جو اِن میں محرّک ہے وہ ذرّوں کے امتزاج سے نہیں بنا ہے اور اوس کو بقا ہے۔ فانی شے کا خیال نہ کرکے اور غیر فانی پر نظر رکھکر عمل کرنا چاہیئے

य एनं वेत्ति हन्तारं यश्चैनं मन्यते हतम् ॥
उभौ तौ न विजानीतो नायं हन्ति न हन्यते ॥१९॥

جان کسی طرح ضایع نہیں ہوتی ہے۔

(۱۹) جو اِسکو مارنیوالا جانتا ہے اور جو اِسکو مرنیوالا مانتا ہی

وہ دونوں (اسکو) نہیں جانتے یہ نہ مارتی ہے اور نہ مرتی ہے۔

| | |
|---|---|
| اس کا جینا اور مرنا مان لیتے ہیں غبی | زندگی اور موت سے یہ فی الحقیقت ہے بری |

آتما یعنی چیتن نہ فاعل ہے نہ مفعول وہ عالم کی صفت سہ گانہ سے برتر ہے پس کبھی طرح ضائع نہیں ہو سکتی۔

नजायते म्रियते वा कदाचिन्नायंभुत्वाभविता वानभूयः॥
अजोनित्यः शाश्वतोऽयं पुराणोनहन्यतेहन्यमानेशरीरे॥२०

جان حیطہ پیدائش وفنا میں نہیں آتی بالذات قایم ہے

(۲۰) نہ کبھی پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے نہ یہ وجود پاکر نیست ہو جاتی ہے یہہ پیدایش نہیں رکھتی ہمیشہ لازوال اور قدیم ہے اور جسم کے مرنے سے نہیں مرتی۔

| | |
|---|---|
| یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی فنا ہوتی نہیں | جسم میں آتی نہیں اگر جدا ہوتی نہیں |
| ہے ہمیشہ غیر فانی پاک و برتر نقص سے | اسکی موت آتی نہیں مرنے سے خاکی جسم کے |

جان نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے اور نہ وہ مثل اجسام کے موجود ہو کر پھر کبھی وقت معدوم ہو جاتی ہے یعنی متغیر و تبدل نہیں ہوتی ہمیشہ ایک صورت پر رہتی ہے اور اجسام کی پیدایش تغیر اور فنا کا اثر اوس پر نہیں پہنچ سکتا۔

वेदाऽविनाशिनं नित्यं यएन मजमव्ययम्॥
कथं सपुरुषः पार्थकं घातयति हंतिकम्॥२१॥

جس نے یہ رمز جان لیا ہے وہ جان جانان ہو جاتا ہے۔

(۲۱) جس نے اس لافانی۔ ہمیشہ۔ پیدایش سے برتر اور بےزوال کو جان لیا ہے وہ انسان اے ارجن کیونکر کسیکو ایذا پہونچاتا ہے۔ اور کسیکو مارتا ہے۔

| | |
|---|---|
| جس نے جینے اور مرنے سے بری سمجھا اسے | غیر کو آزار دیگا وہ بشر کس واسطے |

جس انسان نے آتما کی حقیقت جان لی ہے وہ دیکھتا ہے کہ میری ہی آتما سب میں ہے اور



وہ مر نہیں سکتی یعنی وہ نہ کسی فعل کی فاعل اور نہ مفعول بنتی ہے۔

वासांसिजीर्णानि यथाविहाय नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि॥
तथाशरीराणि विहायजीर्णान्यन्यानिसंयातिनवानि देही॥२२

جان مثل بحر محیط کے ہے جسم مانند حباب کے پیدا اور ناپید ہوتی رہتی ہیں

(۲۲) جیسے انسان پرانے کپڑے اوتار کر اور نئے کپڑے پہنتا ہے ویسے ہی آتما پرانے جسموں کو چھوڑ کر اور نئے جسموں میں دخل کرتی ہے۔

| | |
|---|---|
| آدمی جیسے پرانے کپڑے دیتا ہے اتار | اور کرتا ہے نئی پوشاک اپنی اختیار |
| جان بھی اپنے پرانے قالبوں کو چھوڑ کر | ڈالتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر |

اس بھگوت گیتا کے سدہانت اور اصول سانکھہ میں آتما کو ادویت اکھنڈ ابناشی اور بیاپک مانا ہے یعنی ایک ہی چیتن ہے جو کل جسموں میں محرک ہے۔ انسان جب کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں تو نئے پہن لیتا ہے ویسے ہی آتما جسموں کو پرانے ہونے پر اور نئے جسموں کو اختیار کرتی ہے جو لوگ مر گئے وہ آتما کی پوشاک تھے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے وہ بھی اوس کی پوشاک ہوں گے چیتن واحد ہے اور جسم کثیر ہیں اجسام انسانی دریائے وحدت میں مثل حباب پیدا ہو کر محو ہو جاتے ہیں اور یہہ سلسلہ قدیم سے چلا آیا ہے اور چلا جائے گا۔

नैनं छिंदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः॥
नचैनं क्लेदयं त्यापो नशोषयति मारुतः॥२३॥

جان آکاش سے زیادہ لطیف ہے مادی اشیا کا اثر اوس تک نہیں پہونچتا

(۲۳) نہ اسکو ہتیار کاٹتے ہیں نہ اس کو آگ جلاتی ہے نہ اسکو پانی گلاتا ہے اور نہ اس کو ہوا سکھاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| آگ سے جلتی نہیں تلوار سے کٹتی نہیں | سیل سی گلتی نہیں طوفان سے گھٹتی نہیں |

अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमक्लेद्योऽशोष्य एवच॥
नित्यः सर्वगतःस्थाणु रचलोऽयं सनातनः॥२४॥

جان مادی اثر کو قبول نہیں کرتی پس وہ بیاپک اور لاتغیر ہے۔

(۲۴) یہ کٹ نہیں سکتی یہ جل نہیں سکتی گل نہیں سکتی اور نہ خشک

ہو سکتی ہے یہ بےزوال۔ محیط۔ قائم بالذات ساکن اور قدیم ہے

اس کا جلنا گلنا کٹنا خشک ہونا ہے محال
یہ ہے ساکن خود بخود قایم محیط و بےزوال

अव्यक्तोऽयम् चिंत्यो ऽय मविकार्यो ऽयमुच्यते ॥
तस्मादेवं विदित्वैनं नानु शोचितु मर्हसि ॥ २५ ॥

وہ قوت فکر سے برتر ہے اوسے ضایع ہونے کا خیال غلطی ہے۔

(۲۵) ظہور سے برتر فکر سے بلند اور نقص سے بری وہ مانی گئی ہے پس اوس کو ایسا جانکر تجھے فکر کرنا لازم نہیں ہے۔

قوت بینش سے بالا خرض و دانش سے بلند
معصیت سے پاک ہے تو کس لئے ہو فکر مند

अथ चैनं नित्यजातं नित्यं वा मन्यसे मृतम् ॥
तथापि त्वं महाबाहो नैनं शोचितु मर्हसि ॥ २६ ॥

اگر جان کی پیدایش و فنا فرض کیجاوے تو بھی فکر کرنا لاحاصل ہے

(۲۶) اگر تو اس کو ہمیشہ پیدا ہونے والا یا ہمیشہ فنا ہو جانے والا فرض کرتا ہے تو بھی اے قوی باز و تجھے اس کا فکر کرنا نہیں چاہئے۔

سلسلہ موت اور پیدایش کا گر تو مان لے
پھر بھی اے ارجن تجھے بیدل نہ ہونا چاہئے

जातस्य हि ध्रुवो मृत्यु ध्रुवं जन्म मृतस्य च ॥
तस्माद परिहार्येर्थे नत्वं शोचितु मर्हसि ॥ २७ ॥

پیدایش و فنا لازم و ملزوم ہیں۔

(۲۷) جو پیدا ہوا ہے اوسکا فنا ہونا ضرور ہے اور جو فنا ہوتا ہے اوس کی پیدایش ضرور ہے پس لازمی امر میں تجھے فکر کرنا نہ چاہئے۔

خاتمہ سب کا عدم ہے اور عدم سے بود ہے
آدمی کا بھاگنا تقدیر سے بےسود ہے

اگر تو نے آتما کو پیدا ہونیوالی فرض کیا تو اوس کو فنا لازم ہوئی اور اگر فنا ہونے والی تسلیم کیا تو اوس کی پیدایش لازم ہوئی جو پیدا ہوا ضرور فنا ہوگا اور فنا اوسکو ہوگی جو پیدا ہو چکا ہے



یعنی موت قبل از حیات نہیں ہو سکتی۔ پیدایش اور فنا لازم و ملزوم ہیں جس شے پر ایک کا اطلاق ہے اوس پر دوسرے کا بھی ہے لازمی امر میں فکر کرنا لاحاصل ہے دراصل آتما نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا کے دائرہ میں آتی ہے۔

अव्यक्तादीनि भूतानि व्यक्त मध्यानि भारत ॥
अव्यक्त निधनान्येव तत्र का परि देवना ॥ २८ ॥

جسم ابتدا اور انجام میں عدم ہے صرف وسط میں اوسکا ظہور ہے

(۲۸) ارجن ابتدا میں وجود عدم میں ہوتے ہیں وسط میں نمود پاتے ہیں انجام کار عدم میں سماتے ہیں اِس کا رنج کیا کرنا۔

ہے عدم ہر ایک شے کی ابتدا اور انتہا
وسط کا کل شعبدہ ہے دُور کر بیم و رجا

اجسام انسانی عدم یعنی غیوب سے ظہور پاتے ہیں یعنی پہلے اِن کا نشان نہیں ہوتا اور عدم ہی اِن کا خزانہ ہوتا ہے یہ وہاں سے برآمد ہو کر چندے باغ عالم کی سیر کر کے پھر اوسی خواب گاہ میں جاتے ہیں اِس کا رنج کرنا نادانی ہے۔ عدم کے خزانہ کا نام ہرن گربھ ہے۔

आश्चर्य वत्पश्यति कश्चिदेन माश्चर्य वद्वदति तथैव चान्यः ॥
आश्चर्य वच्चैन मन्यः शृणोति श्रुत्वा प्येनं वेद नचैव कश्चित् ॥ २९

جان کی حقیقت کو دیکھکر اور سُن کر حیرت ہوتی ہے۔

(۲۹) کوئی اِس کو حیرت سا دیکھتا ہے اور کوئی حیرت سا کہتا ہے اور کوئی اِس کو حیرت سا سُنتا ہے اور کوئی اِس کو سُنکر بھی نہیں جانتا۔

کوئی توحیراں ہے قدرت کو اِس کی دیکھ کے
کوئی اِس کا تذکرہ کرتا ہے اِستعجاب سے
سوچنے لگتا ہے کوئی سُن کے اوس کی کیفیت
پر کسیکو بھی نہیں معلوم اِس کی اصلیت

اِس جان کی حقیقت کو بعض شاغل اپنے مشاہدہ میں دریائے حیرت انگیز دیکھتے ہیں بعض علمی بحث سے حیرت افزا کہتے ہیں بعض اون کے کلام کو سُنکر حیرت میں پڑتے ہیں اور اکثر سُنکر بھی نہیں سمجھتے۔

देही नित्यमवध्योऽयं देहे सर्वस्य भारत ॥
तस्मात्सर्वाणि भूतानि नत्वं शोचितु मर्हसि ॥३०॥

در اصل جان سب میں محیط قدیم اور غیر منقسم ہے

(۳۰) اے ارجن یہ آتما کل اجسام میں ہمیشہ اور غیر فانی ہے پس کل مخلوق کا تجھے فکر نکرنا چاہیئے۔

| | |
|---|---|
| پاک و برتر ہے فنا سے جان کل اجسام کی | اس لئے بیکار ہے اوروں کا فکر زندگی |

آتما گیان بھاش یعنی حالت غفلت میں جیو فرض کیجاتی ہے گیان کی نگاہ میں جو اصلیت کو دیکھتی ہے کل مخلوقات کی جیتن آتما ایک ہے اور وہ منقسم نہیں ہوسکتی پس کل عالم کا فکر بیجا ہے۔ لفظ دیہی جو اس منتر میں آیا ہے اور جس کے معنی اکثر لوگوں نے جیو فرض کرلئے ہیں اوس کا اشارہ طرف اوس واحد لاشریک کے ہے جو کل مخلوقات کی جان غیر منقسم ہے اور جو ہر جسم میں منقسم نظر آتا ہے اس امر میں وید کی شرتی شاہد ہے (एकोहं बहु ष्यामः) یعنی ایک میں بہت ہوجاؤں۔ بیس منتر اصول سانکھیہ کے یہانتک ختم ہوئے ذیل کے آٹھ منتروں میں عمل معقولات کے بموجب تلقین کیجائیگی۔

स्वधर्ममपि चावेक्ष्य नविकंपितु मर्हसि ॥
धर्म्याद्धि युद्धा च्छ्रेयोऽन्यत् क्षत्रियस्य नविद्यते ॥३१॥

جان سے جسم کو نحو دے اور جسم سے فرایض ادا کرنے چاہیں

(۳۱) اپنے فرایض پر ہی نظر کرکے تجھے ہٹنا نہیں چاہیئے (کیونکہ) جنگ راستی سے بہتر چھتری (سپاہی) کے لئے کوئی اور چیز نہیں ہے

| | |
|---|---|
| فرض کو پورا نہ کرنے کا برا انجام ہے | راستی پہ جان نثاری چھتری کا کام ہے |

यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्ग द्वार मपा वृतम् ॥
सुखिनः क्षत्रिया पार्थ लभंते युद्धमीदृशम् ॥३२॥

جسم کے فرایض لازمی ادا کرنے سے بہشت ملتی ہے

(۳۲) تجھے بلا کوشش بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ملا ہے اے ارجن قسمت ور چھتری ایسا جنگ کا موقع پاتے ہیں۔



| | |
|---|---|
| کھل گیا ہے راستہ جنت کا تیرے واسطے | سر کٹاتے ہیں سپاہی خوبی تقدیر سے |

अथ चेत्त्वमिमं धर्म्यं संग्रामं न करिष्यसि ॥
ततः स्वकर्म कीर्तिंच हित्वा पाप मवाप्स्यसि ॥३३॥

اگر فرایض لازمی ادا نہ کرے گا گنہگار ہوگا۔

(۳۳) اگر تو یہ جنگ جو حق پر مبنی ہے نہیں کرے گا تو اپنا فرض پورا نکرکے اور اپنی نیکنامی کھوکر گنہگار ہوگا۔

| | |
|---|---|
| جو تو راہ حق پہ چلنے سے کرے گا اجتناب | تیری گردن پر رہیگا دین و دنیا کا عذاب |

अकीर्त्तिं चापि भूतानि कथयिष्यंति तेऽव्ययाम् ॥
संभावितस्य चाऽकीर्ति र्मरणा दति रिच्यते ॥३४॥

بدنام ہوگا

(۳۴) تیری مذمت ابد تک زبان زد خلایق رہیگی۔ آبرو والیکو آبرو کا جانا بدتر از مرگ ہے۔

| | |
|---|---|
| تیری بدنامی کو لائیں گے زباں پر آدمی | موت سے بدتر ہے ذلت صاحب توقیر کی |

भयाद्रणा दुपरतं मंस्यंते त्वां महारथाः ॥
येषां चत्वं बहुमतो भूत्वा यास्यसि लाघवम् ॥३५॥

خفت اوٹھائیگا

(۳۵) مہارتھی خیال کریں گے کہ تو خوف کھاکر میدان سے بھاگ گیا جن کی (نظروں میں) تیری عظمت ہے اون کے آگے تیری سبکی ہوگی۔

| | |
|---|---|
| ڈر کے بھاگا رزم سے ارجن کہیں گے سورما | تجھکو شرم آئیگی اون سے جن پہ تیرا رعب تھا |

अवाच्य वादांश्च बहू न्वदिष्यंति तवाहिताः ॥
निन्दंतस्तव सामर्थ्यं ततो दुःखतरं नुकिम् ॥३६॥

آبرو کھوکر رنج پاوے گا

(۳۶) تیرے دشمن بہت سے ناگفتنی الفاظ کہیں گے اور تیری مردانگی پر حرف رکھیں گے اس سے زیادہ کیا رنج ہوسکتا ہے۔

| | |
|---|---|
| دشمنوں کو خوب موقع چھیڑ کا ملجائے گا | اپنی رسوائی کو سنکر تو بہت پچھتائے گا |

इत्तोवा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वावा भोक्ष्य से महीम् ॥
तस्मादुत्तिष्ठ कौंतेय युद्धाय कृत निश्चयः ॥ ३७ ॥

فتح وشکست دونوں میں بہتری ہے

(۳۷) مارا جائے گا تو بہشت میں پہونچے گا اور فتحیاب ہوگا تو سلطنت پائیگا پس اے ارجن تو جنگ کی ٹھان کر کھڑا ہو

سلطنت ہاتھ آئے گی یا زندگی فردوس کی ۔ اس لئے ارجن دکھا میدان میں مردانگی

راستی اور مردانگی اِنسان میں اعلیٰ صفت کا جزو ہیں اِسلئے جب جان کا تعلق اِنسان کے جسم سے ستوگن کی حالت میں چھٹتا ہے تب ستوگن کے اجزا ستوگن میں جاملتے ہیں بہشت کا اشارہ اسی پر ہے۔

सुखदुःखे समे कृत्वा लाभा लाभौ जयाजयौ ॥
ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पाप मवाप्स्यसि ॥ ३८ ॥

عقل کو قایم رکھکر جنگ کر

(۳۸) سوکھ دوکھ نفع ونقصان ۔ فتح وشکست کو مساوی سمجھکر جنگ میں مشغول ہو ۔ تو اِس طرح پر گنہگار نہیں ہوگا۔

رنج وراحت فائدہ نقصان ہار اور جیت کو ۔ اپنے دل سے دُور کرکے جنگ میں مشغول ہو

اِس منتر میں ارجن کو جنگ کے وقت علم سانکھہ کے بموجب یہاں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سمتا کی اوستھا پر نظر رکھکر جنگ کرے سمتا وہ کیفیت قلب ہے جس کی تشریح اِس ادھیا کی گیارھویں منتر میں ہوچکی ہے اور جس میں سکھہ دوکھہ فتح وشکست یکساں معلوم ہوتے ہیں اسی تسلیم کا ہونا یوگ کہلاتا ہے۔

ایشوچا

एषाते ऽभिहिता सांख्ये बुद्धिर्योगे त्विमांशृणु ॥
बुद्ध्यायुक्तो यया पार्थ कर्मबंधं प्रहास्यसि ॥ ३९ ॥

اصول سانکھہ اوپر بیان ہوئے ذیل میں اون کا طریقۂ استعمال درج ہے

(۳۹) اون (منتروں) میں سانکھہ کا بیان ہوا ہے اِنمیں (اوسکی) عملی طریقت سُن ۔ جس عمل پر حادی ہوکر تو افعال کی قید سے آزاد ہوگا



اِس ہدایت پر عمل کر اب تو اِستقلال سے ۔ بالیقین چھٹ جائیگا اعمال کے جنجال سے

مندرجہ بالا منتروں میں علم سانکھہ کے اصول کی تشریح ہوئی ہے یعنی منتر ۱۱ سے ۳۰ تک جسم و جان کی حقیقت بیان کی گئی ہے ازاں بعد منتروں میں فرایض متعلقہ کے لحاظ سے بھی جنگ کرنا درست ثابت کرکے اڑتیسویں منتر میں اصول سانکھہ پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے ذیل کے منتروں میں اوس علم کے وسیلہ سے فعل سے بریت پانے کا طریقہ بتایا جاتا ہے یعنی کس طرح پر اوس علم کے ذریعہ سے پاپ اور پُن معدوم ہوجاتے ہیں اور انسان عمل وفعل سے برتر ہوجاتا ہے

(دیکھو ۴۷ و ۴۸ منتر)

नेहाभि क्रम नाशोस्ति प्रत्यवायो नविद्यते ॥
स्वल्पमप्यस्य धर्मस्य त्रायते महतो भयात् ॥ ४० ॥

علم خود شناسی کی تعریف

(۴۰) اِس میں کوشش بیکار نہیں جاتی اور نہ کوئی خلل واقع ہوسکتا ہے تھوڑا سا بھی علم ذات انسان کو بہت بڑے خوف سے بچالیتا ہے۔

اِس میں کوشش رائیگاں جاتی نہیں اِنسان کی ۔ چھوٹنا خطرات سے تاثیر ہے عرفان کی

علم سانکھہ جس قدر حاصل ہوجاتا ہے پھر ضایع نہیں ہوتا اور اوس کے حصول میں کوئی امر مانع نہیں ہوسکتا ہے اِس میں کوئی جسمانی یا زبانی فعل نہیں کرنا ہوتا کہ جس میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہوسکے صرف قوت فکری سے کام لینا ہوتا ہے جس انسان کو اِس علم سے تھوڑی سی بھی واقفیت ہوتی ہے اوس کے بڑے بڑے واہمات اور شکوک رفع ہوجاتے ہیں۔

व्यवसायात्मिका बुद्धि रेकेह कुरु नंदन ॥
बहुशाखा ह्यनंताश्च बुद्धयो ऽव्यवसायिनाम् ॥ ४१ ॥

عقل خود شناس یعنی عقل سلیم واحد ہے ماسوا دیکھنے والی رائیں مختلف اور کثیر ہیں

(۴۱) اے ارجن عقل سلیم عالم میں ایک ہے ماسوا دیکھنے والوں کی رائیں مختلف اور بے شمار ہیں۔

متفق ہیں سارے عارف جنکے دلکو ہے قرار ۔ لوگ رکھتے ہیں عقیدے مختلف اور بے شمار

علم ذات واحد اور برقرار ہے پس کلُ عارفوں کی رائے کا اتفاق ہوا کرتا ہے اوس میں نہ کبھی اختلاف ہوا اور نہ آیندہ ہوگا۔ بلا لحاظ ملک اور قوم کے علم ذات کی تحقیقات میں ایک عارف دوسرے سے متفق بلکہ اوس کا شاہد ہے علم صفات منتقل ہوتا رہتا ہے اور اوس کی بہت سی شاخیں ہیں اِس میں ایک کی رائے کا کچھہ نہ کچھہ دوسرے کی رائے سے اختلاف رہتا ہے مذہبوں کے اختلاف کی وجہ یہی رائیں ہوئی ہیں۔

آن لعلِ گران بہا ز کانِ دگر است
اندیشۂ این و آن خیال من و تُست

آن دُرِّ یگانہ را نشانے دگر است
افسانۂ عشق راز بانے دگر است

यामिमां पुष्पितां वाचं प्रवदंत्य विपश्चितः ॥
वेदवादरताः पार्थ नान्य दस्तीति वादिनः ॥ ४२ ॥
कामात्मानः स्वर्गपरा जन्म कर्म फलप्रदाम् ॥
क्रिया विशेष बहुलां भोगेश्वर्य गतिं प्रति ॥ ४३ ॥

عقل ماسوا میں پابند تمنا کرتی ہے اور افعال میں پھنساتی ہے

(۴۲ و ۴۳) اے ارجن جو کم فہم وید کی (علمی) بحث کے شایق خواہشات دل میں رکھنے والے اور بہشت کی امید کرنے والے ہیں وہ لذات اور دولت حاصل کرنے کے واسطے ایسے رجا کے کلام کہتے ہیں جن میں زندگی کے اعمال کے نتیجے ملنے کا اقرار کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی رسومات کے ادا کرنیکی ہدایت کی جاتی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اِن کے سوائے اور کچھہ نہیں ہے۔

طالب لذات جنت فہم سے نا آشنا
عیش و عشرت کی طلب ہی زندگانی کا حصول

یوں بیان کرتا ہے مطلب وید کے اسرار کا
اِس سے اعلیٰ سارے عالم میں نہیں کوئی اصول

پشپت بانی سے وہ کلام مُراد ہے جس میں پھول ہوں اور پھل نہو وہ دیکھنے میں خوش نما معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل اوس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ مذہبی قیل و قال مثل پھول کے ہیں اور ثمر اون میں نہیں ہے۔



سرائے مدرسہ و علم بحث طاق و رواق
سرائے قاضی یزدار چہ منبع کرم است

چہ سود چوں دِل دانا و چشم بینا نیست
خلاف نیست کہ علم نظر در آنجا نیست

جو لوگ لذات بہشت کے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ اعمال کا نتیجہ عقبیٰ میں پانے کی اوروں کو امید دلاتے ہیں اور اوس کے حاصل کرنے کے واسطے اون کو بڑی کوشش اور عمل میں لگاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ علم ذات سے بے بہرہ رہتے ہیں۔

भोगेश्वर्य प्रसक्तानां तया पहृत चेतसाम् ॥
व्यवसायात्मिका बुद्धिः समाधौ न विधीयते ॥ ४४ ॥

اہل تمنا کی عقل سلیم نہیں ہوسکتی۔

(۴۴) جن کا دِل لذات اور دولت میں پھنسجاتا ہے اور تیرہ ہوجاتا ہے محویت کی جانب اونکی رائے سلیم نہیں ہوتی۔

جن کو اپنی خواہشوں کی پرورش منظور ہے
محویت کا راستہ اون کی سمجھہ سے دوُر ہے

جن کا خیال باہر کی طرف لذات دنیا و عقبیٰ میں پھنسا ہے وہ اپنے بطون میں معشوق حقیقی کو نہیں دیکھہ سکتے اور علم خود شناسی سے بے نصیب رہتے ہیں۔

त्रैगुण्य विषया वेदा निस्त्रै गुण्यो भवार्जुन ॥
निर्द्वंद्वो नित्य सत्त्वस्थो निर्योग क्षेम आत्मवान् ॥ ४५ ॥

علم میں سہ گانگی ہے حالت کیف علم سے برتر ہے۔

(۴۵) ویدوں میں صفت سہ گانگی موجود ہے ارجن تو صفت سہ گانہ سے برتر ہو اور دوئی چھوڑ دے ایک حالت پر قایم اور طلب کی منزل سے بالا ہو اور ذات میں وصل رہ۔

تو سہ گانہ علم سے ویدوں کے اپنا دِل ہٹا
بے غرض ہو باصفا ہو دیکھہ جلوہ ذات کا

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوے من و تو

این حرف معمّا نہ تو خوانی و نہ من
چوں پردہ بیفتد نہ تو مانی و نہ من

وید کے معنی علم ہیں اور علم میں صفت، سہ گانگی موجود ہے یعنی علم کے ساتھہ عالم اور معلوم

کا ہونا لازمی ہے۔ اِن تینوں میں سے کسی ایک کا ہونا بغیر اور دو کے ممکن نہیں پس عالم علم اور معلوم تینوں ہمیشہ باہم پائے جاتے ہیں کوئی فعل سہ گانگی سے خالی نہیں ہے۔ فعل۔ فاعل۔ مفعول عبد۔ عابد۔ معبود۔ عشق۔ عاشق۔ معشوق۔ ست۔ رج۔ تم اِس کی مثال ہیں۔ کیف حال سہ گانگی سے بالا تر ہے اوس میں طالب اور مطلوب ایک ہو جاتے ہیں اور طلب بھی جاتی رہتی ہے سُکھ اور دُکھ نیکی اور بدی وغیرہ مساوی معلوم ہوتے ہیں اور اِنسان ایک حالت سرور کی پاتا ہے جس کو پرم آنند کہتے ہیں وہ اپنے آپے میں مست ہو جاتا ہے اور اپنے جلوہ کو آپ ہی دیکھتا ہے

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके ॥
तावान्सर्वेषु वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ॥४६॥

| عقل سلیم بحر محیط ہے عقل ماسوا بین اوسکی لہریں ہے | (۴۶) برہم کے جاننے والے عارف کا ویدوں سے اِتنا ہی مطلب باقی رہتا ہے کہ جتنا بے پیاس اِنسان کا کنوئیں تالاب دریا وغیرہ مقامات آبی سے۔ |
|---|---|

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | جتنی پانی کی ضرورت سیر کام اِنسان کو | | اوتنی حاجت وید کی ہے صاحب عرفان کو | |

اودپان اوس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے پانی مِلسکے کنواں۔ تالاب۔ باولی۔ نہر۔ دریا۔ وغیرہ سب اِس میں شامل ہیں۔ اِنسان بعض کام تالاب سے لے سکتا ہے جو کنوئیں سے لینے ممکن نہیں علیٰ ہذا بعض اغراض تالاب میں پورے نہیں ہو سکتے جن کے واسطے دریا کا ہونا لازمی ہے۔ کِسی سے تو صرف پانی حاصل ہوتا ہے اور کِسی میں تیرنا ممکن ہے اور کِسی میں کشتی بھی چل سکتی ہے سمندر میں یہ سب مطالب ایک جگہ حاصل ہوتے ہیں اور اِس میں سب نہریں اور دریا آکر محو ہو جاتے ہیں علم عرفان بمنزلہ بحر محیط کے ہے جس میں کرم کانڈ اوپاسنا وغیرہ کی ندّیاں گِر کر معدوم ہو جاتے ہیں۔ عارف گُن اتیت یعنی صفاتی خواص سے آزاد رہتا ہے تاہم وہ اون خواص کو



مساوات کی نظر سے کام میں لاتا ہے اور ایسا کرنا بسر زندگی کے لئے لازمی جانتا ہے آدمی کو جس قدر پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اُتنی ہی عارف کو لازمی خواص اور افعال کے بلا ترک واخذ برتنے کی حاجت ہے اور جیسے پانی دستیاب ہونیکے مقامات کنواں۔ تالاب۔ دریا وغیرہ ہیں اِسی طرح حصول علم معرفت کے لئے ویدوں میں کرم اوپاسنا اور گیان کانڈ موجود ہیں عارف کی مثال ایسے شخص سے دیجا سکتی ہے جس کی پیاس بجھگئی ہے تارک اور پابند ان فعل بمنزلہ پیاسوں کے ہیں۔

جو پیاسا نہیں ہے اوس کو کنوئے تالاب اور دریا سے سروکار نہیں ہَو تو بھی وہ پیاسوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے جو پیاسے ہیں اونکا مدعا پیاس کا بجھنا ہے اور اون کو کنوئے تالاب اور دریا سے سروکار ہے۔

कर्मण्येवाऽधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन ॥
माकर्म फलहेतुर्भूर्मा ते संगोऽस्त्वकर्मणि ॥४७॥

| گیان یوگ یعنی عقل سلیم کا طریقہ | (۴۷) فعلوں کے کرنے کا تجھے استحقاق ہے لیکن اون کے نیتجہ پر نظر نرکھہ نتائج اعمال کو اون کی کرنی کی وجہ نہونے دے ترک افعال نکر |
|---|---|

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | فعل سے دلبستگی واجب نہیں تیرے لئے | | لازمی افعال کر حرص و ہوا کو چھوڑ دے | |

چونکہ جسمانی افعال قدرت کا خاصہ ہیں اون کا کرنا واجب ہے اور اون کے کرنے میں کوئی ہرج بھی نہیں ہے بشرطیکہ نیتجہ پر نظر نہو یعنی وہ فعل اِس خیال سے نہ کئے جائیں کہ اونکا نیتجہ ملیگا بلکہ اِس عقیدہ سے کہ وہ فعل قدرت ہیں اِس سے یہ مراد ہے کہ فعل لازمی کے کرنے سے اجتناب نہیں چاہیئے یعنی حواس کے لازمی افعال کا روکنا غلطی ہے

योगस्थः कुरु कर्माणि संगं त्यक्त्वा धनंजय ॥
सिद्ध्यसिद्ध्योः समो भूत्वा समत्वं योग उच्यते ॥४८॥

عقل سلیم کا قایم ہوجانا یوگ ہے۔

(۴۸) اے ارجن یوگ میں قایم ہوکر تعلق چھوڑکر اور کامیابی اور ناکامی میں یکساں رہکر تو فعل کر ہر حال میں یکساں رہنے کو یوگ کہتے ہیں

| | |
|---|---|
| کامیابی اور ناکامی کو یکساں مان کر | بےتکلف زندگی عارف کی ہوتی ہے بسبر |

گیان یوگ افعال کا ترک قلبی ہے یعنی اون کو اپنی ذات سے منسوب نہ کرنا اور اون سے بے تعلق رہنا اور کامیابی اور ناکامی میں خوشی اور رنج نہ اور ماننا اور دونوں کو مساوی جاننا یوگی اپنے بطوں میں محو رہتا ہے۔ اور حواس کے فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرتا رہتا ہے اوسی کو "دل بیار دوست بکار" کہتے ہیں۔

दूरेण ह्यवरं कर्म बुद्धियोगा द्धनंजयः॥
बुद्धौशरणं मन्विच्छ कृपणाः फलहेतवः॥४९॥

عقل سلیم اعلیٰ ہے پابندی افعال اونی ہے۔

(۴۹) کرم یوگ بمقابلہ گیان یوگ کے بہت ہی کم وقعت رکھتا ہے۔ تو گیان کی پناہ میں آ کہ نیتجہ کے خواستگار حقیر ہیں۔

| | |
|---|---|
| سچ ہیں اعمال علم معرفت کے سامنے | علم سے معمور ہو عامل کو ادنیٰ جان لے |
| شوقے کہ بجز حق بنود پاپندا ست<br>درراہ خدا بجز خدا اے سالک | عقلے کہ شود مائل دنیا بندا ست<br>دنیا چہ بود خواہش عقبیٰ بنداست |

کرم یوگ کے ماننے والوں کا بیان اوپر کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ منتروں میں ہوچکا ہے وہ لوگ اہنکار یعنی پندار کے سبب اپنے آپ کو فاعل سمجھتے ہیں اور اپنے اعمال کے نیتجہ عقبیٰ میں ملنے کا یقین کرتے ہیں اس لئے ادنی منزل میں ہیں گیان یوگ جس کی اوپر کے دو منتروں میں تشریح ہوئی عارفوں کا طریقہ ہے اور وہ اعلےٰ ہے کہ اس میں نیتجہ سے نظر اوٹھ جاتی ہے۔

बुद्धियुक्तो जहातीह उभे सुकृत दुष्कृते॥
तस्माद्योगाय युज्यस्व योगः कर्मसु कौशलम्॥५०



عقل سلیم میں پاپ اور پُن دونوں موہوم معلوم ہوتے ہیں

(۵۰) دنیا میں نیک و بد افعال سے گیانی کا تعلق ترک ہو جاتا ہے لہذا تو گیان یوگ میں مشغول ہوا فعال کے واسطے گیان یوگ مناسب ہے۔

| | |
|---|---|
| ترک کر دیتے ہیں عارف نیک و بد افعال کو | اون کو تو ادنی سمجھکر طالب عرفان ہو |

گیان کے وسیلہ سے پاپ اور پُن معدوم ہو جاتے ہیں اور ایک حالت سکون پیدا ہوتی ہے اس واسطے گیان کا حاصل کرنا بہتر ہے گیان بالذات قایم اور عمل سے برتر ہے اور اوس کے حاصل کرنے کے واسطے یتن درکار ہوتا ہے یتن اور کرم میں یہہ تفاوت ہے کہ کرم سے افعال کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اور یتن سے افعال کا ترک قلبی ہوتا ہے اور انسان مکروہات سے آزاد ہو جاتا ہے۔

कर्मजं बुद्धियुक्ता हि फलं त्यक्त्वा मनीषिणः॥
जन्मबंध विनिर्मुक्ताः पदं गच्छंत्यनामयम्॥५१॥

علم سلیم رکھنے والا سرور آبدی پاتا ہے

(۵۱) جو عارف گیان یوگ پر قادر ہوکر فعل کے نیتجہ کو ترک کر دیتے ہیں وہ پیدایش کی قید سے آزاد ہوکر سرور ابدی کا مقام پاتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اہل دانش رشتۂ بیم و رجا کو توڑ کر | قید ہستی سے گئے ہیں منزل جاوید پر |

عارف گیان کے ذریعہ سے فعلوں کے نیتجہ سے نظر اوٹھا لیتا ہے پس وہ اپنی حیات میں جو افعال کرتا ہے اون کی قید سے آزاد رہتا ہے یہی رستگاری اور نجات کا مقام ہے۔

यदा ते मोहकलिलं बुद्धिर्व्यतितरिष्यति॥
तदा गंतासि निर्वेदं श्रोतव्यस्य श्रुतस्यच॥५२॥

جب عقل ماسوا میں صاف ہوکر عقل سلیم ہو جاتی ہے تب حقیقت ذات معلوم ہوتی ہے۔

(۵۲) جب تیری عقل غفلت کی دلدل سے نکل آئے گی اوس وقت تو سُنے ہوئے کی اور سُننے کی کچھ پروا نہ رکھے گا۔

جب تو نادانی کی دلدل سے رہائی پائیگا | | تیرے دل سے نقش منقولات کا مٹ جائیگا

جب اِنسان کی عقل پندار کی کثافت سے صاف اور پاک ہو جاتی ہے تب وہ حالت کیف میں اپنے سروپ یعنی حقیقت کو بطون کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اطمینان پاتاہےؔ اور جو کچھ اوس کی بابت پیشتر سُن چکا ہے وہ بعد مشاہدہ کرنیکے قابل التفات نہیں رہتا اور نہ اب اوس کو کچھ جاننے کی خواہش رہتی ہے انسان حواس کے جنگل اور اہنکار کی اندھیری رات میں اپنے وطن کو بھولا ہوا بھٹکتا پھرتا ہے جب آفتاب معرفت طلوع ہو کر تاریکی رفع کرتا ہے اوس وقت وہ اپنا اصلی مقام پر پہنچتا ہےؔ اور دیکھتا ہے کہ رات کو میں کہاں پھرتا تھا یعنی اب اوسے کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی۔

श्रुति विप्रतिपन्नाते यदास्थास्यति निश्चला ॥
समाधावचला बुद्धि स्तदा योग मवाप्स्यसि ॥५३॥

حرکت خیال کا ساکن ہونا یوگ ہےؔ

(۵۳) جب تیری پریشان قوت متخیلہ سکوں پائے گی اور عقل محویت میں قایم ہو جائے گی اوسوقت تجھے یوگ کی حالت میسّر ہو گی

جب تری یکسو توجہ کو سکوں ہو جائے گا | | عقل ہو گی محو اور اشراق ہو گا ذات کا

## مقولہ کبیر صاحب

سُرت کھنڈی ایکتر کرہی سادھنا جان۔ سُرت ایکتا ہوئے جب پاوے پد نربان۔

اِس شغل کو عارفون نے شُرتی سادھنا کہا ہے **شُرتی** کے لفظ سے وہ قوت انسان مراد ہے جو خیال کو روک سکتی ہے اور من جس کا روپ یعنی صورت اور پران ادھشٹان یعنی مسکن ہے اور سادھنا کے معنی شغل ہیں یہ سانکھہ یوگ کا طریقہ ہے جس میں قوت متخیلہ اور عقل بذریعہ تین کے ساکن ہو جاتے ہیں اِس میں کوئی عمل یا فعل نہیں کرنا پڑتا اور یہی جذب سے کُل ہونیکا طریقہ ہے



گیان یوگ کے طریقہ کا بیان جو منتر ۳۹ سے شروع ہوا تھا یہاں ختم ہوا ہےؔ جب تک عقل روشن کے وسیلہ سے انسان منزل مقصود پر نہ پہونچے تب تک ان منتروں کے معنی کا حل ہونا مشکل ہے کہ یہ رموز بہت ہی باریک ہیں اور مشاہدہ چاہتے ہیں۔

## अर्जुन उवाच

स्थितप्रज्ञस्य का भाषा समाधिस्थस्य केशव ॥
स्थिति धीः किं प्रभाषेत किमासीत व्रजेत किम् ॥५४॥

یوگ کی شناخت

**ارجُن کا سوال** (۵۴) جو شخص عقل ساکن رکھتا ہے اور محویت کیحالت میں ہے اے کرشن اوس کی کیا شناخت ہے ساکن عقل رکھنے والا انسان کیونکر بولتا بیٹھتا اور چلتا ہے۔

عارف کامل کی کیا پہچان ہے بتلائیے | | بول چال اور طرز بود و باش کو سمجھائیے

اب ارجن دریافت کرتا ہے کہ یوگی اور عام آدمی کی حالت میں بلحاظ گفت و شنود اور نشست و برخاست کیا فرق ہوتا ہے یعنی عارف کے برتاؤ اور طریقہ بود و باش میں کیا خصوصیت ہوتی ہے یہ خیال اوس کا آج کل کی عقل کے موافق تھا یعنی وہ سمجھتا تھا کہ یوگی کا برتاؤ عوام سے مختلف ہو گا اور اوس میں کوئی خاص اور عجیب بات ہو گی۔

## श्रीभगवान उवाच

प्रजहाति यदा कामान्सर्वान्पार्थ मनोगतान् ॥
आत्मन्ये वात्मना तुष्टः स्थितप्रज्ञस्तदोच्यते ॥५५॥

یوگی خیال کی حرکت کو روک کر ذات میں مسرور رہتا ہے

**شری بھگوان کا جواب** (۵۵) اے ارجن جب (انسان) سب دل کی خواہشوں سے آزاد اور اپنی ذات میں مسرور و محو ہو جاتا ہے تب وہ ساکن عقل رکھنے والا کہا جاتا ہے۔

اوس کی ساکن عقل ہے جو ذات میں مسرور ہے | | جس کے دل سے دونوں عالم کی تمنا دور ہے

جس نے لپنے دل سے دنیا وعقبیٰ کی تمنا دور کی ہے اور جو اپنی ذات کو پہچانکر اوسی
میں محو اور مسرور ہے اور نفس کی آمدوشد پر نظر رکھتا ہے وہی عارف ہے جو انسان
۴۱ سے ۵۲ منتر تک کی ضمیر کو سمجھکر اوسپر کاربند ہے اوس کی عقل غیر متحرک سمجھنی
چاہئے وگرنہ جاہل اور عارف میں کوئی جسمانی فرق نہیں ہوتا۔

दुःखेष्वनुद्विग्नमनाः सुखेषु विगतस्पृहः ॥
वीतरागभयक्रोधः स्थितधीर्मुनिरुच्यते ॥ ५६ ॥

| | |
|---|---|
| بیم ورجا سے آزاد ہو جاتا ہے | (۵٦) جو دُکھ کا اندیشہ نہیں کرتا اور سکھ کی تمنا نہیں رکھتا اور الفت خوف اور غصہ سے بری ہے وہ ساکن عقل رکھنے والا عارف کہا جاتا ہے |

| | | |
|---|---|---|
| ہے وہ عارف جس کو غصہ شوق اور نفرت نہیں | | رنج سے کلفت نہیں آرام سے الفت نہیں |

انسان کی حیات میں سُکھ دُکھ سردی وگرمی نفع ونقصان لازمی ہیں عارف وہی ہے جو اُن
کے پیش آنے کے خیال سے رنجیدہ اور خوش نہیں ہوتا۔

यः सर्वत्राऽनभिस्नेहस्तत्तत्प्राप्य शुभाऽशुभम् ॥
नाऽभिनंदति न द्वेष्टि स्थितप्रज्ञस्तदोच्यते ॥ ५७ ॥

| | |
|---|---|
| ایک سی حالت رکھتا ہے | (۵۷) جو سب سے بے تعلق رہتا ہے اور نیکی و بدی کے پیش آنے پر خوشی اور رنج نہیں کرتا اوس کی عقل ساکن ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| شادی اور غم سے نہیں جسکو مسرت اور ملال | | سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہے باکمال |

تعلقات دنیوی سے جو رنج اور خوشی کے سامان پیدا ہوں اون کا اثر جو شخص اپنی ذات پر نہیں مانتا
اوس کی عقل سلیم اور غیر متحرک ہے۔

رباعی

| | | |
|---|---|---|
| قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند<br>بیدل ہمہ را بحال بدے بینم | | برخے بہ تماشائے خط وخال خوش اند<br>خوش حال کسانا نکہ بحال خوش اند |



यदा संहरते चायं कूर्मोऽङ्गानीव सर्वशः ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥ ५८ ॥

| | |
|---|---|
| اوسکی کیفیت مثل کچھوے کے ہے | (۵۸) جب یہ مثل کچھوے کی جو کہ (اپنے) عضووں کو چاروں طرف (سے سمیٹ لیتا ہے) حواس کو محسوسات سے ہٹا لیتا ہے۔ تب اوس کی عقل ساکن کہی جاتی ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| اپنے اعضا کو چھپا لیتا ہے کچھوا جس طرح | | حس ومحسوسات سے بچتا ہے عارف اس طرح |

شرتی سادھنا میں عارف کی کیفیت مثل کچھوے کے ہوتی ہے یعنی جب شرتی قاعدہ سے
رکتی ہے تب اوس کے حواس سمٹ کر بے حرکت ہو جاتے ہیں۔

विषया विनिवर्त्तंते निराहारस्य देहिनः ॥
रसवर्ज्जं रसोऽप्यस्य परं दृष्ट्वा निवर्त्तते ॥ ५९ ॥

| | |
|---|---|
| حواس کو قابو میں لانے سے ترک لذات کی لذت ملتی ہے | (۵۹) (حواس کو) غذا نہ دینے والے انسان سے محسوسات دور ہو جاتے ہیں اور برتر از صفات ذات نامتناہی کے مشاہدہ کرنے پر اون کی طلب بھی اوس کے دل سے جاتی رہتی ہے |

| | | |
|---|---|---|
| ضبط سے قابو میں آتے ہیں حواس انسان کے | | شوق مٹجاتا ہے اون کا ذات کے دیدار سے |

محسوسات حواس کی غذا ہیں جب شاغل سُرت سادھنا کے قاعدہ سے حواس کو
سمیٹتا ہے تب حواس کے افعال قابو میں آجاتے ہیں اور اون کی وہ کشش
جو محسوسات کیطرف ہوتی ہے جاتی رہتی ہے یعنی اون کیساتھ تعلق نہیں رہتا
جب شاغل کو نور ذات چشم باطنی سے نظر آتا ہے اوس وقت جو
مسرت حاصل ہوتی ہے اوس کے مقابلہ میں نفسانی لذات ہیچ معلوم
ہوتی ہیں یعنی اوسے محسوسات کی طرف جو شوق و رغبت کہ پیشتر تھی
نہیں رہتی

## شعر

| | |
|---|---|
| اگر لذتِ ترکِ لذت بدانی | دگر لذتِ نفس لذت نخوانی |

यततो ह्यपि कौंतेय पुरुषस्य विपश्चितः ॥
इंद्रियाणि प्रमाथीनि हरंति प्रसभं मनः ॥ ६० ॥

حواس کی کشش اگر احتیاط نہ کی جائے تو عارف کو عقل سلیم سے بے بہرہ کر دیتی ہے

(۶۰) اے ارجن مفسد حواس شغل کرنیوالے عارف کے دل کو بھی زبردستی کھینچ لیتے ہیں

| | |
|---|---|
| کھینچتے ہیں شاغلوں کے دل کو بھی مفسد حواس | بس میں آجاتے ہیں اونکے اچھے اچھے خودشناس |

اگر سرت سادھنا کرنے والے عارف اپنے حواس کو اچھی طرح نہ روکیں تو وہ حواس اونکے دل پر بھی قابو پا جاتے ہیں اور اون کے مشاہدہ کا حجاب ہو جاتے ہیں۔

तानि सर्वाणि संयम्य युक्त आसीत मत्परः ॥
वशे हि यस्येंद्रियाणि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥ ६१ ॥

پس یوگی حواس کو عقل سلیم کے طابع رکھتا ہے۔

(۶۱) جو اون سب کو قابو کر کے میری (ذات نامتناہی) کے ادراک میں مصروف رہتا ہے۔ اور جس کے قابو میں حواس آ گئے ہیں اوس کی عقل ساکن ہے۔

| | |
|---|---|
| اون کو تو مغلوب کر طالب ہو میری ذات کا | عارف کامل ہے جس نے اونکو بس میں کر لیا |

ضبط حواس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان آنکھ کان اور ناک وغیرہ کو بند کرے اور اون کی بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ قوت متخیلہ جس کے مطیع سب حواس ہیں فعل میں آغشتہ نہو یعنی اوس کا شوق فعل کی جانب نہو۔

ध्यायतो विषयान्पुंसः संगस्तेषूपजायते ॥
संगात्संजायते कामः कामात्क्रोधोऽभिजायते ॥ ६२
क्रोधाद्भवति संमोहः संमोहात्स्मृति विभ्रमः ॥





स्मृतिभ्रंशाद्बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति ॥ ६३

سوکشم اور استھول بیدار تھکہ پابندی کے اسباب ہیں،

(۶۳) محسوسات کی طرف توجہ کرنیوالے انسان کو اون سے تعلق ہو جاتا ہے۔ تعلق سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش سے غضب پیدا ہوتا ہے۔ غضب سے تیرگی پیدا ہوتی ہے تیرگی سے سہو پیدا ہوتا ہے۔ سہو سے عقل ضایع ہوتی ہے عقل کے زائل ہو جانے سے زوال آتا ہے۔

| | |
|---|---|
| آدمی کو جب خیال آتا ہے محسوسات کا جوش کا ثمرہ ہے غفلت سہو غفلت کا مآل | شوق خواہش اور غصہ باندھتے ہیں سلسلہ سہو سے ہوتی ہے تیرہ عقل آتا ہے زوال |

اس ادھیا کے ۱۴ منتر میں ماترا سپرش کا جو مجمل ذکر ہوا تھا اوس کی ان دونوں منترو میں تشریح کی جاتی ہے، جب تک انسان سرت سادھنا کا طریقہ نہ جانتا ہو یعنی جب تک انسان کی سرت کا الحاق علم ذات کے ساتھ نہو وہ صفات کی طرف رجوع کرتی رہتی ہے

اوّل اوس کا تعلق سمان وایو سے ہوتا ہے جو صفت اکاس یعنی خلا کی رکھتی ہے

دوم پران وایو سے جو ہوا کا خزانہ ہے الحاق ہونے پر خواہش تولید پاتی ہے۔

سوم تعلق اور خواہش اپان وایو یعنی مادّہ حارّہ سے ملکر غضب پیدا کرتے ہیں۔

چہارم ان تینوں کا دیان وایو یعنی مادّہ بارده سے اتصال ہونے پر تیرگی ظہور پاتی ہے

پنجم ان چاروں کے اودان وایو یعنی مادّہ خاکی سے ملنے پر شکل پیدا ہو کر پندار غالب ہو جاتا پندار کے غلبہ میں عقل سلیم تیرہ ہو جاتی ہے اور اپنے آپ کو نہیں پہچانتی یہ حالت قابل افسوس ہے اس منتر میں لطافت سے کثافت کی طرف آتما کے نزول کی صورت جسطرح پر واقعی ہے دکھائی گئی ہے۔

रागद्वेष वियुक्तैस्तु विषयानिंद्रियैश्चरन् ॥
आत्मवश्यै र्विधेयात्मा प्रसादमधिगच्छति ॥ ६४ ॥

قوت متخیلہ کو افعال حواس سے علیحدہ کرنا آزادی کا ذریعہ ہے

(۶۴) جو بشر رغبت اور نفرت کو حواس سے علیحدہ کرکے اور حواس کو اپنے قابو میں رکھکر محسوسات میں اونہیں لگاتا ہوا ذات میں مصروف رہتا ہے وہ سرور ابدی پاتا ہے۔

شوق و نفرت ترک کرکے حس و محسوسات کا
دیکھتے ہیں اہل دل جلوہ سرور ذات کا

زندگی میں حواس اپنے فعل سے عاری نہیں رہ سکتے پس عارف ان کے ترک واخذ دونوں سے کنارہ کرکے ذات میں مسرور رہتا ہے گو حواس کا محسوسات سے تعلق رہے یعنی وہ اپنا فعل متعلقہ کیا کریں تاہم وہ اونپر توجہ نہیں کرتا اور توجہ کی نہونے سے وہ غالب نہیں ہو سکتے جب اون کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تب وہ غالب ہو جاتے ہیں جیسے کوئی بیگاری کسی کا کام کرتا ہے اور اوس کے نفع و نقصان سے تعلق نہیں رکھتا ویسے ہی عارف حواس کے فعلوں کو بیگار سمجھکر کرتا ہے مگر بیگار سے بچ نہیں سکتا۔

प्रसादे सर्वदुःखानां हानिरस्योपजायते ॥
प्रसन्नचेतसो ह्याशु बुद्धिः पर्यवतिष्ठति ॥६५॥

سرور سے کاہش جاتی رہتی ہے اور عقل آرام خالص میں قایم ہو جاتی ہے۔

(۶۵) حالت سرور میں اوس کے سب رنج مٹ جاتے ہیں جو مسرور ہوتا ہے اوس کی عقل جلد قایم ہو جاتی ہے۔

دور ہو جاتی ہیں دل سے کیف میں سب کاہشات
جو ہوا مسرور اوسکی عقل پاتی ہے ثبات

کیف کی یہ اعلیٰ منزل سرت سادہنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔زبان کو اوسکے بیان کی طاقت نہیں

नास्ति बुद्धिरयुक्तस्य न चायुक्तस्य भावना ॥
न चाभावयतः शांतिरशांतस्य कुतः सुखम् ॥६६॥

یقین کے بغیر آرام و تسلی میسر نہیں ہو سکتا

(۶۶) جو شاغل نہیں ہوتا اوس کی نہ تو عقل (قایم) ہوتی ہے اور نہ اوسکو الوہیت کا دیدار ہوتا ہے جسکو دیدار نصیب نہیں اوسکو تسکین نہیں جسکو تسکین نہیں اوسے آرام کہاں۔



عقل و عرفان سے وہ بے بہرہ ہے جو شاغل نہیں
اوس کو اطمینان اور اصلی خوشی حاصل نہیں

جو سرت سادہنا کا شاغل نہیں اوس کی عقل کا سلیم ہونا ممکن نہیں اور وہ ذات نامتناہی کا جلوہ نہیں دیکھہ سکتا جب تک مشاہدہ باطنی نہو قرار و اطمینان کی صورت ہرگز پیدا نہیں ہوتی یعنی جبتک شکوک اور واہمات رفع نہوں انسان حالت زندگانی میں آرام نہیں پاتا۔

इंद्रियाणां हि चरतां यन्मनोऽनुविधीयते ॥
तदस्य हरति प्रज्ञां वायुर्नावमिवांभसि ॥६७॥

شغل کے بغیر حواس عقل کو پریشان کر دیتی ہیں

(۶۷) جب انسانکا دل فعل کرتے ہوئے حواس کیطرف جاتا ہے تب حواس اوسکی عقل کو اسطرح بہالیجاتے ہیں جیسے ہوا دریا میں کشتی کو

جب طرف لذات کے جاتا ہے دل انسان کا
کشتی دانش پہ ہوتا ہے سماں طوفان کا

حواس دلکو کہینچکر محسوسات کی طرف لیجاتے ہیں اگر دل کی نظر اون کی طرف ہوتی ہے حواس کی آندہی دل کی کشتی کو محسوسات کے طلاطم میں ڈالدیتی ہے مرد دانا کو چاہیے کہ وہ اوس کشتی کو ملاح کیطرح قابو میں رکھے اور بہنے نہ دے آندہی کا چلنا تو فعل قدرت ہے۔

तस्माद्यस्य महाबाहो निगृहीतानि सर्वशः ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥६८॥

پس حواس کو قابو میں اور اعتدال پر رکھنا واجب ہے

(۶۸) پس اے ارجن جسنے حواس کو محسوسات کیطرف جانے سے بخوبی روک لیا ہے اوس کی عقل ساکن ہے۔

اس لئے ارجن اوسے عارف سمجھنا چاہئے
اپنے دل پر ہو جو قادر ترک محسوسات سے

محسوسات کیطرف حواس کی کشش کا ہونا انسانکے سکون دل میں خلل انداز ہوتا ہے لہذا انسانکو حواس کے افعال ضبط کیساتھ کرنے چاہئیں اسطرح پر اونکی کوشش کارگر نہیں ہوتی طریقہ ضبط کی تشریح اوپر کے منتر میں ہو چکی ہے

या निशा सर्वभूतानां तस्यां जागर्ति संयमी ॥
यस्यां जाग्रति भूतानि सा निशा पश्यतो मुनेः ॥६९॥

عقل سلیم رکھنے والے کی زندگانی

(۶۹) جو سب انسانوں کی رات ہے اوسمیں عارف جاگتا ہے۔ جسمیں انسان جاگتے ہیں وہ عارف دوربین کے لئے رات ہے۔

روز روشن عارفوں کا جاہلوں کی رات ہے | جاہلوں کا روز روشن عارفون کی رات ہے

عوام الناس جو حواس کے وسیلہ سے عالم ظاہری میں بدل مصروف ہیں اونکے واسطے عالم بطون مثل شب تار ہے مگر عارفوں کا وہ دراصل دن ہے اور جس عالم ظاہری کو عوام دن سمجھتے ہیں عارف اوسکو اندھیری رات خیال کرتے ہیں۔ جاہل صفات کے عالم سے باخبر ہیں اور ذات کے عالم سے بے خبر۔ عارف ذات کے عالم میں ہوشیار ہیں اور صفات کے عالم سے بے پرواہ۔ سُرت کا حواس سے تعلق ہونا عارفوں کی رات ہے سُرت کا ذات میں محو رہنا عارفوں کا روز روشن ہے۔

आपूर्यमाणमचलप्रतिष्ठं समुद्रमापः प्रविशन्ति यद्वत्॥
तद्वत्कामा यं प्रविशन्ति सर्वे सशांतिमाप्नोति न कामकामी॥७०

عارف مثل بحر محیط کے بےحرکت اور ساکن رہتا ہے۔

(۷۰) جس طرح دریا لبریز اور بے حرکت سمندر میں غایب ہو جاتے ہیں اوسی طرح سب خواہشیں جس انسان کے دلمیں غایب ہو جاتی ہیں وہ حالت اطمینان کی پاتا ہے لذات کی خواہش رکھنے والیکو یہ بات نصیب نہیں ہوتی

جیسے دریا آکے ملجاتے ہیں ساین بحر میں راحت سے بسر ہوتی ہے اوس کی زندگی | محو ہو جاتی ہیں جسکی دلکی ساری خواہشیں طالب دنیا و دین سے دور ہے آسودگی

انسان حالت کیف میں علم ذات کو مثل بحر محیط لبریز اور ساکن پاتا ہے اور اوس کی تمام خواہشیں دریاؤں کے مانند اوس بحر محیط میں معدوم ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہ ادراک انسانی کا انتہائی مقام ہے دنیا اور عقبیٰ کے طالب اس سے محروم رہتے ہیں۔

विहाय कामान्यः सर्वान्पुमांश्चरति निःस्पृहः॥
निर्ममो निरहंकारः सशांतिमधिगच्छति॥७१॥



ترک خواہش سے یہ مقام ملتا ہے۔

(۷۱) جو انسان خواہشوں کو چھوڑ کر بغیر کسی خواہش کے فعل کرتا ہے اور تعلق طلبی اور پندار سے آزاد ہو جاتا ہے وہ حالت اطمینان پاتا ہے۔

رغبت و نفرت کا مفروضہ تعلق چھوڑ کر | فعل بے خواہش سے اطمینان پاتا ہے بشر

جو ان تینوں شرطوں کو پورا کرے وہی سرور ابدی پا سکتا ہے جو لوگ حواس کے فعل سے مغلوب ہو جاتے ہیں اون کی توجہ کا اس علم کی طرف ہونا محال ہے۔

एषा ब्राह्मी स्थितिः पार्थ नैनां प्राप्य विमुह्यति॥
स्थित्वाऽस्यामंतकालेऽपि ब्रह्मनिर्वाणमृच्छति॥७२॥

یہ مقام انتہائی مراتب ادراک انسانی ہے جہاں غفلت و نادانی باقی نہیں رہتی

(۷۲) ارجن یہ برہم کا مقام ہے اسکو پاکر انسان غفلت میں گرفتار نہیں ہوتا اور آخری وقت بھی اس میں قایم رہنے سے برہم کا وصال پاتا ہے۔

معرفت کی کیف میں ہوتی ہے نادانی فنا | زندگی اور موت میں عارف کا حصہ ہے بقا

اوپر کے منتر میں جو حالت کیف بیان کیگئی ہے وہی برہم کا مقام ہے اوسکے حاصل کرنے سے سارے عقدے انسان کے وا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں جزو سے کُل ہو جاتا ہے اور دم واپسین تک ذات میں مستغرق رہکر جزو سے کُل ہو جاتا ہے یعنی اپنی زیست میں اور بعد از مرگ ایک ہی صورت پر رہتا ہے۔

इतिश्रीभगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे
श्रीकृष्णार्जुनसंवादे सांख्ययोगो नाम द्वितीयोऽध्यायः॥२

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی گفتگو کی دوسری ادھیا موسوم بہ سانکھیہ یوگ ختم ہوئی۔

دوسری ادھیا میں سانکھیہ یعنی علم حقیقت کا لُب لباب درج ہے اگلے ادھیائیں اسی ضمیر پر مبنی ہیں اور اسی کی تفسیر ہیں دوسری ادھیا کے اصول چاروں ویدوں اور چھیون

شاستروں کا عطر ہیں اگرچہ وید اور شاستر وغیرہ کا مضمون بغیر مطالعہ کے کامل طور پر دریافت نہیں ہو سکتا مگر چونکہ اکثر اشخاص کو اون کی بابت بہت ہی کم واقفیت ہے اسلئے اُن کے خلاصہ اصول کا ذیل میں درج کرنا بیکار نہو گا۔

## چار وید

**اوّل رگ وید ہے** اس کا "پرگیانم آنند برہم" مہاواک ہے اور اصول اونکار کی سادھنا ہے۔

**دوسرا یجر وید** اس کا "اہم برہم آسمی" مہاواک ہے اسمیں اونکار کے عملی طریقوں کا بیان ہے

**تیسرا سام وید** اس کا "تت توم اسی" مہاواک ہے اسمیں اشٹانگ یوگ اور عشق کی طریقت کا بیان ہے اور علم موسیقی داخل عبادت ہوا ہے۔

**چوتھا اتھروَن وید** اس کا "ایم آتما برہم" مہاواک ہے اسمیں توحید و عرفان کا بیان ہے

یہ چاروں وید رشیون یعنی عارفان گذشتہ کے کلمات ہیں جو کسی وقت میں قلم بند کئے گئے ہیں ابتدائے زمانہ میں ان کا علم عارفوں کے سینہ میں تھا اور وہ سینہ بسینہ منتقل ہوتا تھا یعنی بذریعہ سماعت کے شاگرد کو گرد سے حاصل ہوا کرتا تھا۔ جیسا کے لفظ شُرتی سے بھی ظاہر ہوتا ہے جب سامان وقت سے شُرتیاں تعداد میں بہت ہو گئی اور اونکا حافظہ میں رکھنا مشکل ہو گیا تب وہ وقتاً فوقتاً مکتوب ہو کر چہار وید موسوم ہوئیں شُرتی وہ کلام ہے جو حالت اشراق میں عارفوں کی زبان سے نکلا ہے۔

چاروں ویدوں کا ایک وقت میں مکتوب ہونا پایا نہیں جاتا گو وہ علم کسی وقت کلام اور تحریر میں آیا ہو حقیقت اوس کی اناد ہے یعنی کال اور دیش میں محدود نہیں ہے اُپنشد وید کے علم الوہیت کا انتخاب ہے سمرتی کے معنی حافظہ ہیں سمرتی وہ کلام ہے جس نے قوت حافظہ سے ترتیب پائی ہے شُرتی کی شہادت صرف بطون میں مل سکتی ہے سمرتی کی شہادت حواس سے مل سکتی ہے سمرتی میں چھ شاستر یعنی فلسفہ پُران اور اپ پُران۔ وغیرہ شامل ہیں جنکو عالموں نے وقتاً فوقتاً وید کی تشریح و تفسیر میں تحریر کیا تھا۔



(۱) نیائے شاستر کے مصنف گوتم رشی تھے۔ اس فلسفہ نے مایا۔ ایشر اور جیو تین وجود مانے ہیں اور ان تینوں کو بدلائل انادی ثابت کیا ہے۔

(۲) میمانسا دو ہیں۔ پورو اور اتر۔ پورو میمانسا جیمنی رکھیشر کا کلام ہے اُتر میمانسا شری وید ویاس جی کی تصنیف ہے پہلا میمانسا مانتا ہے کہ کرم یعنی فعل سے عالم کا ظہور ہوا ہے اور وہ کرم روپ یعنی بصورت فعل ہے اور اوس کا کرم ہی میں انجام ہوگا دوسرا میمانسا ویدانت کے اصول کے موافق کرم کا وجود پرکرتی یعنی قدرت سے بتاتا ہے۔

(۳) ویسے شک ساشتر کناد رشی کی تصنیف ہے اس میں کال یعنی وقت کا سب پر غالب ہونا ثابت کیا ہے یعنی سارا عالم کال سے ظہور پاتا ہے اور کال میں فنا ہو جاتا ہے۔

(۴) پاتنجل شاستر مہامنی پاتنجلی کی تصنیف ہے اسمیں اشٹانگ یوگ کو ذات میں وصل ہونے کا ذریعہ ثابت کیا ہے اور اوسیکو سدھانت مانا ہے۔

(۵) سانکھیہ شاستر کپل مہامنی کی تصنیف ہے یہ مرتاض اور کمال درجہ کے فاضل ہوئے ہیں اور انہوں نے پورش کو پرکرتی سے علیحدہ مانا ہے پورش کو ذات پاک اور بے لوث کہا ہے اور سب عالم کا نمود پرکرتی سے تسلیم کیا ہے پورش کو شخص اور پرکرتی کو اوس کا سایہ کہا ہے اس فلسفے کے اصول سمجھنے میں بوجہ کم فہمی بہت غلطیاں واقع ہوتی ہیں چونکہ کلام اعلیٰ ہے اور اوس کے سمجھنے کے واسطے فکر رسا درکار ہے اس کے جاننے والے اور پیروی کرنیوالے اب ہندوستان میں بہت کم ہیں۔

(۶) ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ سری وید ویاس رشی کا کلام ہے یہ توحید خالص اور انتہائی ادراک انسانی ہے برہم سوتر میں جو انہیں کی تصنیف ہے ویدانت کے اصول بدلائل ثابت کئے گئے ہیں نیائے کے ایشر اور مایا کو انادی بیان کرتا ہے اور دونوں کو عقل ظاہر کرتی ہے اور حواس اوس کی شہادت دیتے ہیں
میمانسا کرم کو سدھانت اس لئے مانتا ہے کہ بغیر فعل کے عالم کا ہونا ممکن نہیں۔

ویشیشک کال کو سب سے اعلیٰ مانتا ہے کیونکہ جو فعل ہوتے ہیں وہ سب وقت میں محدود ہیں پاتنجل یوگ کو سب سے اعلیٰ سمجھتا ہے یوگ کے معنی وصل ہیں چونکہ فصل اگیان سے ہوا ہے وصل ضروری ہے گو یہ چاروں فلسفہ مختلف ثبوت ذات نامتناہی کی دیتے ہیں مگر سب کو اوسکی ہستی بحت اور وحدت پر اتفاق ہے نیائے اور میمانسا میں جزوی فرق ہے دونوں کی ضمیر ایک ہی ہے ویشیشک کی تحقیقات اون دونوں سے زیادہ وسیع ہے پاتنجل طریقت عشق ہے اسکا تعلق نفس وغیرہ سے ہے اور یہ فلسفہ کسی وقت میں بہت ترقی پر تھا فی زمانہ اس کے عامل کا ملنا دشوار ہے۔

سانکھیہ عالم ظاہری کا وجود واجب الوجود سے بتلاتا ہے اور بغیر حاصل کئے اس علم کے شکوک دل سے رفع نہیں ہوتے۔

ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ ہے اور فہم ذکی اور طبع رسا چاہتا ہے فہم کے تنگ کاسہ میں یہ بحر محیط سما نہیں سکتا کوئی علم اسوقت ذات کے ادراک کیواسطے اس سے بہتر نہیں ہے ویدانت کے لغوی معنی ہیں علم کی انتہا۔ یعنی وہ فلسفہ جس میں علمی تحقیقات ختم ہو اور محویت شروع ہو محویت سے بلند کسی فلسفہ نے کوئی درجہ بیان نہیں کیا۔ ویدانت واجب الوجود کو اوّل و آخر ظاہر و باطن ثابت کرتا ہے اوپنشدوں میں وید کے علمی رموز یعنی توحید و عرفان حکایتوں کے پیرایہ میں ظاہر کئے گئے ہیں اون اوپنشدوں کا ترجمہ شاہزادہ محمدؐ داراشکوہ نے فارسی میں کیا ہے بعض بیانات سے ایکسو سولہ ۱۱۶ اوپنشدونکا ہونا پایا جاتا ہے مگر وہ سب اسوقت ہند میں دستیاب نہیں ہوسکتے اوپنشد کے معنی اسرار مخفی ہیں پرانوں اور اپ پرانوں میں حکایات اور روایات درج ہیں جنکے معنی کامل طور پر اور بدلایل ثابت کرنے مشکل ہیں بعض میں عالی خیالات ظاہر کئے گئے ہیں چنانچہ وشنو پران بہت اعلیٰ درجہ کے علم معقولات پر مبنی ہے جس کے رموز و استعارات کو آجکل کے علما نہیں جانتے اور ایسے معنی بیان کرتے ہیں جن سے سامع کی تشفی نہیں ہوتی اور طرح طرح کے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔

---



# تیسری ادھیا کرم یوگ ۴۳ منتر

अर्जुनउवाच– ज्यायसी चेत्कर्मणस्ते मता बुद्धिर्जनार्दन।
तत्किं कर्मणि घोरे मां नियोजयसि केशव ॥१॥

ارجن کرشن جی کی ضمیر کو نہ سمجھ سکا

ارجن کا سوال (۱) اے زناردن اے کرشن جو آپکی راے میں فعل پر علم فضیلت رکھتا ہے تو پھر آپ مجھے کثیف کام کی کیوں ہدایت کرتے ہیں

ارجن گیان کو کرم پر سبقت دینے اور جنگ کرنے کی ہدایت کو دو مخالف امر سمجھا دراصل فعل کرنا گیان یوگ کے خلاف نہیں ہے بلکہ مطابق ہے آگے ظاہر کیا جائے گا کہ فعل قدرت سے سرزد ہوتے ہیں ذات اون سے مبرّا اور بے لوث رہتی ہے۔

व्यामिश्रेणेव वाक्येन बुद्धिं मोहयसीव मे।
तदेकं वद निश्चित्य येन श्रेयोऽहमाप्नुयाम् ॥२॥

سمجھنا چاہتا ہے

(۲) آپ کا متضاد کلام میری سمجھ میں نہیں آتا آپ ایسی ایک بات صاف طور پر کہئے جس سے کہ میری بہتری کی صورت پیدا ہوتی ہو

ارجن ترک تعلق فعل اور ترک فعل میں تمیز نہ کرسکا پس اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے۔

श्रीभगवानुवाच– लोकेऽस्मिन् द्विविधा निष्ठा पुरा प्रोक्ता मयाऽनघ। ज्ञानयोगेन सांख्यानां कर्मयोगेन योगिनाम् ॥३॥

گیان یوگ اور کرم یوگ صاف ذات کے دو مختلف طریقے ہیں جو کہ زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں۔

شری بھگوان کا جواب (۳) اے نیکمرد میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ اس عالم میں دو قسم کے عقیدے ہیں عارفونکا گیان یوگ اور جو لوگ کرم کے پابند ہیں اونکا کرم یوگ

دوسری ادھیا کے ۱۱ سے ۳۹ منتر تک گیان یوگ کے اصول کا اور ۴۰ سے آخر منتر تک اوسکے عملی طریقے کا بیان ہوا ہے اور درمیان کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۹ منتروں میں کرم کی بابت رائے ظاہر کیگئی ہے شایقین ان دونوں عقیدونکے فرق کے سمجھنے کیلئے مذکورہ بالا منتروں کو ملاحظہ کریں۔

न कर्मणामनारंभान्नैष्कर्म्यं पुरुषोऽश्नुते ॥
न च सन्न्यसनादेव सिद्धिं समधिगच्छति ॥४॥

ترک افعال ناممکن اور لا حاصل ہے

(۴) نہ تو انسان افعال کے ترک کرنے سے افعال سے بریت پاتا ہی اور نہ وہ ترک افعال سے مطلوب کو پاتا ہے۔

حواس کے فعل روکنے سے نہیں رک سکتے ہیں علاوہ بریں اون کے روکنے سے کوئی مطلب حاصل نہیں ہوسکتا پس اونکے روکنے کی کوشش کرنا فعل عبث ہے۔

नहि कश्चित्क्षणमपि जातु तिष्ठत्यकर्मकृत् ॥
कार्यते ह्यवशः कर्म सर्वः प्रकृतिजैर्गुणैः ॥५॥

انسان کو افعال سے ایک لمحہ بھی مفر نہیں ملتا

(۵) کوئی کبھی ایک لمحہ بہر بھی فعل سے خالی نہیں رہتا۔ قدرتی خواص اپنے زور سے سب فعل کراتے ہیں۔

انسان کی زندگانی میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا ہی جسمیں اوسکے حواس کی قوتیں فعل نہیں کرتیں یہ تمام افعال قدرت سے سرزد ہوتے ہیں اسلئے انکا روکنا احکام قدرت کی مخالفت کرنا ہے

कर्मेन्द्रियाणि संयम्य य आस्ते मनसा स्मरन् ॥
इंद्रियार्थान् विमूढात्मा मिथ्याचारः स उच्यते ॥६॥

کرم یوگ کا طریقہ ادنیٰ ہے کہ اوسمیں افعال دلی تعلق کے ساتھ کئے جاتے ہیں

(۶) جو کم عقل حواس افعالی کو روک کر دل سے محسوسات کا خیال کرتا رہتا ہے اوسے گمراہ کہنا چاہئے

چونکہ کان آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے لازمی افعال کے ترک کرنے پر بھی خیالات محسوسات کی طرف جانے سے نہیں رکتے یعنی طبیعت کا شوق محسوسات کیطرف بدستور رہتا ہے اس لئے اونکے ترک کرنے کی کوشش حماقت ہی۔

यस्त्विंद्रियाणि मनसा नियम्यारभतेऽर्जुनः ॥
कर्मेंद्रियैः कर्मयोगमसक्तः स विशिष्यते ॥७॥



گیان یوگ اعلیٰ درجہ رکھتا ہے کہ فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرنا اوس کا اصول ہے

(۷) اے ارجن جو حواس افعالی کو دل کے تابع رکھکر اون سے لازمی افعال بے تعلق ہو کر کرتا ہے وہ اعلیٰ ہے۔

حواس افعالی کو دل کے تحت میں رکھکر اون سے کام لینا حواس کے ضبط کرنے سے بہتر ہے اس طرح پر فعلوں کا کرنا اون سے بریت کیصورت پیدا کرتا ہی اور اون کا کرنا نہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہی یہ ہی عارفوں کا طریقہ ہے۔

नियतं कुरु कर्म त्वं कर्म ज्यायो ह्यकर्मणः ॥
शरीरयात्रापि च ते न प्रसिद्ध्येदकर्मणः ॥८॥

بے تعلق ہوکر افعال کرنے چاہئیں

(۸) تو لازمی افعال کر اون کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے اون کے ترک کرنے سے تو تیرے جسم کا قیام ناممکن ہو جائے گا۔

لازمی افعال کرنے چاہئیں کیونکہ اون کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں ہوتا اور اون کے کئے بغیر اوس کی زندگی ممکن نہیں ہوتی۔

यज्ञार्थात्कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबंधनः ॥
तदर्थं कर्म कौंतेय मुक्तसंगः समाचर ॥९॥

فعل بے تعلق نفی ہو جاتے ہیں فعل با تعلق پابندی کا سبب ہیں

(۹) اوس فعل کے علاوہ جو ریاض سمجھکر کیا جاتا ہے اور جتنے افعال اس دنیا میں (انسان) سے سرزد ہوتے ہیں وہ سب اوسکی پابندی کا باعث ہوتے ہیں اسلئے ارجن تو افعال کو ریاض سمجھکر بے تعلقی سے کر

جو کچھ اس دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے قدرت کے فعل سے ہوتا ہے عارف اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے اس لئے وہ کسی فعل کا باعث اپنی ذات کو قرار نہیں دیتا اور تمام افعال کے صدور کو قدرت سے مانکر اونہیں بے تعلقی کیساتھ کرتا ہے برخلاف اسکے جاہل قانون قدرت سے ناواقف ہونیکے باعث افعال کی پیدائش اپنی ذات سے خیال کرتا ہی اور اونہیں اختیاری سمجھتا ہی پہلے طریقہ پر کاربند ہونیسے افعال سے بریت حاصل ہوتی پچھلے طریقے کی پیروی کرنیکا نتیجہ پابندی افعال ہوتا ہی اس منتر کے

معنی سمجھنے کے لئے جبر و اختیار کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری ہے۔

सहयज्ञाः प्रजाः सृष्ट्वा पुरोवाच प्रजापतिः ॥
अनेन प्रसविष्यध्वमेषवोऽस्त्विष्टकामधुक् ॥१०॥

در اصل فعل عطیہ قدرت ہے

(۱۰) قادر مطلق نے مخلوقات کو ریاض کرنے کی قوت دیکر پیدا کیا اور ہدایت کی کہ تم اسکے وسیلہ سے ترقی کرو اس سے تمہارے مطالب پورے ہونگے شروع میں بچہ کے حواس کی قوتیں اور جسمانی اعضاء کمزور اور نامکمل ہوتے ہیں بعد ازاں اونسے جسقدر کام لیا جاتا ہے وہ بالیدگی اور تکمیل پاتے ہیں اور جو پہلے بچہ تہا وہ جوان کہلاتا ہے تب وہ ریاض کر کے بسر اوقات کرتا ہے اور مطالب دینوی حاصل کرتا ہے اسیطرحپر۔ باشندگان کے مجموعی ریاض اور علمی ترقی سے ملک کی بہبودی ہوتی ہے جو لوگ جسمانی ترقی کے مانع ہوتے ہیں احکام قدرت سے سرکشی کرتے ہیں اور اوس کی سزا پاتے ہیں برخلاف اس کے۔ عیش و عشرت سے قوا ضعیف ہوجاتے ہیں اور موت کا سامنا جلدی لاتے ہیں۔ عقل سلیم کے مطیع رکہکر حواس سے کام لینا دانائی ہے۔ اور قانون قدرت کی مطابعت ہے۔

देवान् भावयताऽनेन ते देवा भावयंतुवः ॥
परस्परं भावयंतः श्रेयः परमवाप्स्यथ ॥११॥

حواس کو قانون قدرت کے موافق ترقی دینا انسان کا فرض ہے

(۱۱) تم اس سے دیوتاؤں کی خدمت کرو وہ تمہیں عزت بخشینگے کوشش باہمدگر سے تمہیں کمال درجہ کی بہبودی حاصل ہوگی دیوتا کوئی مجسم شے نہیں ہیں بلکہ یہی پانچ حواس چت اور بدہ سات دیوتا ہیں جسقدر ہم ریاض سے اون کی قوت کو بڑہاتے ہیں یعنی اونکو کام میں لاتے ہیں اوسی قدر وہ ہماری بہبودی کیصورت پیدا کرتے ہیں ہمارے ریاض پر اونکی ترقی منحصر ہے اور اونکی ترقی پر ہماری بہبودی۔ افسوس ہے کہ اس منتر کے معنی پر اہل ہند کی نظر نہوئی اور اس ہدایت ربانی پر انہوں نے عمل نہ کیا جو ملک آجکل ریاض پیشہ ہیں اور اس کے موافق عمل کر رہے ہیں وہ روز افزوں ترقی پر ہیں۔



इष्टान्भोगान्हि वो देवा दास्यंते यज्ञभाविताः ॥
तैर्दत्तान् प्रदायैभ्यो यो भुंक्ते स्तेन एव सः ॥१२॥

قدرت حواس کے فعلونکی فاعل ہے ذات برتر از فعل ہے

(۱۲) ریاض سے خدمت کرنے پر دیوتا تمہیں ضروری اشیاء دینگے جو شخص اون کی دی ہوئی اشیاء کو اونہیں دئے بغیر کہا لیتا ہے وہ چور ہے چونکہ سب ضروریات کے فراہم کرنے والے اور سارے کاروبار کے کرنیوالے وہی دیوتا ہیں اسلئے جو لوگ بسبب پندار اپنے آپکو اونکا کرنیوالا مانتے ہیں وہ اونکی فاعلیت کے حق میں خیانت کرتے ہیں یعنی وہ سب افعال جنکا انسان اپنے تئیں فاعل مانتا ہے عالم میں بہت مجموعی اونہیں صفاتی قوتوں سے سرزد ہوتے ہیں ذات کبہی کسی فعل کی فاعل نہیں بنتی اگنی دیوتا سب جسموں میں موجود ہے اور تحصیل و تحلیل غذا کا سبب ہے جو انسان اپنی غذا کا مہیا کرنیوالا اور کہانیوالا اوسکے بجائے اپنے وجود کو قرار دیتا ہے وہ اوس دیوتا کی حق تلفی کرتا ہے۔

यज्ञशिष्टाशिनः संतो मुच्यंते सर्व किल्विषैः ॥
भुंजंते तेत्वघं पापा ये पंचन्त्यात्म कारणात् ॥१३॥

عارف آزاد رہتا ہے جاہل بوجہ پندار کے پابند افعال ہوتا ہے

(۱۳) جو شے ریاض سے اعلیٰ ہے اوسکے کہانے والے سب گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور جو خود غرض اپنے لئے پکاتے ہیں وہ گنہ کا مزا چکہتے ہیں

عارف افعال کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور علم ذات کو نوش جان کرتا ہے اسلئے وہ عذاب و ثواب سے بری رہتا ہے جاہل انانیت کا بندہ ہو کر سارے جسمانی فعلوں کا سبب اپنی ہستی موہوم کو قرار دیتا ہے اور اوسکے نتیجہ میں پابندی افعال کی سزا اوٹہاتا ہے۔

अन्नाद्भवंति भूतानि पर्जन्या दन्न संभवः ॥
यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्म समुद्भवः ॥१४॥
कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षर समुद्भवम् ॥

तस्मात्सर्व गतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ॥१५॥

انسان کی حیات کا دار و مدار قدرت کے چرخ پر ہے

(۱۴) انسانونکی حیات غلّہ سے ہے۔ غلّہ کا ہونا بارش پر منحصر ہے۔ بارش حرارت سے ہوتی ہے۔ حرارت فعل سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱۵) فعل کی پیدایش قدرت سے سمجھنی چاہئے اور قدرت کا ظہور بیزوال سے پس قدرت محیط ہو کر ہر وقت اپنا فعل کرتی رہتی ہے

انسان کی حیات نباتات پر منحصر ہے نباتات کی پیدایش بارش پر موقوف ہے بارش اوسیوقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی حرارت روئے زمین سے ابخرات کو بلندی پر لیجاتی ہے حرارت حرکت سے پیدا ہوتی ہے اور حرارت کی پیدایش قدرت سے ہے جسکو پرکرتی کہتے ہیں۔ پرکرتی مثل سایہ کے پورش کیساتھ ساتھ رہ کر مذکورہ بالا طریقے سے انسان کی زندگی کی نگہبانی کرتی ہے اوسی نے حرکت[۱] حرارت[۲] بارش[۳] اور غلہ[۴] کی صورت اختیار کی ہے یعنی اکاس[۱]۔ وایو[۲]۔ اگنی[۳]۔ جل[۴] اور پرتھوی[۵] اوسی کی مختلف شکلیں ہیں اور وہی ان پانچوں صورت میں کل عالم میں ہر لمحہ فعل کر رہی ہے جس کو براہم یگ کہتے ہیں (دیکھو یجروید کی مہاناراین اپنشد)

एवं प्रवर्तितं चक्रं नानु वर्तयतीह यः ॥
अघायु रिंद्रिया रामो मोघं पार्थ सजीवति ॥१६॥

جو کوئی چرخ قدرت کے معنی نہیں جانتا وہ جاہل ہے

(۱۶) قدرت کا چرخ اس طرح پر جاری ہے جو بشر اس دنیا میں اوسکے موافق نہیں چلتا اور عمر ضایع کرتا ہے اور حواس سے مغلوب ہوجاتا ہے اوس کی زندگی لاحاصل ہوتی ہے۔

جس انسان کو اپنی حیات میں اس چرخ قدرت کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی اوسے حیوان بشکل انسان کہنا بجا ہے اور اوسکا پیدا ہونا نہونے کے مساوی ہے۔

यस्त्वात्म रतिरेवस्या दात्म तृप्तश्च मानवः ॥
आत्मन्येव च संतुष्ट स्तस्य कार्यं न विद्यते ॥१७॥





عارف مشاہدہ باطنی کا علم و سرور کہتا ہے

(۱۷) جسکو اپنی ذات کا عشق ہے اور اپنی ذات پر قناعت ہے اور اپنی ذات میں لطف حاصل ہوتا ہے اوسے فعل سے سروکار نہیں ہوتا

عارف عشق حقیقی رکھتا ہے اور اوسکے دل میں ذات بحت کی ادراک کرنے پر کسی فانی شے کی طلب پیدا نہیں ہوتی صرف علم ذات کا سرور رہتا ہے۔ اوسکا افعال کے ساتھ دلی تعلق نہیں ہوتا کہ وہ جانتا ہے سب افعال قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات فعل و عمل سے برتر ہے۔

नैव तस्य कृतेनार्थो नाकृते नेह कश्चन ॥
न चास्य सर्व भूतेषु कश्चिदर्थ व्यपाश्रयः ॥१८॥

وہ فعلوں سے دلی تعلق نہیں رکھتا۔

(۱۸) اس دنیا میں اوسے نہ تو فعل کئے ہونے سے کچھ غرض ہوتی ہے اور نہ نکئے سے اوسکی جہاں بھر میں کسی شے کے ساتھ دلبستگی نہیں ہوتی

عارف جو کچھ کر چکتا ہے اور جو کچھ اوسے آئندہ کرنا ہوتا ہے دونوں سے بے تعلقی رکھتا ہے گو وہ سب کچھ کرتا ہے لیکن اوسے کسی فعل کے ساتھ نہ تو رغبت اور نہ نفرت ہوتی ہے وہ بیم و رجا ماضی و مستقبل کو واہمات سمجھتا ہے اور اونکا پابند نہیں ہوتا اور ذات کو فعل سے مبرا جانکر قدرت کا تماشہ دیکھتا ہے

तस्मादसक्तः सततं कार्यकर्म समाचर ॥
असक्तो ह्याचरन कर्म परमाप्नोति पूरुषः ॥१९॥

انسان کو بے تعلق ہو کر فعل کرنے چاہئیں

(۱۹) اسلئے تو لازمی فعلوں کو کر بے تعلق ہو کر بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے انسان ذات میں وصل ہو جاتا ہے

اسوقت کے رہنما دین نتیجہ سے بے تعلق ہو کر فعل کرنے کی یہ تدبیر بتاتے ہیں کہ جو نیکی کا کام کرو اوسے کرشن آرپن کر دو اوس کا ثمرہ دہ چند ملیگا تعجب کی بات ہے کہ وہ نیک افعال کو تو بامید افزایش نتیجہ کرشن آرپن کراتے ہیں مگر برے فعلوں کو اپنے معتقدوں کی گرہ میں بندھا رہنے دیتے ہیں مبادا کرشن آرپن کرنے سے وہ بھی دہ چندہ ہو جائیں اور اونہیں بھوگنے پڑیں سچ پوچھو تو کرشن آرپن میں نتیجہ سے نظر اوٹھا لینی چاہئے اور اپنے پندار

کے ترک کرنے کا سنکلپ کرنا چاہئے اس طرح جوکچھ بھلائی یا برائی انسان سے سرزد ہوتی ہے وہ سب کرشن آرپن ہو جاتی ہے۔

कर्मणैव हि संसिद्धि मास्थिता जनकादयः॥
लोक संग्रहमे वापि संपश्यन् कर्तुमर्हसि॥२०॥

افعال لازمی کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں

(۲۰) راجہ جنک وغیرہ کاروبار کرتے کرتے درجہ کمال پر پہونچے تھے پس عالم کی بہتری کو مد نظر رکھکر تجھے فعل کرنا لازم ہے دیوسوت منو۔ راجہ اکشواک۔ شری رامچندر جی۔ بشسٹ جی۔ دید ویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے راج رشی تعلقات دینوی کے برتنے پر بھی عارف کامل تھے اسوجہ سے کہ وہ تمام جسمانی اور روحانی فعلوں کے صدور کو تقاضائے قدرت سمجھتے تھے اور اپنی ذات کو ہمیشہ افعال سے مبرا و بے لوث جانتے تھے آج کل یہ عام خیال ہے کہ جبتک کوئی سر نہ منڈائے اور گوشہ گذینی اختیار نہ کرے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہوسکتا مگر یہ خیال سراسر غلط ہے۔ برخلاف اس کے معاش حاصل کرنے کیلئے نوکری یا کوئی پیشہ اختیار کرنا عارف کا فرض ہے۔ اپنی حیات میں دنیا کبھی کسی سے ترک نہوئی اور نہوگی جسم انسانی جو خود دنیا کا جزو ہے ہر جگہ ساتھہ رہتا ہے اور زبردستی فعل کراتا ہے البتہ جو بشر علم عرفان کے ذریعہ سے جسم کو ترک کردیتا ہے وہ بیشک تارک ہو جاتا ہے اس لئے کہ آتش عرفان جسم کی موجودگی میں جسم کو بالکل جلادیتی ہے یعنی عدم وجود اوسکا مساوی کردیتی ہے

رباعی

| | |
|---|---|
| مخصوص صفا بہ سر تراشیدن نیست | تسلیم ورضا بہ خرقہ پوشیدن نیست |
| رمزیست کہ از فیض میسر گردد | این دولت نایاب زکوشیدن نیست |

ترجمہ مولف

| | |
|---|---|
| مونڈ منڈائے نہو سنیاسی | کپڑے رنگے نہوے اوداسی |
| پرا روپ کی انبھو بانی | جو پاوے ہووے سکھہ باسی |



यद्यदाचरति श्रेष्ठ स्तत्तदेवे तरोजनः॥
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनु वर्तते॥२१॥

عارف کو لازمی افعال تقلید عوام کے واسطے کرنے واجب ہیں

(۲۱) جو فعل ایک معزز شخص کرتا ہے اوسیکو سب لوگ کرنے لگتے ہیں وہ جس امر کو جائز قرار دیتا ہے اوسیکو عام آدمی درست مانتے ہیں۔ بڑے آدمیوں کو واجب ہے کہ نیک افعال کے پابند ہوں تاکہ عوام بھی اون کی تقلید میں نیک افعال اختیار کریں ورنہ اون کی بری مثال کا قایم ہونا عام لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوا کرتا ہے

नमे पार्थाऽस्ति कर्त्तव्यं त्रिषु लोकेषु किंचन॥
नानवास मवासर्थं वर्त एवंच कर्मणि॥२२॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں برہم سروپ ہونے پر بھی افعال کو کرتا ہوں

(۲۲) اے ارجن گو مجھے نہ تو تینوں لوگ میں کچھہ کرنا ہے اور نہ کسی شے کا جو حاصل نہیں ہے حاصل کرنا ہے پھر بھی میں فعل کرتا ہوں۔ جبکہ کرشن بھگوان کو دنیا کے لازمی افعال سے مفر نہوا تو پھر اوروں کا دعویٰ ترک فعل کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اس منتر میں اونکی ذات مقدس کا بیان مجمل طور پر کیا گیا ہے۔

यदि ह्यहं न वर्तेयं जातु कर्मण्य तंद्रितः॥
मम वर्त्मानु वर्त्तते मनुष्याः पार्थ सर्वशः॥२३॥

تاکہ عوام میری تقلید کریں

(۲۳) اگر میں فعل ہوشیاری کیساتھہ نکروں تو اے ارجن سب لوگ میری تقلید کریں گے

افسوس ہے کہ اہل ہند ہوشیاری اور ہمت کو چھوڑ کر آرام طلبی اور کم ہمتی کے بندے ہوگئے ہیں اور اب تک اس ہدایت ربانی کی مخالفت کرتے جاتے ہیں۔

उत्सीदेयुरिमे लोका नकुर्यां कर्म चेदहम्॥
संकरस्य च कर्त्तास्या मुपहन्यामिमाः प्रजाः॥२४॥

جن عالم کار ہتا ہوں

(۲۴) جو میں فعل کرنا چھوڑ دوں تو عالم کے لوگ بدافعال ہو جائینگے اور میں اولاد ناجائز کی پیدائش کا باعث اور عالم کا گمراہ کنندہ قرار دیا جاؤں گا۔

بعض اعتراض کرتے ہیں کہ علم ویدانت بدافعالی سکھاتا ہے لیکن یہ خیال اونکا کم فہمی پر مبنی ہے اور اون کی عقل کی کم وسعتی ثابت کرتا ہی علمائے ویدانت سے ہرگز بدافعال سرزد نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ فعل کی حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نیک اعمالی۔ استقلال۔ ہمت اور چستی علم کا خاصہ ہیں اور بدافعالی تلون مزاجی بزدلی اور کاہلی جہل کا ثمرہ

सक्ताः कर्मण्य् विद्वांसो यथा कुर्वंति भारत ॥
कुर्याद्विद्वांस्तथाऽसक्त श्चिकीर्षुर्लोकसंग्रहम् ॥२५॥

عارف افعال سے بے تعلق رہتا ہے جاہل فعل کے ساتھ دلی تعلق رکھتا ہی

(۲۵) جن فعلوں کو جاہل دلی تعلق کیساتھ کرتے ہیں عارف عالم کی بہتری مدنظر رکھنے والا اونکو بے تعلقی سے کرتا ہے۔

عارف اور جاہل دونوں فعل کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہی کہ عارف جو فعل کرتا ہے اوس میں عوام کی بہبودی کو مدنظر رکھتا ہے اور اوس کا مصدر قدرت کو جان کر آپ آزاد رہتا ہے۔ جاہل اپنے آپ کو فاعل قرار دیتا ہے اور پابند افعال ہو جاتا ہے۔

नबुद्धि भेदं जनयेद् ज्ञानां कर्मसंगिनाम् ॥
जोषयेत्सर्व कर्माणि विद्वान्युक्तः समाचरन् ॥२६॥

عارف کو واجب ہے کہ وہ عوام کو فعل لازمی سے باز نہیں رکھے۔

(۲۶) کم سمجھ لوگوں کو۔ جو افعال کے پابند ہوں دور اندیش عارف گمراہ نہ کرے بلکہ اونہیں سب فعلوں کے کرنے کی ہدایت کرے تا وقتیکہ طالب میں علم ذات کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا نہو عارف کو لازم ہے کہ وہ اوسکی توجہ افعال کیطرف سے نہ ہٹائے اور اوسکو اخلاق اور نیک افعالی سیکھنے کی ہدایت کرتا رہے برخلاف اسکے فی زمانہ دنیا پرست فقرا چھوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں کو سر منڈوا کے اور گیروے کپڑے پہنا کر اپنا چیلا بنا لیتے ہیں اور اس امر کا خیال نہیں کرتے کہ اون لڑکوں نے حواس سے



لازمی فرائض ادا نہیں کئے ہیں اور وہ تحصیل علم سے فارغ ہو کر علم ذات کے سبق لینے کی قابل نہیں ہوئے ہیں دراصل ترک افعال اختیاری بات نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ ذات کے علم وسرور کا خاصہ ہے یعنی جسوقت انسان کو حق وباطل کے فرق کا تمیز ہوتا ہے وہ کُل فعلوں کا مصدر صفات کو جانتا ہے اور ذات کو اون سے بالکل بے تعلق سمجھتا ہے

प्रकृतेः क्रियमाणानि गुणे कर्माणि सर्वशः ॥
अहंकार विमूढात्मा कर्ताहमिति मन्यते ॥२७॥

فعل کا مصدر قدرت ہی

(۲۷) قدرت کے خواص سے سب فعل صادر ہوتے ہیں جاہل بسبب پندار اپنے آپکو (اونکا) فاعل مانتا ہے۔

حقیقت میں سب فعل قدرت سے صادر ہوتے ہیں جاہل پندار کی غفلت میں گرفتار ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو اون کا فاعل خیال کرتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اے بے خبر از خود ہنرے پیدا کن<br>ایں بار خودی کہ سخت بر پشت تو شد | از خانۂ بود خود درے پیدا کن<br>بگذار ز پشت یا خرے پیدا کن |

तत्वविन्तु महाबाहो गुणकर्म विभागयो ॥
गुणा गुणेषु वर्त्तंते इति मत्वा न सज्जते ॥२८॥

عارف فعل کو قدرت سے منسوب کرتا ہے اور ذات کو فعل سے برتر جانتا ہے

(۲۸) عارف صفت اور فعل سے ذات کو مبرّا سمجھتا ہے اور محسوسات کے ساتھ صرف حواس کے تعلق کا ہونا مانتا ہے اس لئے وہ آزاد رہتا ہے۔

جو شخص سانکھہ ودیا یعنی علم حقیقت سے واقفیت حاصل کر لیتا ہی وہ سمجھ جاتا ہی کہ انسان کے تمام حواس کی اور نیز اون محسوسات کی جنکو وہ ادراک کرتے ہیں صفات سے پیدائش ہے اور اون کے باہمی تعلق کا باعث بھی وہی ہے ذات پاک دونوں سے برتر اور منزہ ہے۔

प्रकृतेर्गुण संमूढाः सज्जंते गुण कर्मसु ॥
तानकृत्स्न विदो मंदान् कृत्स्न विन्न विचालयेत् ॥२९॥

جاہل اپنی ذات کو پابندافعال سمجھتا ہے

(۲۹) کوتاہ عقل اور کُند ذہن انسان اپنی خاصہ طبعیٔ کے غالب ہونے کی وجہ سے صفت اور فعل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ دُور اندیش عارف اونہیں اپنے راستہ سے نہ ہٹاوے۔

جاہل ذات وصفات میں تمیز نہیں کرسکتے اسلئے وہ صفات سے پیدا ہوئے فعلوں کو ذات سے منسوب کرتے ہیں اور غلط فہمی کیوجہ سے ذات پر اونکا اثر مانتے ہیں دراصل ست رج اور تم پرکرتی کی تین صفتیں ہیں جنسے کلُ افعال پیدا ہوتے ہیں اگر عارف یہہ دریافت کرلے کہ وہ اس امرواقعی کو نہیں سمجھہ سکتے تو اوسے واجب ہے کہ وہ اونکو اونہیں کے عقیدہ پر رہنے دسے اور اونکو نیک افعالی کی ہدایت کرے۔

मयिसर्वाणि कर्माणि संन्यस्याध्यात्म-चेतसा ॥
निराशी निर्ममो भूत्वा युद्ध्यस्व विगतज्वरः ॥३०॥

بے پندار اور بے تعلق ہوکر فعل کرنے چاہئیں

(۳۰) تو اپنے سب فعلوں کو مجھہ پر چھوڑ کر مشاہدہ باطنی میں مشغول ہو کر اور افعال کے نتیجہ کی اُمید اور اونکی فاعلیت کے پندار کو ترک کرکے بے باکانہ جنگ کر۔

علم ذات کے استغراق میں صفاتی افعال محو ہو جاتے ہیں اور تعلق اور خواہش وغیرہ پیدا نہیں ہوتے اس ادھیاکے ۱۹ منتر میں بے تعلقی سے فعل کرنے کی ہدایت ہو چکی ہے اور ۲۷ منتر میں فعل کا صدور صفات سے دکھادیا گیاہے اس منتر میں طالب کو بے پندار رہو کر فعل کرنے کی ہدایت کیگئی ہے۔

ये मे मतमिदं नित्य मनुतिष्ठंति मानवाः ॥
श्रद्धावंतो ऽनसूयंतो मुच्यंते तेपि कर्मभिः ॥३१॥



اس ہدایت پر کاربند ہونے سے مخلصی ملتی ہے

(۳۱) جو اہل ارادت اور بے تعصب انسان میرے اس اصول پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں وہ فعل سے مخلصی پاتے ہیں۔

فعلوں کا مصدر قدرت کو سمجھکر اونکے نتیجہ کی امید نہ رکھنا فعلوں سے بریت کی صورت ہے

ये त्वेतदभ्यसूयंतो नानुतिष्ठंति मे मतम् ॥
सर्वज्ञान विमूढांस्तान्विद्धि नष्टान चेतसः ॥३२॥

جاہل علم حقیقت سے بے نصیب رہتے ہیں

(۳۲) جو تعصب سے میرے اس اصول پر کاربند نہیں ہوتے تو سمجھہ لے کہ وہ بدبخت اور کم عقل لوگ علم کلُیت سے بے بہرہ رہجاتے ہیں

وہ لوگ جہل مرکب میں گرفتار ہیں جو اس ادھیا کے تیسویں منتر کی ہدایت پر کاربند نہیں ہوتے

सदृशं चेष्टते स्वस्याः प्रकृते र्ज्ञानवानपि ॥
प्रकृतिं यांति भूतानि निग्रहः किंकरिष्यति ॥३३॥

عارف اور جاہل دونوں خاصہ طبیعت سے مجبور ہیں

(۳۳) عارف بھی اپنے خاصہ طبعیٔ کے موافق فعل کرنے پر مجبور ہے انسان اپنی خاصہ طبیعی کی طرف رجوع کرتے ہیں روکنے سے کیا ہوسکتا ہے۔

خاصہ طبعی سے نہ صرف جاہل بلکہ عارف بھی مجبور ہے کیونکہ اوسے بھی اپنی زندگی میں فرایض اداکرنے پڑتے ہیں الغرض کسی فرد بشر کو خاصہ طبعی سے مفر نہیں ملتا۔

इंद्रियस्येंद्रि यस्यार्थे रागद्वेषौ व्यवस्थितौ ॥
तयोर्न वशमागच्छेत्तौ यस्य परि पंथिनौ ॥३४॥

عارف رغبت اور نفرت کو چھوڑ کر فعل کرتا ہے

(۳۴) حواس محسوسات کے ساتھہ شوق اور نفرت رکھتے ہیں عارف اون دونوں کے قابو میں نہ آوے کہ وہ اسکے رہزن ہیں

عارف کو واجب ہے کہ وہ اپنے فرایض کو شوق اور نفرت کے بغیر اداکرتا رہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | ہر این ننگ و پائے نام بشکن | | گذر از دانہ وایں دام بشکن | |

| | |
|---|---|
| نئی واقف ازیں دزدان باطن | بہ نزد جان تو ہستند ساکن |
| بہ پیشت ہمچو یار اندر در آیند | متاع خاص تو ہر دم ربایند |
| تو غافل از متاع خانہ خود | ندانی خویش یا بیگانہ خود |

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ॥

स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ॥३५॥

اپنے اور اوروں کے فرایض کا لحاظ رکھنا ہے

(۳۵) اپنے فرایض کا کسی حد تک ادا کرنا اوروں کے فرایض کے پورے طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے جان دینا نیک انجام رکھتا ہے اوروں کے فرایض کا اختیار کرنا باعث خوف ہوتا ہے۔

شوق اور نفرت سے کنارہ کرنے کے علاوہ عارف کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اوروں کے فرایض کو ہرگز اختیار نہ کرے اور اپنے ہی فرایض کو ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہے اس لئے کہ جو کام اپنی ذات سے تعلق نہیں رکھتا وہ کیسی ہی عمدگی سے تکمیل پاوے نیک نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔

अर्जुन उवाच- अथ केन प्रयुक्तोऽयं पापं चरति पूरुषः ॥

अनिच्छन्नपि वार्ष्णेय बलादिव नियोजितः ॥३६॥

دیدہ و دانستہ انسان مرتکب گناہ کیوں ہوتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا (۳۶) اے کرشن پھر کس کی تحریک سے انسان اپنی مرضی کے خلاف گناہ کا مرتکب ہوتا ہے گویا وہ اوس سے جبراً کرایا جاتا ہے۔

اوپر تینتیسویں ۳۳ منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر ایک انسان اپنی خاصہ طبعی کے موافق فعل کرتا ہے اب ارجن سوال کرتا ہے کہ خلاف مرضی فعل سرزد ہونیکا باعث کیا ہے۔

श्रीभगवानुवाच- काम एष क्रोध एष रजोगुणसमुद्भवः ॥



महाशनो महापाप्मा विद्ध्येनमिह वैरिणम् ॥३७॥

رجوگن سے خواہش پیدا ہو کر مصدر گناہ ہوتی ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔ (۳۷) اس کا سبب خواہش ہے یا غضب ہے جو رجوگن سے پیدا ہوتا ہے اور بہت کھانیوالا اور بڑا موذی ہے اوسکو دشمن سمجھ۔

دوسری ادھیا کا ۶۲ و ۶۳ منتر میں خواہش اور غضب کی تصریح ہو چکی ہے رجوگن یعنی صفات کے ساتھ تعلق ہونے سے خواہش پیدا ہوتی ہے یہی خواہش غضب کی صورت اختیار کرتی ہے غضب سے سہو غفلت اور انجام کار تیرگی عقل یعنی تموگن کے پیدا ہونے پر عارف علم ذات کے ثمر سے محروم ہو جاتا ہے صفت شیطانی کی پیدایش کا رجوگن سرچشمہ ہے اوس کے بند کرنے یعنی بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے خواہش و غضب کا سلسلہ مسدود ہو جاتا ہے رجوگن قلب کی حرکت ابتدائی ہے اور اوس کے تسلسل میں تموگن پیدا ہوتا ہے۔

धूमेनाव्रियते वह्निर्यथादर्शो मलेन च ॥

यथोल्बेनावृतो गर्भस्तथा तेनेदमावृतम् ॥३८॥

خواہش اور غفلت سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے

(۳۸) جیسے دھواں آگ کو چھپا لیتا ہے اور میل آئینہ کو اور جھلی بچہ کو ویسے ہی وہ اس علم ذات کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔

आवृतं ज्ञानमेतेन ज्ञानिनो नित्यवैरिणा ॥

कामरूपेण कौन्तेय दुष्पूरेणानलेन च ॥३९॥

خواہش عارف کی دشمن ہے

(۳۹) عارف کا یہ ازلی دشمن جو خواہش کی صورت رکھتا ہے اور آگ کی مانند کبھی سیر نہیں ہوتا علم ذات کو محجوب کر دیتا ہے۔

خواہش لذات اور علم معرفت میں ایک قدرتی مخالفت ہے یعنی جبکا دل خواہشات میں پھنستا ہے اوسے علم ذات حاصل ہونا دشوار ہو جاتا ہے خواہش کا سیر ہونا کبھی ممکن نہیں کہ جسقدر وہ پوری ہوتی جاتی ہے اوسیقدر وہ بڑھتی ہے آگ لکڑی کے ڈالنے سے بجھتی نہیں بلکہ زیادہ بھڑکتی ہے۔

| | |
|---|---|
| آنکہ شیران راکند روبہ مزاج | احتیاج است احتیاج است احتیاج |

**इंद्रियाणि मनोबुद्धि रस्याऽधिष्ठानमुच्यते ॥**
**एतैर्विमोहयत्येष ज्ञान मा वृत्य देहिनम् ॥४०॥**

خواہش کامقام حواس دل اور عقل ہیں -

(۴۰) حواس دل اور عقل اوسکا مسکن بتائے گئے ہیں جنکے ذریعہ سے وہ علم کو مجوب کرکے انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے خواہش رجوگن سے پیدا ہوکر حواس دل اور عقل میں مقیم رہتی ہے اور اپنے زور سے اونکو علم ذات پر غالب کرکے انسان کو جہل میں گرفتار کرتی ہے- جان کو اوس خواہش کا مقام نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمیشہ پاک اور بے لوث ہے۔

**तस्मात्त्वमिंद्रियाण्यादौ नियम्य भरतर्षभ ॥**
**पाप्मानं प्रजहि ह्येनं ज्ञान विज्ञाननाशनम् ॥४१॥**

عارف کو چاہئے کہ خواہش کو پیدا ہونے دے

(۴۱) پس اے ارجن تو شروع سے حواس کو قابو میں کر کے علم و سرور کے غارت کرنیوالے اس موذی کو ہلاک کر جب حواس کے فعل محسوسات کیطرف دلی تعلق کے ساتھ ہوتے ہیں اوس وقت خواہش کا آغاز ہوتا ہے بعد ازاں وہ خواہش حواس وغیرہ میں دخل کرکے جہل کو پیدا کرتی ہے اگر شروع ہی سے اوسکو روکا نہ جاوے تو پھر مثل بیماری کے اوس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے

**इंद्रियाणि पराण्याहु रिंद्रियेभ्यः परंमनः ॥**
**मनसस्तु पराबुद्धिर्यो बुद्धेः परतस्तु सः ॥४२॥**

حواس دل اور عقل سے ذات برتر ہے

(۴۲) (جسم کثیف) سے حواس سے برتر مانے گئے ہیں حواس سے برتر دل ہے دل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر وہ ہے- حواس دل اور عقل میں مقامی فاصلہ نہیں ہے بلکہ تفہیمی ہے یعنی فہم سے انکے مدارج تمیز ہوتے ہیں مادی اجسام قوت حس نہیں رکھتے پس محسوسات کہلاتے ہیں حواس اونکو ادراک کرتے



ہیں اس لئے اون سے افضل ہیں دل کی غیر حاضری میں حواس محسوسات کا ادراک نہیں کرسکتے یعنی جسوقت انسان کا دل حاضر نہیں ہوتا اُسوقت اوسکے سامنے سے چاہے کوئی شے گذر جائے اوس کا علم نہیں ہوتا اس لئے حواس دل کے محتاج ہیں اور دلکو اون پر فضیلت ہے حواس اور دل دونوں عقل کی معلومات کے احاطہ میں ہیں لہذا عقل اون پر فضیلت رکھتی ہے عقل نے ہی محسوسات حواس اور دل کی بابت تحقیقات کی ہے اور تمام علوم معقولات پر مبنی ہیں تاہم یہ عقل صرف محدود شے کو تمیز کرسکتی ہے ذات غیر محدود ہے اس لئے اوس کے ادراک سے باہر ہے جو لوگ ذات کو معقولات میں محدود کرتے ہیں ایک مفروض ذہنی بناتے ہیں کیونکہ عقل محدود ذات کا حجاب ہے البتہ عقل سلیم کے وسیلہ سے ذات کا جلوہ انسان اپنے اندر مشاہدہ کرسکتا ہے جس کو انہو شکتی یعنی علم اشراق کہتے ہیں-

چرنداس کا قول ہے

| | |
|---|---|
| اندری سے من پرے ہے تاکہ پری ہے بدہٗ | انہو واکے پری ہے کچھو ایک پا وے بدہٗ |

**एवं बुद्धेः परं बुद्ध्वा संस्तभ्यात्मा नमात्मना ॥**
**जहि शत्रुं महा बाहो कामरूपं दुरासदम् ॥४३॥**

علم ذات کی مدد سے خواہش کا مغلوب کرنا انسان کا فرض ہے

(۴۳) اے ارجن جو اس طور پر عقل سے برتر بیان کیا گیا ہے اوس کو جانکر اور دل کو اپنے قابو میں کرکے تو اس زبردست دشمن کو جو خواہش کی صورت رکھتا ہے ہلاک کر-

ذات پاک چھوٹے سے چھوٹے ذرے اور بڑے سے بڑے عالم میں موجود ہے اور وہ اندریوں سے اور من اور بدھی سے برتر ہے پس دانش کو اوس میں دخل نہیں صرف حالت کیف میں اوس کے جمال کا مشاہدہ ہوسکتا ہے انسان علم ذات میں مسرور رہ کر اور حواس کے افعال سے بے تعلقی اختیار کرکے خواہش کو پیدا ہونے دے خواہش کا مخزن خیال ہے اور خیال کے روکنے سے خواہش کا سلسلہ رک جاتا ہے-

इतिश्रीभगवद्गीतासूपनिषत्सुब्रह्मविद्यायांयोगशास्त्रे
श्रीकृष्णार्जुनसंवादे कर्मयोगोनामतृतीयोऽध्यायः३

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے علمی
طریقہ کے بارہ میں شری کرشن اور ارجنؐ
کی تقریر کی تیسری ادھیا
کرم یوگ نام ختم
ہوئی

## تیسری ادھیا کا خلاصہ

(۱) افعال لازمی ہیں اور کسی کو ادن سے نجات نہیں ملتی یعنی جب تک انسان قید حیات میں ہے فعل کرنے پر مجبور رہے۔

(۲) افعال کا مبدا قدرت ہے جس کو پرکرتی کہتے ہیں یعنی سب فعل قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور قدرت ہی کی حرکت سے کل عالم متحرک ہے ذات پاک اور بے لوث ہے۔

(۳) دلی تعلق اور انانیت کو ترک کر کے فعلوں کا کرنا اون سے بریت حاصل کرنے کا طریقہ ہے یعنی حواس کو شوق و نفرت کے مطیع نہونے دینے اور اون کے فعلوں کا باعث قدرت کو جاننے سے افعال کی پابندی چھوٹ جاتی ہے۔



# چوتھی ادھیا کرم سیناس یوگ

## श्रीभगवानुवाच

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ॥
विवस्वान्मनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवेऽब्रवीत् ॥१॥

### شری بھگوان نے فرمایا

دیوسوت۔ منو اور اکشواک علم ذات رکھتے تھے

(۱) میں نے یہ لازوال علم معرفت دیوسوت کو بتایا۔ دیوسوت نے منو کو منو نے اکشواک کو

علم ذات راجہ دیوسوت کے بعد منو کو اور منو کے بعد راجہ اکشواک سری رامچندر جی کے دادا کو حاصل ہوا تھا موحد کے لئے ضمیر کلام بالکل صاف ہے وہ جانتا ہے کہ آتما ہمیشہ بدستور ہے اور سب میں محیط ہے جب انسان کا بطون کثافت جہل سے صاف ہو جاتا ہے اوسوقت اوسمیں علم ذات کا اشراق ہونے سے دوئی کا حجاب اوٹھ جاتا ہے چنانچہ مذکورہ بالا اشخاص میں اوس علم نے وقتاً فوقتاً اشراق پایا تھا اس ادھیا کے چھٹے منتر میں اس منتر کا مطلب ظاہر کیا جائے گا۔

एवंपरंपराप्राप्त मिमं राजर्षयो विदुः ॥
स कालेनेह महता योगो नष्टः परंतप ॥२॥

انکے بعد جو عارف ہوئے وہ بھی وہی علم ذات رکھتے تھے اب وہ پوشیدہ ہو گیا ہے

(۲) اے ارجن جو علم اسطرح پر زمانہ قدیم سے چلا آیا تھا اوسکو راج رشی جانتے تھے وہ علم اب زمانہ دراز سے محجوب ہو گیا ہے

راج رشی وہ لوگ تھے جو باوجود اپنی ریاست کا کاروبار کرنے کے مرتاض اور اس علم سے واقف تھے کرشن بھگوان کے زمانہ سے پیشتر علم ذات اون راج رشیوں میں باقی نہیں رہا تھا اس لئے اونہوں نے پھر اوسکا اعلان کیا۔

स एवाऽयं मयाते ऽद्य योगः प्रोक्तः पुरातनः ॥
भक्तोसि मे सखाचेति रहस्यं ह्येतदुत्तमम् ॥३॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں اوسی قدیم علم ذات کو پھر آشکارا کرتا ہوں -

(۳) وہی قدیم علم میں تجھے اب بتاتا ہوں تو میرا معتقد اور رفیق ہے اور یہ عالی اسرار ہیں

علم ذات ایک ہے اور وہ کبھی ضایع نہیں ہوتا پس کرشن بھگوان نے اونہیں رموز کو جو عارفان گزشتہ کے سینہ میں تھے از سر نو ظاہر کیا۔

## अर्जुन उवाच

अपरं भवतो जन्म परं जन्म विवस्वतः ॥
कथमेतद्विजानीयां त्वमादौ प्रोक्तवानिति ॥४॥

### ارجنؔ نے سوال کیا

ارجن کہتا ہے کہ آپ دیوسوت کے بعد پیدا ہوئے آپ کا بیان عقل سے ثابت نہیں ہوتا

(۴) آپ بعد میں پیدا ہوئے اور دیوسوت پیشتر پیدا ہوا میں کیونکر جانوں کہ ابتدا میں آپنے وہ علم بتایا تھا۔

ارجن کی نظر کرشن جی کے جسم پر گئی ہے کرشن کے جسم کی ولادت بیشک دیوسوت کے بعد ہوئی کرشن کی ذات نامتناہی ہر وقت ہر انسان میں موجود ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آیندہ پیدا ہوگی اسی سے علم ذات دیوسوت وغیرہ عارفون کے بطنوں میں آشکارا ہوا کرتا ہے

## श्रीभगवानुवाच

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन ॥
तान्यहं वेद सर्वाणि नत्वं वेत्य परंतप ॥५॥

### شری بھگوان نے جواب دیا

کرشن بھگوان سمجھاتے ہیں کہ میری ذات قدیم اور محیط ہے پس وہ کل مخلوقات کی جان ہے

(۵) اے ارجنؔ میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے اون سب کو میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا۔

لفظ میرے اور تیرے سے کم فہم شری کرشن اور ارجنؔ کو جدا سمجھکر یہ خیال کرسکتے ہیں کہ کرشن جی اور ارجنؔ نے زمانہ سابق میں جنم لئے ہوں گے مگر مراد کلام یہ نہیں ہے صاف مطلب یہ ہے کہ آتما ... ایک ... اور



وہ میرے اور تیرے جسم کا مادہ حیات ہے اُس نے بیشمار جنم لئے ہیں دیوسوت ۔ منو اور اکشواکو میں وہی تھی اور مجھ میں اور تجھ میں اور سب میں وہی ہے میں چونکہ صاحب علم توحید عرفاں ہوں اوس آتما کو اپنے اندر اور سب میں محیط دیکھتا ہوں تو پندار خودی رکھتا ہے اسلئے آتما کو اپنی حقیقت نہیں جانتا۔

### رُباعی

| | | |
|---|---|---|
| گر بپرسندم زحالِ زندگی | نہ صدو ہفتاد قالب دیدہ ام | |
| وربگویم شرح حالِ خویش را | ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام | |

अजोऽपि सन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरोऽपि सन् ॥
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय संभवाम्यात्ममायया ॥६॥

جان کبھی پیدا نہیں ہوتی اجسام میں ظاہر ہونا اوسکا کرشمہ ہے

(۶) گو میں پیدائش اور فنا سے برتر ہوں اور مخلوقات کا مالک ہوں تاہم میں اپنی قدرت میں دخل کرکے اپنے کرشمہ سے ظاہر ہو جاتا ہوں

یہ کرشن کی حقیقت ہے جسے ارجن نہیں جانتا تھا پورش لازوال ہے اور کل شے میں محیط ہے وہ کبھی پیدا اور فنا نہیں ہوتا اجسام پرکرتی یعنی قدرت سے پیدا ہو کر فنا ہو جاتے ہیں۔ اجسام کے پیدا ہونے اور فنا ہونے سے پورش میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا جب انسان پورش یعنی ذات کے علم سے ناواقف ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلیت کو بھول جاتے ہیں اوسوقت کوئی وجود مثل کرشن کے پیدا ہو کر جہل کی تاریکی رفع کرتا ہے اگرچہ ذات کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے اور جاہل کا اوس کو اپنی ہستی تسلیم نکرنا اوس میں کوئی فرق نہیں لاتا تاہم وہ جہل رفع کرنے کے واسطے اپنے علم کو انسان پر آشکارا کرتی رہتی ہے۔

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ॥
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदाऽऽत्मानं सृजाम्यहम् ॥७॥

جب جہل اور بد افعالی عالم میں بڑھجاتی ہے

(۷) اے ارجن جب کبھی نیکی گھٹ جاتی ہے اور برائی غلبہ پاتی ہے۔ اُسوقت میں وجود اختیار کرتا ہوں۔

جب انقلاب زمانہ سے جہل انسانوں میں بڑھجاتا ہے اوسوقت کوئی نادر وجود پیدا ہو کر علم اشراق کو ظاہر کرتا ہے اور اوتار کہلاتا ہے۔

परित्राणाय साधूनां विनाशायच दुष्कृताम्॥

धर्मसंस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे॥८॥

تب نیکی کی بنیاد مضبوط کرنیکی واسطے علم ذات ظاہر ہوتا ہے

(۸) میں نیک آدمیوں کی حفاظت کرنے اور بدکرداروں کو غارت کرنیکے واسطے اور نیکی قایم رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا ہوں۔

जन्म कर्मच मे दिव्य मेवं योवेत्ति तत्वकः॥

त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सोऽर्जुन॥९॥

جسم اور جان کی اس حقیقت کا جاننے والا ذات میں وصل ہوتا ہے

(۹) اے ارجن جو میری حیرت انگیز پیدایش اور افعال کی حقیقت سمجھتا ہے وہ جسم کو ترک کرکے جسمانی قید میں نہیں آتا مجھ میں وصل ہوجاتا ہے

ذات کا جسم میں ظہور کرنا ایک نادر کرشمہ ہے یعنی اوسکا باوجود افعال جسمانی سے بے تعلق ہونیکے متحرک جسم نظر آنا عجیب طلسم ہے جو اس کی حقیقت کو علم معرفت کے وسیلہ سے دریافت کرلیتا ہے وہ بحالت زندگی اپنی ذات کو جسم سے علیحدہ دیکھتا ہے زاں بعد وہ جسمانی افعال کا پابند نہیں رہتا اور ہستی بحت پاتا ہے۔

वीतराग भय क्रोधा मन्मया मामुपाश्रिताः॥

बहवो ज्ञान तपसा पूता मद्भावमागताः॥१०॥

چنانچہ ترک بیم ورجا اور علم معرفت سے بہت انسان ذات بحت میں وصل ہوچکے ہیں

(۱۰) بیم ورجا اور غضب سے بری ہوکر میرا تصور کرکے اور میری پناہ میں آکے اور ریاض معرفت سے پاک ہوکر بہت لوگوں نے میری ہستی بحت پائی ہے۔

جب تک انسان بیم ورجا سے آزادی نہ پاوے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہوسکتا چنانچہ عارفان متقدمیں بیم ورجا کو ترک کرکے اور پیدایش اور افعال کی حقیقت جانکر ذات میں وصل ہوئے ہیں

ये यथा मां मपद्यंते तांस्तथैव भजाम्यहम्॥

मम वर्त्मानु वर्त्तन्ते मनुष्याः पार्थ सर्वशः॥११॥



ذات پاک ہر ایک عقیدہ کے مطابق معبود فرض کیجاتی ہے

(۱۱) جو لوگ میرے جسطرح پر طالب ہوتے ہیں اونکو میں ویسا ہی نتیجہ دیتا ہوں اے ارجن سب لوگ میرے ہی راستہ پر چلتے ہیں۔

رباعی

ہرآں چیزیکہ مقصودِ تو آمد — ہماں مولا و معبودِ تو آمد
ہرآں چیزیکہ دایم دردل تست — ہماں ہشدار آخر حاصل تست

ذات واحد کل اجسام میں جلوہ گر ہے مختلف اشخاص اور فرقے اوسکی نسبت مختلف عقیدے رکھتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا فرضی وجود اوس کے عقیدے کے بموجب ہوا کرتا ہے۔

رباعی

گرگل گذرد بخاطرت گل باشی — ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل است گر روزی چند — اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

ہر انسان کی کچھ نہ کچھ تسلیم ہونی لازمی ہے اور کل انسان کا منزل مقصود وہی ہے۔

ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار و چہ مست — ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

कांक्षंतः कर्मणां सिद्धिं यजंत इह देवताः॥

क्षिप्रं हि मानुषे लोके सिद्धिर्भवति कर्मजा॥१२॥

طلبگار دنیا صفات پرست ہوتے ہیں

(۱۲) نتیجہ افعال کے چاہنے والے اس جہان میں دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ دنیا میں فعل کا نتیجہ جلد حاصل ہوتا ہے۔

پرستار صفات ادراک ذات سے محروم رہتے ہیں گو وہ دنیوی مطالب میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

चातुर्वर्ण्यं मया सृष्टं गुण कर्म विभागशः॥

तस्य कर्तार मपि मां विद्ध्य कर्त्तार मव्ययम्॥१३॥

انسانوں میں صرف صفات اور فعل کا فرق ہے ذات سب میں یکساں موجود ہے

(۱۳) صفت اور فعل کی تقسیم سے میں نے چار ورن پیدا کئے گو میں اونکا خالق ہوں مجھے فاعلیت سے برتر اور لازوال جان

دنیا میں انسان چار قسم کے ہیں۔ بعض میں علمی قوت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سب کے علم معاش و معاد میں رہنما بنتے ہیں اور قابل تعظیم خیال کئے جاتے ہیں۔ بعض ہمت مردانگی اور اعلیٰ درجہ کی

جسمانی طاقت رکھتے ہیں اور سپہ گری اور حفاظت مُلک کرتے ہیں بعض کو تجارت اور مال و دولت کے انتظام کا مادہ حاصل ہوتا ہے جن کی وجہ سے کاروبار دنیوی بخوبی انجام پاتے ہیں جو لوگ ان تینوں صفتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اوروں کی خدمت گذاری کرکے بسر اوقات کرتے ہیں۔ کل اجسام میں آتما یعنی ذات پاک محیط ہے اور باوجود اُنکے محرک معلوم ہونے کے صفت اور فعل سے برتر ہے اجسام صفت اور فعل کے تقسیم سے گوناگون اشکال رکھتے ہیں اور پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں

**न मां कर्माणि लिम्पंति न मे कर्म फले स्पृहा ॥**
**इति मां योऽभिजानाति कर्मभिर्न स बध्यते ॥१४॥**

ذات فعل اور اوس کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے

(۱۴) نہ تو میں افعال میں آلودہ ہوتا ہوں اور نہ فعل کے نتیجہ کی خواہش رکھتا ہوں جو مجھکو ایسا جان لیتا ہے وہ فعل کا پابند نہیں ہوتا۔

آتما ساری مخلوقات میں موجود ہوکر افعال کے ظہور میں آنیکا باعث ہوتی ہے تاہم وہ افعال اور اُن کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے جو انسان اپنی ذات کو فعل سے برتر جان لیتا ہے وہ فعل کی پابندی میں نہیں آسکتا

**एवं ज्ञात्वा कृतं कर्म पूर्वैरपि मुमुक्षुभिः ॥**
**कुरु कर्मैव तस्मात्त्वं पूर्वैः पूर्वतरं कृतम् ॥१५॥**

عارفان گذشتہ نے یہ اصول تسلیم کرکے فعل کئے تھے تجھے اون کی تقلید لازم ہے۔

(۱۵) اسی عقیدے کے ساتھ زمانہ سابق کے طالبان نجات نے فعل کئے تھے تو بھی وہ فعل کر جو کہ متقدمین پیشتر کر چکے ہیں۔

عارفوں نے زمانہ گذشتہ میں یہ خیال رکھکر کہ ذات فعل سے برتر ہے فعل کئے تھے چونکہ یہ اون کا طریقہ درست تھا تجھکو اوسکی پیروی لازم ہے۔

**किं कर्म किमकर्मेति कवयोऽप्यत्र मोहिताः ॥**
**तत्ते कर्म प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ॥१६॥**

فعل کی پابندی اور فعل سے بریت میں بہت باریک فرق ہے

(۱۶) فعل کی کیا تعریف ہے اور فعل سے بریت کسکو کہتے ہیں دانشمند بھی



اس امر میں حیران ہیں میں تجھے وہ فعل بتاتا ہوں جسکی حقیقت سمجھکر تو شکوک سے بری ہو جائیگا۔ آزادی و پابندی افعال میں تمیز کرتے ہوئے دانشمندوں کی عقل بھی چکراتی ہے کیونکہ یہ رمز بہت دقیق ہے اس کی تشریح آگے اٹھارہویں منتر میں دیکھو۔

**कर्मणो ह्यपि बोद्धव्यं बोद्धव्यंच विकर्मणः ॥**
**अकर्मणश्च बोद्धव्यं गहना कर्मणो गतिः ॥१७॥**

امر و نہی دو قسم کے فعل ہیں اور فعل سے بری ہونیکا مقام اعلیٰ ہے

(۱۷) نیک افعال بد افعال اور ترک افعال میں تمیز کرنا واجب ہے ترک افعال کی ماہیت کا دریافت کرنا مشکل امر ہے۔

افعال نیک و بد دو قسم کے ہوتے ہیں جن کا فرق سمجھنا آسان ہے ذات مصدر فعل نہیں ہے اوسکی تمیز کے واسطے علم عرفان درکار ہے۔

**कर्मण्यकर्म यः पश्येदकर्मणि च कर्म यः ॥**
**स बुद्धिमान्मनुष्येषु स युक्तः कृत्स्नकर्मकृत् ॥१८॥**

جو ذات میں صفات اور صفات میں ذات کو دیکھتا ہے وہ فعل سے بری اور عارف ہے

(۱۸) جو بشر افعال میں ترک افعال کا ہونا اور ترک افعال میں افعال کا ہونا مشاہدہ کرتا ہے وہ عارف اور واصل ہے چاہے تمام افعال اوس سے سرزد ہوتے ہوں۔

نتیجہ کی امید رکھکر خواہش کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ فعل کہلاتا ہے۔ بلا امید نتیجہ اور بےخواہش جو کچھ سرزد ہوتا ہے۔ اُسے فعل سے بریت کہتے ہیں فعل دونوں میں ہوتا ہے فرق انسان کے تعلق اور بے تعلقی سے کرنیکا ہے فعل سے بریت کے معنی ترک فعل نہ سمجھنے چاہئیں اکرم یعنی بریت از فعل ایک حالت کیف کی ہے جو بہت غور سے معلوم ہو سکتی ہے اس منتر کے معنی باریک اور غور طلب ہیں انفاس یعنی پران واپان سے سب حرکات و فعل ہوتے ہیں سمان وایو بالذات قائم اور محیط ہے یعنی اوس میں سب فعل ہوتے ہیں اور وہ سب افعال میں محیط ہے سمان اور پران وغیرہ کی تشریح ساتویں ادھیا کے خلاصہ میں دیکھو۔

यस्य सर्वे समारंभाः काम संकल्प वर्जिताः ॥
ज्ञानाग्नि दग्ध कर्माणां तमाहुः पंडितं बुधाः ॥१९॥

نفس سے بریت پانیکا وسیلہ علم معرفت ہی

(۱۹) جو تمام فعلوں کو بغیر کسی خواہش کے کرتا ہے اور (اسطور پر) اونہیں آتش عرفان میں جلا دیتا ہے دانشمند اوس کو عارف کہتے ہیں

عارف بیخواہش نتیجہ فعل کرتا ہے اور علم عرفان کی نظر سے افعال کو ہیچ جانتا ہی فعلوں کو آتش عرفان میں جلانے کے یہی معنی ہیں۔

त्यक्त्वा कर्म फला संगं नित्य तृप्तो निराश्रयः ॥
कर्मण्यभि प्रवृत्तोऽपि नैव किंचित् करोति सः ॥२०॥

عارف کا فعل کرنا مثل نکرنے کے ہوتا ہے

(۲۰) جو فعل کے نتیجہ سے غرض نرکھکر ہمیشہ مطمئین اور آزاد رہتا ہی وہ فعلوں کو کرتے ہوے بھی کچھہ نہین کرتا۔

نتیجہ پر نظر نرکھکر بے تعلقی سے جو فعل کیا جاتا ہے اوسکا کرنا نکرنے کے مساوی ہو جاتا ہے۔

निराशीर्यत चित्तात्मा त्यक्तसर्व परिग्रहः ॥
शारीरं केवलं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥२१॥

مصدر فعل جسم ہے جان فعل سے ہمیشہ بری ہے

(۲۱) جو امید دں سے رہائی پاتا ہے اپنے خیال کو مطیع کرلیتا ہی اور سب پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے وہ صرف جسم سے فعل کرتا ہوا گنہگار نہیں ہوتا۔

عارف مطالب [illegible]ذی کے حاصل کرنے کی اُمید نہ رکھکر اور قوت متخیلہ کو قابو میں کرکے فعل کرتا ہے اس طرح جو فعل بے تعلقی کی حالت میں اوس کے جسم سے صادر ہوتے ہیں اونکی قید میں وہ نہیں پڑتا پابندی اُسوقت ہوتی ہی جبکہ انسان بوجہ پندار کے اپنے آپکو اون کا فاعل مانتا ہی۔ پابندی سے آزاد رہنے کی مُراد زن و فرزند دولت و دنیا کا چھوڑنا نہیں ہے جسمانی افعال تو عارف کو بھی کرنے پڑتے ہیں ذات کو اون سے علیحدہ اور برتر سمجھنا معرفت ہے۔



यदृच्छालाभ संतुष्टो द्वंद्वातीतो विमत्सरः ॥
समः सिद्धावसिद्धौ च कृत्वापि न निबध्यते ॥२२॥

عارف مسرور اور بے تعلق ہوکر پابند فعل نہیں ہوتا

(۲۲) جو بغیر خواہش کے حاصل ہوئی شے پر قناعت کرتا ہے متضاد خیالات کو دل میں جگہہ نہیں دیتا تعصب سے تعلق نہیں رکھتا اور کامیابی و ناکامی میں یکساں رہتا ہے وہ فعل کرنے پر بھی پابند نہیں ہوتا۔

سامان قدرت سے جو کچھہ پیش آتا ہے عارف اوسی میں خوشحال رہتا ہے نیکی و بدی کامیابی و ناکامی رنج و راحت وغیرہ کے متضاد خیالات اوس کے دل میں پیدا نہیں ہوتے وہ کسی کے ساتھہ الفت اور تعصب نہیں رکھتا اور بے تعلق ہوکر فعل کرتا ہے پس اوسمیں نہیں پھنستا۔

गत संगस्य मुक्तस्य ज्ञाना वस्थित चेतसः ॥
यज्ञाया चरतः कर्म समग्रं प्रविलीयते ॥२३॥

عارف فعل کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو اوس سے بری سمجھتا ہے

(۲۳) جو بے تعلق رہنے کے باعث آزاد اور علم ذات میں مستغرق ہو جاتا ہی اور فعل کو ریاض قدرت سمجھکر کرتا ہی اوسکی کل فعل معدوم ہو جاتے ہیں۔

ब्रह्मार्पणं ब्रह्महवि र्ब्रह्माग्नौ ब्रह्मणा हुतम् ॥
ब्रह्मैव तेन गंतव्यं ब्रह्मकर्म समाधिना ॥२४॥

عارف کی تسلیم یعنی گیان یوگ

(۲۴) جو یگ کرنیکے آلہ کو۔ یگ میں ڈالنے کی شے کو۔ یگ کی آگ کو یگ کرنیوالیکو اور یگ کے کرنیکو ذات واحد تصور کرتا ہے اوسکا ذات واحد سے وصال ہوتا ہے۔

صوفی شدہ نیست نیست را مذہب نیست
رب رس رب شد تمام رب را رب نیست

با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست
ہر جا خورشید ہست آنجا شب نیست

दैवमेवापरे यज्ञं योगिनः पर्युपासते ॥

ब्रह्माग्नावपरे यज्ञं यज्ञेनैवोपजुह्वति ॥

॥२५॥

صفات پرستی اور اجپا جاپ

(۲۵) بعض اشخاص جو کرم کے پابند ہیں دیوتاؤں کا یگ کرتے ہیں
بعض ذات واحد کی آتش میں عمل کو عمل کی مدد سے جلاتے ہیں۔

श्रोत्रादीनीन्द्रियाण्यन्ये संयमाग्निषु जुह्वति ॥
शब्दादीन्विषयानन्ये इन्द्रियाग्निषु जुह्वति ॥२६॥

شرتی سادھنا اور اشٹانگ یوگ کا طریقہ

(۲۶) بعض قوت سامعہ وغیرہ حواس کو ضبط کی آگ میں جلاتے ہیں
بعض صوت وغیرہ محسوسات کو حواس کی آگ میں جلاتے ہیں

सर्वाणीन्द्रिय कर्माणि प्राण कर्माणि चापरे ॥
आत्मसंयम योगाग्नौ जुह्वति ज्ञानदीपिते ॥२७॥

من دھیان کا طریقہ

(۲۷) بعض سب حواس کے فعلوں اور نفس کے فعلوں کو ضبط دل کی
آگ میں جو علم ذات سے روشن ہے جلاتے ہیں

द्रव्य यज्ञास्तपोयज्ञा योग यज्ञास्तथापरे ॥
स्वाध्याय ज्ञान यज्ञाश्च यतयः संशितव्रताः ॥२८॥

دان تپ ادہیاشا تحصیل علم

(۲۸) بعض مستقل مزاج طالب خیرات کا یگ زہد کا یگ یوگ
کا یگ اور تحصیل علوم معقولات و منقولات کا یگ کرتے ہیں۔

अपाने जुह्वति प्राणं प्राणेऽपानं तथापरे ॥
प्राणापानगती रुद्ध्वा प्राणायाम परायणा ॥२९॥

پرانایام کا طریقہ

(۲۹) بعض اشخاص جو حبس نفس کے شاغل ہوتے ہیں وہ پران
اور اپان کی حرکتوں کو روک کر پران کو اپان میں اور اپان کو پران میں جھونکتی ہیں۔
پرانایام کے شغل کی تشریح کے واسطے پانچویں ادہیا کے آخر میں تصویر کو دیکھو۔



अपरे नियताहाराः प्राणान्प्राणेषु जुह्वति ॥
सर्वेऽप्येते यज्ञविदो यज्ञक्षपित कल्मषाः ॥३०॥

تقلیل غذا سے نفس کے مغلوب کرنیکا طریقہ

(۳۰) بعض لوگ جو اندازہ کے موافق غذا کھاتے ہیں پرانوں کو پرانوں میں
سوختہ کرتے ہیں یہ سب یگ کے جاننے والے یگ
کے ذریعہ سے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

یگ کا اشارہ اُن مختلف اشغال کیطرف ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اوپر کے منتروں سے ثابت
ہے کہ یگ کے معنی عمل یا ریاض کے ہیں۔

यज्ञशिष्टाऽमृतभुजो यान्ति ब्रह्म सनातनम् ॥
नायं लोकोऽस्त्ययज्ञस्य कुतोऽन्यः कुरुसत्तम ॥३१॥

ریاضات کا نتیجہ حصول معرفت اور وصال ذات ہے

(۳۱) اے ارجن جو یگ سے حاصل کئے ہوئے آبحیات کو پیتے
ہیں وہ ذات لازوال کو پاتے ہیں اور جو یگ نہیں کرتے اُن سے
دنیا بھی نہیں سنبھلتی عقبیٰ کا تو کیا ذکر کیا جائے۔

جن اشغال کا اوپر بیان ہوا ہے اون کا نتیجہ اور ماحصل علم ذات ہے جو شخص اون کے انجام
میں علم ذات کو نہیں پاتا ہے وہ وصال ذات سے محروم رہتا ہے اس لئے اشغال کو منزل مقصود
جاننا نچاہیئے بلکہ اون کو علم ذات کے حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھنا چاہیئے اور جس انسان کا کچھ بھی شغل
نہیں ہوتا ہے اور جو اپنے فرایض کے ادا کرنے میں بالکل قاصر رہتا ہے وہ ظاہری اور باطنی
دونوں قسم کی خوشی سے محروم رہجاتا ہے۔

एवं बहुविधा यज्ञा वितता ब्रह्मणो मुखे ॥
कर्मजान्विद्धि तान्सर्वानेवं ज्ञात्वा विमोक्ष्यसे ॥३२॥

ویدوں میں جو یگ لکھے ہوے ہیں وہ سب عمل ہیں

(۳۲) اسطور پر جو بہت اقسام کے یگ وید میں درج ہیں
اون سب کی پیدایش عمل سے خیال کر۔ اس عقدے کے

حل کر لینے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

جتنے ادراک ذات کے طریقے ویدوں میں بیان کئے گئے ہیں اون میں سے کوئی بھی عمل سے خالی نہیں ہے یعنی ہر ایک میں حواس اور دل وغیرہ میں سے کسی نہ کسی سے فعل کیا جاتا ہے وہ طریقہ جسمیں کوئی عمل کرنا نہیں پڑتا گیان یوگ ہے اسکے اصول کی تشریح پانچویں ادھیا کے ۲۷ منتر میں درج ہے

श्रेयान् द्रव्यमयाद्यज्ञाज्ज्ञान यज्ञः परंतप ॥
सर्वं कर्माऽखिलं पार्थ ज्ञाने परि समाप्यते ॥ ३३॥

عملی ریاضات سے علمی ریاض اعلیٰ ہے

(۳۳) اے ارجن عملی یگ سے علمی یگ اعلیٰ ہے اے ارجن سب اعمال علم میں کلیتاً انجام پاتے ہیں۔

بھگوت گیتا نے ہر جگہ علم کو عمل پر سبقت اور فضیلت دی ہے اور اوس کو سب سے اعلیٰ کہا ہے اور اوس کا حاصل کرنا انسان کے حیات کا سب سے بڑا فرض بتایا ہے چنانچہ مندرجہ بالا اشغال کا مدعا اور مطلب علم ذات کا حاصل کرنا ہے جس بشر کو اوس علم کی سچی راحت میسر ہوتی ہے اسکی نزدیک تمام اعمال ہیچ ہو جاتے ہیں

तद्विद्धि प्रणिपातेन परि प्रश्नेन सेवया ॥
उपदेक्ष्यंति ते ज्ञानं ज्ञानिनस्तत्व दर्शिनः ॥ ३४॥

عارفوں سے یہ علم حاصل ہوتا ہے!

(۳۴) سمجھ لے کہ حقیقت شناس عارف تعظیم التجا اور خدمت کے کرنے پر تجھے وہ علم (معرفت) بتائینگے۔

عارفوں کا ادب کرنا اور اون کی خدمت گذاری اِس لئے واجب ہے کہ وہ آبحیات اونہیں کی صحبت بابرکت سے ملتا ہے۔

यज्ज्ञात्वा न पुनर्मोह मेवं यास्यसि पांडव ॥
येन भूतान्य शेषेण द्रक्ष्यस्यात्मन्यथो मयि ॥ ३५॥

اس علم سے غفلت جاتی رہتی ہے اور انسان ذات کے سرور کو پاتا ہے

(۳۵) جس سے واقف ہوکر تو اے ارجن پھر ایسی غفلت میں گرفتار نہیں ہوگا اور جسکے ذریعہ سے تو کل عالم کو اوّل اپنے اندر بعدازاں مجھ میں موجود دیکھیگا



انسان نادانی کی وجہ سے اپنے آپ کو جزو سمجھتا ہے جب علم ذات کے وسیلہ سے اوس کی نادانی رفع ہو جاتی ہے اوسوقت وہ ذات واحد کو کلّ عالم کی ہستی سمجھتا ہے۔

अपि चेदसि पापेभ्यः सर्वेभ्यः पापकृत्तमः ॥
सर्वं ज्ञान प्लवे नैव वृजिनं संतरिष्यसि ॥ ३६॥

گنہگار بھی اس کے وسیلہ سے نجات پاتا ہے

(۳۶) گو تو سب گنہگاروں سے بھی زیادہ گنہگار ہو تاہم علم عرفان کی کشتی کے وسیلہ سے گناہ (کے دریا) سے پار ہو گا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ | گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ | ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست | صد بار اگر توبہ شکستی بازآ |

यथैधांसि समिद्धोऽग्निर्भस्मसात्कुरुतेऽर्जुन ॥
ज्ञानाग्निः सर्व कर्माणि भस्मसात्कुरुते तथा ॥ ३७॥

یہ علم مثل آتش کے عذاب اور ثواب دونوں کو جلا دیتا ہے

(۳۷) جیسے شعلہ زن آگ لکڑیوں کو خاکستر کر دیتی ہے ویسے ہی آتش عرفان سب فعلوں کو جلا دیتی ہے

नहि ज्ञानेन सदृशं पवित्र मिह विद्यते ॥
तत्स्वयं योग संसिद्धः कालेनात्मनि विंदति ॥ ३८॥

علم ذات علم صفات سے اعلیٰ ہے اور اپنا آپ شاہد ہے

(۳۸) علم معرفت کی برابر دنیا میں کوئی شے پاک نہیں ہے اسلئے کہ وہ علم انسان کو اوس کے عمل کے تکمیل پانے پر خود بخود حاصل ہوتا ہے۔

علم ذات قایم بالذات ہے اور سب علوم اور علمیات صفاتی ہیں اور انجام رکھتے ہیں۔

श्रद्धावांल्लभते ज्ञानं तत्परः संयतेंद्रियः ॥
ज्ञानं लब्ध्वा परां शांति मचिरेणाधिगच्छति ॥ ३९॥

شوق اور طلب سے یہ علم جلد حاصل ہوتا ہے

(۳۹) جو تیز فہم اور اہل ارادت ہے اور اپنے حواس پر غالب ہے وہ علم معرفت حاصل کر کے جلد سرور ابدی کو پاتا ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| غواصی کن گرت گہر می باید | غواصان را چہار ہنر می باید | سہر رشتہ بدست و دو جانب برکفن ز بست | دم نازون و قدم زہر می باید |

अज्ञश्चाऽश्रद्दधान श्च संशयात्मा विनश्यति॥
नायंलोकोस्ति नपरो नसुखं संशयात्मनः॥४०॥

جاہل علم پاک سے بے نصیب رہتے ہیں

(۴۰) جو شخص جاہل اور بے ارادت ہے اور حواس سے مغلوب رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے اپنا دل جس کے قابو میں نہیں اوسے نہ تو دنیا اور عقبیٰ کی آسائشیں میسر ہوتی ہیں اور نہ اوس کے دل کو چین نصیب ہوتا ہے۔

جو شخص جہل پست ہمتی اور بے اعتقادی کیوجہ سے علم معرفت کے حاصل کرنے میں قاصر رہتا ہے اور اپنے دل کے شکوک اور واہمات کو رفع نہیں کرسکتا اوس کی اور حیوان کی زندگی میں بہت کم فرق ہے

योगसंन्यस्त कर्माणं ज्ञान संछिन्न संशयम्॥
आत्मवंतं नकर्माणि निबध्नंति धनंजयः॥४१॥

جو علم معرفت کے ذریعہ سے افعال کو ترک کردیتے ہیں اور علم حقیقت سے شکوک رفع کرلیتے ہیں وہ مقید افعال نہیں ہوتے

(۴۱) اے ارجن جو انسان افعال سے بے تعلقی اختیار کرتا ہے اور تیغ عرفان کی مدد سے شکوک کو قطع کرتا ہے اور اپنے دل کو قابو میں لے آتا ہے وہ افعال کی قید سے بری ہو جاتا ہے۔

جب قوت متخیلہ کلیتاً بطون کی طرف رجوع ہوتی ہے اور بحر عرفان میں سماتی ہے اوس وقت سب فعل خود بخود ترک ہو جاتے ہیں اور جو وسوسات بطون میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی ہیں وہ علم حقیقت کے ادراک سے دور ہو جاتے ہیں۔

तस्माद ज्ञान संभूतं हृत्स्थं ज्ञानासिनात्मनः॥
छित्वैनं संशयं योग मातिष्ठोत्तिष्ठ भारत॥४२॥

انسان اپنے شکوک کو علم حقیقت سے قطع کرے اور میدان معرفت میں قدم رکھے

(۴۲) پس اے ارجن تو اون شکوک کو جو تیرے دل میں نادانی کیوجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ علم عرفان کی تلوار سے قطع کر کے افعال سے بے تعلق رہنے کے اصول پر کاربند ہو اور جنگ کرنے پر مستعد ہو



شکوک جہل کی تیرگی سے پیدا ہوتے ہیں اور علم روشنیٔ بطون ہے اوس روشنی کے مقابل اندھیرا نہیں ٹھیر سکتا۔ علم میں قیام پذیر ہونے کو یوگ کہتے ہیں۔

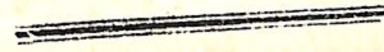
इति श्रीमद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां
योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुन संवादे कर्म संन्यास
योगोनाम चतुर्थोऽध्यायः॥४॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت
کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی تقریر
کی چوتھی ادھیا کرم سیناس یوگ
نام ختم ہوئی

## چوتھی ادھیا کا خلاصہ

آتما لازوال محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم و سرور ہے اوس کا علم کبھی ضایع نہیں ہوتا البتہ کبھی پوشیدہ اور کبھی آشکارا ہوتا رہتا ہے صرف عارف اس رمز کو جانتے ہیں۔ جاہل تموگن یعنی صفت ادنیٰ کے غالب ہونے کی وجہ سے اوس کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں اور انسانوں میں صرف صفت اور فعل کا فرق ہوتا ہے آتما تو سب میں یکساں موجود ہے وہ آتما جسمانی افعال اور اون کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے پس انسان بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے آتما میں وصل ہو سکتے ہیں کرم سیناس یعنی ترک فعل کے یہی معنی ہیں۔ فعل دو قسم کے ہیں فعل با تعلق

اور فعل سے بے تعلق اوّل قسم کے فعل میں نیک و بد کا تمیز ہوتا ہے اور وہ ادنیٰ ہے دوسری قسم کے فعل میں نظر نیکی و بدی دونوں سے اوٹھہ جاتی ہے اور وہ عارفوں کے طریقہ کے مطابق ہے اس طرح پر عمل کرنے سے تمام افعال آتش عرفان میں سوخت ہو جاتے ہیں اور انسان ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے وید میں جتنے مختلف عملی طریقے درج ہیں اون کا اصلی مطلب اور نتیجہ علم معرفت کا حاصل کرنا ہے اور علم معرفت وہ سب سے اعلیٰ شے ہے جسکے بغیر شکوک رفع نہیں ہوتے اور آرام نہیں ملتا پس انسان کو واجب ہے کہ وہ اوسی کا طالب ہو۔





# پانچویں ادھیا سنیاس یوگ

## अर्जुन उवाच

संन्यासं कर्मणां कृष्ण पुनर्योगं च शंससि ॥
यच्छ्रेय एतयोरेकं तन्मे ब्रूहि सुनिश्चितम् ॥ १ ॥

کرم سنیاس اور کرم یوگ ان دونوں میں سے کونسا بہتر طریقہ ہے

ارجنؑ نے کہا۔(۱) اے کرشن آپ کرم سیناس کی اور ساتھہ ہی کرم یوگ کی ہدایت کرتے ہیں ان میں سے جو نسا طریقہ بہتر ہے وہ ٹھیک طور پر مجھے بتائیے۔

اوپر کی تلقین سے ارجن نے کرم سیناس کے معنی فعل کا نکرنا اور کرم یوگ کے معنی فعل کا کرنا خیال کیا یعنی اونکو دو مخالف امر سمجھا اس لئے اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے۔

## श्रीभगवानुवाच

संन्यासः कर्मयोगश्च निःश्रेयसकरावुभौ ॥
तयोस्तु कर्मसंन्यासात्कर्मयोगो विशिष्यते ॥ २ ॥

کرم سیناس اور کرم یوگ دونوں لازم ملزوم ہیں مگر کرم یوگ اعلیٰ ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔(۲) اگرچہ کرم سیناس اور کرم یوگ دونوں عمدہ ہین لیکن منجملہ اونکے کرم سنیاس سے کرم یوگ اعلیٰ ہے۔

عارف کی نظر میں کرم سیناس اور کرم یوگ دو مخالف امر ثابت نہیں ہوتے بلکہ لازم ملزوم ہیں کرم سیناس سے مراد سانکہ یعنی علم حقیقت ہے جو لفظ تت سے مناسبت رکھتا ہے اور جس سے قلب کی حرکت ساکت کیجاتی ہے کرم یوگ کے معنی دیدانت یعنی علم معرفت ہیں جو لفظ ادم سے نسبت رکھتا ہے اور وصال کی منزل کا بیان ہے۔ وصال سکون قلب سے حاصل ہوتا ہے اور سکون قلب وصال کا لوازمہ ہے۔ افعال سے بے تعلقی اختیار کرنا کرم سیناس ہے اور افعال سے بے تعلقی ہو جانا کرم یوگ ہے

ज्ञेयः सनित्य संन्यासी योन द्वेष्टि नकांक्षति ॥
निर्द्वंद्वो हि महाबाहो सुखं बंधात्प्रमुच्यते ॥३॥

سیناسی اوسے کہتے ہیں جو شوق ونفرت کو ترک کردیتا ہے

(۳) ہمیشہ اُسکو تارک سمجھنا چاہئے جو رغبت ونفرت نہیں رکھتا ہے ارجن جو خیالات متضادہ نہیں رکھتا وہ بآسانی قید افعال سے آزاد ہو جاتا ہے

سیناسی وہی ہے جو کسی شے سے رغبت نفرت نہیں رکھتا اور واہمات سے نجات پاتا ہے ظاہری سامان کے ترک کردینے سے انسان سیناسی نہیں ہوجاتا۔

सांख्य योगौ पृथग्बालाः प्रवदंति न पंडिताः ॥
एकमप्यास्थितः सम्य गुभयोर्विंदते फलम् ॥४॥

سانکہ اور یوگ بالمعنی ایک ہیں

(۴) سانکہ اور یوگ کو طفل جدا بتاتے ہیں نہ کہ دانشمند جو بشر کسی ایک پر قادر ہوتا ہے اوسے دوسرے کا نتیجہ بھی بخوبی حاصل ہوجاتا ہے۔

علم حقیقت کے بغیر علم معرفت کبھی حاصل نہیں ہوتا اور علم معرفت کی حاصل ہوئے بغیر علم حقیقت درجہ تکمیل پر نہیں پہونچتا اس لئے وہ دونوں طریقے بالمعنی واحد ہیں۔

## مقولہ کبیر صاحب

جگت تپ کرم اوپاسنا دھیان جوگ اور سانکہ
بنا سانکہ پاوے نہیں پرم تتو کا بھیو
سانکہ کرے من شدہ ہو پرتہا جاوے نہ سیو
نرنے سانکہ بچار کا پھل آنند پہچان
سانکہ یوگ دومانا ہی احوال کا کام
سانکہ یوگ کا ساتھ ہی وہی سانکہ وہی یوگ
سانکہ یوگ کے بھید کو پرگھٹ کروں بکھان
وست سانکہ بن دور تھی ہوئی سانکہ سی پاس

سات جتن میں سانکہ مکھ جون پنچھی کے پانکہ
کون دیو رچھا کرے یہی سانکہ ہی دیو
ترت ملے تت کال پہل ایسا پرگھٹ دیو
جتنا جسکو سانکہ ہے اوتنا آنند جان
کہنے ماتر جانئے سانکہ یوگ دو نام
سانکہ کیا جن وست کا وہی وست ہے یوگ
وست ایک جانی نہ تہی اپنے جانی جان
وہی پاس وہی یوگ ہے ... میں ...





यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगै रपि गम्यते ॥
एकं सांख्यं च योगं च यः पश्यति सपश्यति ॥५॥

دونوں کیفیت قلبی انسان میں باہم پائی جاتی ہیں

(۵) جس مقام پر سانکہ کے عالم پہونچتے ہیں اوس کو یوگی بھی حاصل کرلیتے ہیں سانکہ اور یوگ کو جو واحد دیکھتا ہے وہ بینندہ ہے۔

حقیقت اور معرفت ایک ہی کیفیت قلبی کی دو مختلف اشکال ہیں۔

संन्यासस्तु महाबाहो दुःखमाप्तु मयोगतः ॥
योगयुक्तो मुनिर्ब्रह्म नचिरेणाधिगच्छति ॥६॥

علم حقیقت کا حاصل ہونا علم معرفت پر منحصر ہے

(۶) اے ارجن یوگ کے بغیر سانکہ کا حاصل ہونا مشکل ہے اور یوگ کا جاننے والا عارف ذات میں جلد وصل ہوجاتا ہے۔

تحقیقات باطنی کے انجام میں شاغل کو علم ذات حاصل ہوتا ہے اور علم ذات کے آشکارا ہونے سے اوسکی تحقیقات درجہ تکمیل پر پہونچتی ہے۔

योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्मा जितेंद्रियः ॥
सर्वभूतात्म भूतात्मा कुर्वन्नपि नलिप्यते ॥७॥

یوگی کو افعال کی پابندی نہیں ہوتی

(۷) جو شخص یوگ کے ذریعہ سے صفائی قلب حاصل کرتا ہے اپنے دل پر فتح پاتا ہے حواس کو قابو کرلیتا ہے اور کل مخلوقات کی جان کو اپنی جان تصور کرتا ہے وہ باوجود فعلوں کے کرنے کے اون میں آلودہ نہیں ہوتا۔

नैव किंचित्करोमीति युक्तो मन्येत तत्ववित् ॥
पश्यञ्छृण्वन्स्पृशञ्जिघ्रन्नश्नन्गच्छन्स्वपन्श्वसन् ॥८॥
प्रलपन्विसृजन्गृह्णन्नुन्मिषन्निमिषन्नपि ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेषु वर्त्तंत इति धारयन् ॥९॥

اوس کی نظر مشاہدہ ذات سے غافل نہیں ہوتی

(۸ و ۹) حقیقت شناس عارف مانتا ہے کہ دیکھتے۔ سنتے۔ چھوتے۔ سونگھتے

کھاتے۔ چلتے۔ سوتے۔ سانس لیتے۔ بولتے۔ چھوڑتے۔ پکڑتے۔ آنکھہ کھولتے۔ اور بند کرتے وقت حواس کا فعل محسوسات کیجانب ہوتا ہے وہ کچھہ نہیں کرتا۔

یوگی ذات کو صفاتی قیود سے منزہ جانتا ہے اس لئے وہ تمام جسمانی اور روحانی افعال کے سرزد ہونے پر بھی اون افعال سے بے تعلقی رکھتا ہے اور مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے

ब्रह्मण्याधाय कर्माणि संगंत्यक्त्वा करोतियः ॥
लिप्यते नस पापेन पद्मपत्र मिवांभसा ॥१०॥

جو اپنے پندار کو فنا کر دیتا ہے وہ آلودۂ گناہ نہیں ہوتا

(۱۰) جو اپنے افعال قدرت کو تفویض کرکے اونہیں بے تعلقی کے ساتھہ کرتا ہے وہ گناہ سے اس طرح بے لوث رہتا ہے جیسے کنول کا پتہ کسی تالاب کے پانی میں

قدرت کو افعال تفویض کرنے کے یہ معنی ہیں کہ افعال کو اپنے سے منسوب نکرنا اور اونکا صدور قدرت سے جاننا چاہیئے

कायेन मनसा बुद्ध्या केवलैरिन्द्रियैरपि ॥
योगिनः कर्म कुर्वंति संगंत्यक्त्वात्मशुद्धये ॥११॥

عارف اپنے بطون سے نظر نہیں ہٹاتا اور افعال کی تکمیل جسم وغیرہ میں دیکھتا ہے

(۱۱) یوگی صفائی قلب حاصل کرنے کے لئے بے تعلق ہوکر جسم دل عقل اور حواس سے فعل کرتا ہے

عارف کل فعلوں کو جسم دل اور عقل سے متعلق جانتا ہے یعنی اپنی ذات سے اونہیں علیحدہ مانتا ہے

युक्तः कर्मफलं त्यक्त्वा शांति माप्नोतिनैष्ठिकीम् ॥
अयुक्तः कामकारेण फलेसक्तोनिबध्यते ॥१२॥

عارف بیم وامید سے نظر اوٹھاکر آرام محض پاتا ہے جاہل بیم و امید میں گرفتار رہتا ہے

(۱۲) یوگی نتیجۂ افعال سے نظر اوٹھاکر اطمینان ابدی پاتا ہے جو بشر یوگ سے ناواقف ہے وہ نتیجہ افعال کے خواہش رکھنے کے باعث پابند افعال ہوتا ہے۔



| | |
|---|---|
| عارف کہ ہمہ بند ودوئی را بگسیخت | چوں شیر وشکر بوحدتِ صرف آمیخت |

عارف نظر بالذات اور آزاد رہتا ہے۔ جاہل نظر بالغیر ہونے کی وجہ سے پابند صفات ہوجاتا ہے

सर्व कर्माणि मनसा संन्यस्यास्ते सुखंवशी ॥
नवद्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन् ॥१३॥

جسم مکان ہے جان مکین ہے

(۱۳) ذات مطلق سب فعلوں کو دل سے ترک کرکے نو دروازے والے شہر میں نہ کچھہ کرتی ہوئی اور نہ کچھہ کراتی ہوئی مسرور رہتی ہے۔

| | |
|---|---|
| جانان درجان چو جان درتن پیدا | بے من صفتے ز پردۂ من پیدا |
| در پرورش دانۂ خود جدے کن | در دانۂ تو ہزار خرمن پیدا |

جسم انسان مثل ایک شہر کے ہے جس میں دو آنکھہ دو کان دو سوراخ ناک کے ایک منہ اور دو مقام بول و براز نو دروازے ہیں جان بادشاہ ہے قوت مدرکہ ممیزہ وغیرہ اراکین سلطنت ہیں اور محسوسات رعایا ہیں۔

न कर्तृत्वं न कर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः ॥
न कर्म फल संयोगं स्वभावस्तु प्रवर्त्तते ॥१४॥

پندار اور افعال کا سبب خاصہ طبعی ہے نہ کہ جان

(۱۴) ذات اس عالم میں پندار فاعلیت کو افعال کو اور افعال اور اون کے نتائج کے باہمی تعلق کو پیدا نہیں کرتی یہ سب صفات سے پیدا ہوتے ہیں

ذاتِ پاک پندار اور فعل۔ اور فعل ونتیجہ کے تعلق کا باعث نہیں ہے اور اونکی آلایش سے برتر ہے وہ سب پرکرتی یعنی امتزاج صفات سے ظہور پاتے ہیں اسی کا نام جہل بسیط ہے جسمیں کل عالم گرفتار ہے۔

नादत्ते कस्यचित्पापं नचैव सुकृतं विभुः ॥
अज्ञानेनावृतं ज्ञानं तेन मुह्यंति जंतवः ॥१५॥

جان پر عذاب و ثواب کا اثر نہیں ہوتا انسان بوجہ جہل اُنکو اوس سے منسوب کرتا ہے

(۱۵) اگرچہ ذات کسی کے عذاب اور کسی کے ثواب کو نہیں اوٹھاتی لیکن جہل علم ذات کو پوشیدہ کر دیتا ہے (اسیوجہ سی) انسان غفلت میں پھنستے ہیں۔

آفتابِ ذات ہمیشہ روشن رہتا ہے اور تاریکی اوس کے پاس دخل نہیں پاتی البتہ خاصہ طبعی کا ابر عقل کے سامنے حایل ہو کر انسان کو عذاب و ثواب کے پھندے میں ڈالدیتا ہے۔ اِس سے بریت پانیکے واسطے عقل کو روشن کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جو غلطیاں اندھیرے میں ہوتی ہیں روشنی میں اونکی صحیحت ہوسکتی ہے انسان کو مرض جہل کے دفع کرنیکے لئے دانش کا نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے اور وہ نسخہ بھگوت گیتا ہے۔

ज्ञाने नतु तदज्ञानं येषां नाशित मात्मनः ॥
तेषा मादित्य वज्ज्ञानं प्रकाशयति तत्परम् ॥१६

جب جہل کا پردہ ہٹ جاتا ہے تو قلب میں علم ذات بخوبی آشکارا ہوتا ہے۔

(۱۶) علم ذات کے وسیلہ سے جنکا جہل دور ہو جاتا ہے اونکا علم اوس واجب الوجود کو اس طرح عیاں کر دیتا ہے جیسے دنیا کو سورج

عارف علم ذات کے وسیلہ سے پندار ہستی مٹا دیتے ہیں یعنی جزویت سے کلیت پاتے ہیں اور ذات نامتناہی کو ظاہر اور باطن مثل آفتاب کے منوّر دیکھتے ہیں۔

तद्बुद्धयस्त दात्मान स्तन्निष्ठास्तत्परायणाः ॥
गच्छंत्य पुनरावृत्तिं ज्ञान निर्धूत कल्मषाः ॥१७॥

جنکا اس منزل میں مقام ہوتا ہے وہ رستگار ہیں۔

(۱۷) جن کی عقل اوس کے ادراک میں مصروف ہوتی ہے دل اوس میں لگا ہوتا ہے اور جنہیں اعتقاد اور بھروسہ اوسپر ہوتا ہے وہ علم ذات کے وسیلہ سے گناہوں سے پاک ہو کر نجات پاتے ہیں۔

جو انسان علم ذات میں مسرور رہتا ہے وہ عذاب و ثواب سے بری ہو کر ذات میں وصل ہو جاتا ہے۔

विद्याविनय संपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि ॥
शुनि चैवश्वपाके च पंडिताः समदर्शिनः ॥१८॥



اوس کو عارف کہتے ہیں جو وحدت کا جلوہ کثرت میں دیکھتا ہے

(۱۸) باعلم و تہذیب برہمن۔ گئو۔ ہاتھی۔ کتا۔ اور چنڈال سب میں عارف ذات کو مساوی دیکھتا ہے۔

عارف کُل اجسام میں ذات واحد کو محیط دیکھتا ہے اور نیرنگی دنیا کا باعث صفات اور افعال کو جانتا ہے

इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः ॥
निर्दोषंहि समं ब्रह्म तस्माद्ब्रह्मणि तेस्थिताः १९॥

جو وحدت کی نظر رکھتا ہے وہ ذات میں وصل ہوتا ہے

(۱۹) جن کا دل اصول مساویت کے تسلیم کرنے میں پکا ہو جاتا ہے وہ اس عالم کو فتح کر لیتے ہیں اور ذات میں وصل ہو جاتے ہیں۔

کثرت میں وحدت کی تسلیم وصال ذات کی صورت ہے۔

नप्रहृष्येत्प्रियं प्राप्य नोद्विजेत्प्राप्य चाप्रियम् ॥
स्थिर बुद्धि रसं मूढो ब्रह्मविद्ब्रह्मणि स्थितः ॥२०॥

وہ ہر حال میں یکسان رہتا ہے

(۲۰) جو بشر مستقل مزاج۔ ہوش مند۔ عارف اور واصل ذات ہے وہ مرغوب شے کے حاصل ہونے پر خوش اور نامرغوب کے حاصل ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔

बाह्यस्पर्शे ष्वसक्तात्मा विंदत्यात्मनि यत्सुखम् ॥
स ब्रह्मयोग युक्तात्मा सुख मक्षय मश्नुते ॥२१॥

اوس کی حواس اور محسوسات پر نظر نہیں رہتی اور وہ ذات کی کیفیت میں مسرور رہتا ہے

(۲۱) جو شاغل حواس بیرونی پر توجہ نہیں کرتا اور مشاہدہ بطون میں مسرور رہتا ہے وہ آرام ابدی پاتا ہے۔

येहि संस्पर्शजा भोगा दुःखयो नय एवते ॥
आद्यंतवंतः कौंतेय नतेषुरमते बुधः ॥ २२ ॥

لذات حواس عارضی ہیں اور اصلی آرام دینے والے نہیں ہیں۔

(۲۲) اے ارجن جتنے لذاتِ حواس ہیں وہ سب تکلیف کے باعث ہیں اور عارضی ہیں اس لئے کوئی دانشمند اون پر التفات نہیں کرتا

शक्नोतीहैव यः सोढुं प्राक् शरीर विमोक्षणात्॥
कामक्रोधोद्भवं वेगं स युक्तः स सुखी नरः॥२३

جو انسان اپنی حیات میں خواہش اور غضب کو مغلوب کرلیتا ہے وہ یوگی ہو جاتا ہے۔

(۲۳) جو شخص اس دنیا میں جسم کے چھوڑنے سے پیشتر خواہش اور غضب کے جوش کی برداشت حاصل کرتا ہے وہ یوگی کہلانے کے مستحق ہوجاتا ہے اور سچی خوشی رکھتا ہے۔

جو شخص خواہش اور غضب پر قادر ہو جاتا ہے اوس کو یوگی کہنا چاہیئے اوس کے سوائے کسیکو اصلی آرام حاصل نہیں ہوتا علم معرفت نقد کا سودا ہے اور امید عقبیٰ نسیہ کی دوکان انسان کو اپنے فرائض کو مرگ سے پیشتر ادا کرنا واجب ہے عقبیٰ کی اُمیدیں صرف بیم ورجا ہیں۔

योऽन्तः सुखोऽन्तरारामस्तथान्तर्ज्योतिरेव यः॥
स योगी ब्रह्म निर्वाणं ब्रह्म भूतोऽधिगच्छति॥२४॥

آرام خالص بطون کے استغراق میں حاصل ہوتا ہے

(۲۴) جو یوگی بطون میں مسرور اور مستغرق رہتا ہے اور روشن دل رکھتا ہے وہ ذات میں وصل ہو کر ذات کا سرور حاصل کرتا ہے۔

یوگی لذات حواس کو ناپائیدار اور ہیچ سمجھکر اور اون سے کنارہ کر کے جمال ذات کے مشاہدہ میں مصروف رہتا ہے جسکو انسان کے قلب کی سب سے اعلیٰ کیفیت سمجھنا چاہیئے۔

लभंते ब्रह्म निर्वाण मृषयः क्षीण कल्मषाः॥
छिन्न द्वैधा यतात्मानः सर्व भूत हिते रताः॥२५॥

بطون میں سلسلۂ خیالات کے رُکنے سے استغراق حاصل ہوتا ہے

(۲۵) جو عارف گناہوں سے مخلصی پاتے ہیں شکوک سے بریت حاصل کرتے ہیں اپنے دلپر حاوی ہو جاتے ہیں اور کل عالم کی بہتری مدنظر رکھتے ہیں وہ ذات میں حاصل ہوتے ہیں۔

نردان ایک حالت کیف اور سرور کی ہے جسمیں انسان کو اپنے وجود کی مطلق خبر نہیں رہتی



جس کے بیان کرنے کی کلام کو طاقت نہیں ہے اور جس کا ثبوت صرف شاغل کو اپنے بطون میں ملتا ہے۔

काम क्रोध वियुक्तानां यतीनां यतचेतसाम्॥
अभितो ब्रह्मनिर्वाणं वर्तते विदितात्मनाम्॥२६॥

ترک خیال سے خواہش اور غضب پر فتح ملتی ہے اور یہی وسیلہ وصال ذات کا ہے

(۲۶) جو خواہش اور غضب سے بری اور خیال پر قادر ہو کر تارک ہیں اور علم خود شناسی رکھتے ہیں اون کو ذات کا سرور حاصل ہے تارک وہ ہے جو خیال کے حرکت کو قابو میں رکھکر سب فعلوں کو کرتا ہے نہ وہ شخص جو اسباب ظاہری کو ترک کر دیتا ہے۔

स्पर्शान्कृत्वा बहिर्बाह्यांश्चक्षुश्चैवांतरे भ्रुवोः॥
प्राणापानौ समौ कृत्वा नासाभ्यंतर चारिणौ॥२७॥
यतेंद्रिय मनो बुद्धि मुनि र्मोक्ष परायणः॥
विगतेच्छा भयक्रोधः यः सदा मुक्त एव सः॥२८॥

بھرکٹی دھیان یعنی سرت سادھنا

(۲۷) جو عارف تعلقات بیرونی کو باہر کر کے اور نظر کو بھنوؤں کی وسط میں ٹھیرا کے اور ناک میں سے گذرنے والے انفاس بالا و پائیں کو مساوی کر کے۔

(۲۸) حواس دل اور عقل پر قادر ہو جاتا ہے آزادی حاصل کرتا ہے اور خواہش خوف اور غصہ سے مخلصی پاتا ہے وہ ہر وقت نجات رکھتا ہے۔

جو شخص مندرجہ بالا ہدایت کے بموجب محسوسات کا خیال دور کر کے دل کو یکسو کرتا ہے اور اپنی نظر کو اوس مقام پر جہاں ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہے ٹھیراتا ہے اور منہ بند کر کے سانس کی آمد و شد ناک سے رکھتا ہے اوسے تھوڑے عرصہ کے بعد سانس کی رفتار میں ایک قسم کا سکون معلوم ہوتا ہے تب اوس کے بطون میں خیالات کا سلسلہ رُک جاتا ہے اور علم اشراق آشکارا

ہوتا ہے۔کرشن بھگوان نے اس عملی طریقہ کو کُل ویدونمیں سے انتخاب کرکے اہل دنیا کو اوسپر کاربند ہونیکی اجازت دی ہے اور یہی بھرکٹی دھیان سُرت سادھنا اور سہج اوستھا کے مختلف ناموں سے موسوم ہوا ہے اور اسی کی بدولت کشایش باطن حاصل ہوتی ہے پس جو لوگ اس شغل کے کئے بغیر قیل وقال کرتے ہیں اونہیں اپنے بیانات کے راست ہونے کا بھروسہ بالکل نہیں ہوتا رام چندرجی نے بھی رام گیتا میں اس شغل کی تشریح ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔

| | |
|---|---|
| جاگرت وشواکار کولاوے تجس مائیں | تجس مئی کو لین کرے پراگ مکارے مائیں |
| پراگ مئی کو لین کرے تریا انبہ ماہیں | اوسی ویس میں ہو رہی جہاں دوسرا ناہیں |

زمانۂ سلف کے اکثر عارفوں نے اِسی ضمیر کو مختلف کلمات میں ادا کیا ہے جنکی نظر بطون پر ہوتی ہے وہ تو سب کلام میں ایک ہی ضمیر پاتے ہیں اور جو اس سرزمین سے بے خبر ہیں وہ واہمات میں پڑے رہتے ہیں اس موقع پر شایقین کے مطالعہ کیواسطے پران چکر کا ایک نقشہ جسکا حوالہ منتر ۲۹ چوتھی ادھیا میں آچکا ہے دکھایا جاتا ہے اوس کی پوری تشریح مؤلف کے تصنیف کئے ہوئے بھاشا کے برہم درشن نامی گرنتھ میں مل سکتی ہے۔

भोक्तारं यज्ञ तपसां सर्व लोक महेश्वरम् ॥
सुहृदं सर्व भूतानां ज्ञात्वा मां शांति मृच्छति ॥२९॥

| |
|---|
| اس شغل کی برکت سے عارف ذات میں وصل ہوتا ہے |

(۲۹) یہ جانکر کہ میں یگ اور تپ سے حظ اوٹھانیوالا صاحب اور کل مخلوقات کا دوست ہوں وہ تسکین پاتا ہے۔

ذات پاک عمل اور ریاض کو جس کا ظہور قدرت سے ہوتا ہے صرف تمیز کرتی ہے اونکی فاعل نہیں بنتی وہ کُل موجودات میں محیط ہے سارا عالم اوس کی فرع ہے اور اوس کے جاننے سے آرام ابدی ملتا ہے۔



इति श्रीमद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे कर्म संन्यास योगोनाम पंचमोऽध्यायः॥५

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں سری کرشن اور ارجن کی تقریر کی پانچویں ادھیا سنیاس یوگ نام ختم ہوئی

## پانچویں ادھیا کا خلاصہ

پانچویں ادھیا نے کرم سیناس اور کرم یوگ کے مختلف ہونے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ہی کیفیت قلبی کی دو صورتیں ہیں سانکہ سے علم حقیقت اور یوگ سے علم معرفت مراد ہے یوگی تمام افعال جسمانی کو کرتے ہوئے بھی نظر بباطن رہتا ہے مگر اور طریقوں کے شاغل جب کاروبار دنیوی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نظر بالغیر ہو جاتے ہیں یوگی کے معنی واصل کے اور سنیاسی کے معنی تارک کے ہیں علم معرفت کے بغیر افعال کا ترک نہیں بنتا اور علم حقیقت کے بغیر وصال ممکن نہیں اس لئے سنیاس اور یوگ لازم ملزوم ہیں اونکے حاصل ہونے پر انسان دریافت کرلیتا ہے کہ جان افعال جسمانی کی فاعل نہیں بنتی اور اونکے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتی مگر وہ جہل کے سبب عوام کو پابند افعال معلوم ہوتی ہے ۲۷ و ۲۸ اور ۲۹ منتر میں جو شغل لکھا گیا ہے اوسکی مدد سے مشاہدہ جان ہوتا ہے اور اسکی تشریح ۱۸ سے ۲۲ منتر تک کیگئی ہے اس منزل کو انسان اپنی زندگی میں پاسکتا ہے زمانۂ مستقل پر نظر رکھنا صرف بیم ورجا میں پھنسنا ہے۔

# چھٹی ادھیا آتم سیم یوگ

## श्रीभगवानुवाच

अनाश्रितः कर्मफलं कार्यं कर्म करोतियः ॥

ससंन्यासी च योगी च न निरग्निर्न चाक्रियः ॥१॥

## شری بھگوان فرماتے ہیں

سنیاسی اور یوگی کی تعریف

(۱) سنیاسی اور یوگی وہ شخص ہے جو نتیجہ پر نظر نرکھکر فعل کرتا ہے نہ کہ وہ شخص جو آگ کو استعمال میں نہیں لاتا یا مذہبی پابندیان چھوڑ دیتا ہے۔

سنیاسی یا یوگی سے جتنے فعل صادر ہوتے ہیں جبر کی حالت میں ہوتے ہیں اور اوس کو اوسکے نتیجہ سے سروکار نہیں ہوتا انسان کے قلب کی ایسی کیفیت کا نام ترک ہے تارک ہونے کیواسطے افعال لازمی کا چھوڑنا ضرور نہیں ہے صرف اونکا بے تعلق ہوکر کرنا کافی ہے پس جو لوگ کاروبار دنیوی سے کنارہ کرکے اپنے آپ کو تارک بتاتے ہیں وہ تارک نہیں ہیں بلکہ دنیا پرست ہیں انسان صرف کپڑوں کے رنگنے اور مذہبی رسوم کے ترک کرنے سے سنیاسی یا یوگی نہیں ہو سکتا افعال کا بے تعلقی کے ساتھہ کرنا ترک کی اصلی مراد ہے۔

यं संन्यास मिति प्राहु र्योगंतं विद्धि पांडव ॥

नह्यसंन्यस्त संकल्पो योगी भवति कश्चन ॥२॥

سنیاس یعنی ترک خیال کے بغیر یوگ ہونا ناممکن ہے

(۲) جس کو سیناس کہتے ہیں ارجن اوسی کو یوگ سمجھ۔ کیون کہ خیالات کے ترک کئے بغیر کوئی یوگی نہیں ہو سکتا۔

سلسلۂ خیالات کو روک کر علم ذات کا حاصل کرنا سیناس کہلاتا ہے۔ یوگ علم و سرور کی اوس حالت کا نام ہی جسمیں خیالات بیم ورجا کے پیدا نہیں ہوتے ہیں اور واقعات کی تصویر پیش نظر رہتی ہے



आरुरुक्षो मुनेर्योगं कर्म कारण मुच्यते ॥

योगारूढस्य तस्यैव शमः कारण मुच्यते ॥३॥

ترک خیال کی کوشش کو شغل کہتے ہیں ترک خیال کی حالت سکون کو کمال کہتے ہیں۔

(۳) جبتک عارف یوگ کا شاغل ہوتا ہے اوسکا ذریعہ فعل کہلاتا ہے جس وقت وہ یوگ میں کامل ہو جاتا ہے اوس کا ذریعہ سکون کہا جاتا ہے

جسوقت تک شاغل شغل کی عادت ڈالتا رہتا ہے اوسوقت تک اوسکا وہ فعل اختیاری ہوا کرتا ہے جب کچھہ عرصہ کی مزاولت سے شغل کا کرنا اوس کی طبیعت کا خاصہ ہو جاتا ہی تب وہ فعل جبریہ کہا جاتا ہے

यदाहि नेंद्रियार्थेषु न कर्म स्वनु षज्जते ॥

सर्व संकल्प संन्यासी योगा रूढस्त दोच्यते ॥४॥

حالت سکون کی شناخت

(۴) جسوقت تمام واہمات کے ترک کرنے پر انسان کی توجہ محسوسات اور فعلوں کے طرف نہیں جاتی اوسوقت وہ یوگ میں کامل کہا جاتا ہے۔

جسوقت علم ذات کے سرور کے غالب ہونے پر محسوسات کا علم نہیں رہتا اور ذات واحد کا جلوہ کل عالم میں نظر آتا ہے اوسوقت یوگ کی حالت انسان کے دل میں آشکارا ہوتی ہے

उद्धरे दात्म नात्मानं नात्मान मवसादयेत्

आत्मैव ह्यात्मनो बंधु रात्मैव रिपुरात्मनः ॥५॥

انسان کا درجہ کمال کو حاصل کرنا فرض ہے

(۵) انسان دلکو عروج دے نہ کہ دل کو پستی میں گرائے۔ دل ہی اپنا دوست ہے اور دل ہی اپنا دشمن

یوگ کا حاصل کرنا دلکو عروج دینا ہے۔ یوگ سے واقف نہونا اور گرفتار واہمات رہنا دلکو پستی میں گرانا ہے اوس کی ترقی و تنزل انسان کے اختیار میں ہے

बंधुरात्मा त्मनस्तस्य येनात्मै वात्मनाजितः ॥

अनात्मनस्तु शत्रुत्वे वर्त्तेतात्मैव शत्रुवत् ॥६॥

کامل اور ناقص رہنے کا انحصار انسانکی ذات پر ہے

(۶) جو بشر دلپر فتح پاتا ہے اوسکا دل اوسکا دوست بنجاتا ہے۔ مگر جو دل پر

قادر نہیں ہوتا اوسکا دل اوس کے ساتھ دشمن کے مانند برتاؤ کرتا ہے۔
یوگ کے وسیلہ سے دل قابو میں آکر دوست بن جاتا ہے جو یوگ سے ناواقف ہے اوس کا دل اوس کے قابو میں نہونے کیوجہ سے باعث آزار ہو جاتا ہے۔

जितात्मनः प्रशांतस्य परमात्मा समाहितः॥
शीतोष्णसुख दुःखेषु तथा मानापमानयोः॥७॥

**صاحب کمال اطمینان پاتا ہے** (۷) جو دلپر قادر ہوتا ہے اور اطمینان رکھتا ہے اوسکا دل سردی اور گرمی رنج اور راحت۔ عزت اور اہانت میں مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے۔
یوگی کی توجہ بیرونی تعلقات کیطرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہے اور بطون میں ذات بحت کا جلوہ دیکھتا ہے

ज्ञान विज्ञान तृप्तात्मा कूटस्थो विजितेंद्रियः॥
युक्त इत्युच्यते योगी समलोष्टाश्मकांचनः॥८॥

**علم و سرور رکھتا ہے** (۸) وہ یوگی جسکا دل علم و سرور سے معمور رہے اور جو آزاد رہتا ہے اور حواس پر قابو رکھتا ہے اور جسکے نزدیک مٹی پتھر اور سونا مساوی ہے ذات میں وصل کہا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| آنند کے سندھ ہو میں آن بسے تنکو نہ ہو تن کو چنتو | جب آپ میں آپ سمائے گئے تب آپ میں آپ لہو اپنو |
| جب آپ میں آپ لہو اپنو تب اپنا ہی جاپ رہو جپنو | جب گیان کو بھان پرکاش بھئو جگ جیون ہوئے رہو سپنو |

सुहृन्मित्रार्युदासीन मध्यस्थ द्वेष्य बंधुषु॥
साधुष्वपिच पापेषु सम बुद्धि र्विशिष्यते॥९॥

**کل عالم کو مساوی جانتا ہے** (۹) جو محب دوست دشمن اور بے غرض کو دوستی اور دشمنی یکساں رکھنے والیکو بیگانے اور یگانے کو نیک افعال اور بد افعال کو مساوی خیال کرتا ہے وہ اعلیٰ ہے

بھولو سماوہ جاپ بھول گیو پن پاپ کون ہر کون آپ کہاں لو بکھانئے
برہون سنجوگ بھئے سوگ اولٹ بھوگ بھئے سرحن یہ جوگ بھئے کیسی جوگ جانئے

---

جانت ہے دو […]
جل میں ترنگ […]

[…] तः॥
[…] ः॥१०॥

**یوگ کے شغل کی ہدایت** (۱۰ […]
روک کر بیم ورجا چھوڑ کر […]
شغل کی مزاولت عارف […]
ذات کی طرف سے نہ ہٹا سک […]

| | |
|---|---|
| عزلت زخودی و خو […] | |
| بیشک علے وہتے و شو […] | |

[…]सनमात्मनः॥
[…]लाजिन कुशोत्तरम्॥११॥
[…] यतचित्तेंद्रिय क्रियः॥
[…]ञ्ज्या द्योग मात्म विशुद्धये॥१२॥

**یوگ کے لوازمات** (۱۱) وہ کسی پاک جگہ چادر پر مرگ چرم پر یا کشا گھاس […] بہت نیچی اپنی نشست بیحرکت قایم کرے۔
(۱۲) دل کو یکسو کرکے قوت خیال اور حواس کے فعلوں کو روک کر جائے نشست پر بیٹھکر صفائی قلب حاصل کرنے کیواسطے یوگ میں مشغول ہو۔
ایک شغل تو پانچویں ادھیاے کے ۲۷ و ۲۸ منتر میں بیان کیا جاچکا ہے دوسرا اس موقع پر درج ہوا ہے تیسرے شغل کا آٹھویں ادھیاے کے ۱۲ و ۱۳ منتر میں آگے بیان کیا جاوے گا یہ تین مختلف طریقے قوت خیال کو

شایقین سوچیں کہ گنیش کی مورتی جسکی پوجا اہل ہند سب سے پہلے کرتے ہیں کیا معنی رکھتی ہی۔ انسان کے دھڑ پر ہاتھی کا سر کاٹ کر لگا دینا معقولات کے خلاف ہے

واقعات یہ ہیں کہ زمانہ سلف میں جو استعارات تحریر میں آتے تھے گرو کی زبان سے اُنکی تشریح ہوا کرتی تھی افسوس کہ اب گرو ہی معنی سے بیخبر ہیں چیلے کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔

شو پوران میں گنیش جی کی ولادت کی روایت درج ہے جسکے لغوی معنی پر عوام نے اپنا خیال جمالیا ہے اور اصلی مطلب کو گم کر دیا ہے البتہ غور و فکر سے اس روایت کے معنی بخوبی حل ہو جاتے ہیں ماتا پاروتی پرکرتی یعنی شکتی کا رُوپ ہے اور پتا مہادیو پُورش یعنی شو کا سُروپ ہے۔ پرکرتی کا اُبٹن یا میل پنچ مہا بھوت ہیں جنہیں عناصر کثیف کہتے ہیں اور جن سے کل اجسام کی پیدایش ہے۔ اہنکار یعنی پندار جسم کا دوارپال یا نگہبان ہے اور وہ پرکرتی کا بندہ ہونیکی وجہ سے اپنے پتا آنند روپ شو کو نہیں پہچانتا اور اپنے انتہ کرن یعنی قلب میں اس کی علم الیقین کو داخل نہیں ہونے دیتا جب اُس پورش کا علم قلب میں دخل پاتا ہی اُوسی وقت انانیت کا سر کٹ جاتا ہی ہاتھی کے سر کا لگانا اس غرض سے بیان کیا گیا کہ اجسام دو قسم کے ہیں کشر اور اکشر یعنی فانی اور باقی۔ فانی اجسام میں چوہا سب سے چھوٹا اور ہاتھی سب سے بڑا ہی اور دونوں میں کامل مشابہت ہی اسیطرح علم جزدیت سب سے چھوٹا اور علم کلّیت سب سے بڑا مسلمہ ہی سنسکرت کی زبان میں اکشر غیر فانی کو کہتے ہیں اور وہ لفظ حروف تہجی کو بھی تعبیر کرتا ہی جنمیں ॐ اونکار سب سے بڑا ہے اور سب سے اوّل آتا ہے۔

اس اسم اعظم کی تحریری شکل پر غور کیا جاوے اور اولٹ کر دیکھا جاوے تو وہ ایک دانت والے ہاتھی کے سر کے مثال ہے۔ ہاتھی کا سر کاٹ کر انسان کے دھڑ پر لگا دینے سے یہ مراد لیگئی ہے کہ اہنکار یعنی جزویت کے پندار کو دماغ سے نکالکر اونکار ॐ یعنی کلّیت کا علم وہاں قایم کیا جاوے گن کے معنی گروہ کے ہیں اور ایش یا پتی کے معنی مالک کے ہیں پس گنیش یا گنپتی کا اشارہ گرو پر ہے جو مریدوں کے مجمع کا رہنما ہو کر اونکار ॐ کے اسم اعظم کا شغل اُنکو بتاتا ہی اور جزویت کے پندار کو اُنکے سر سے نکال دیتا ہے یا اُسکو مطیع کر لیتا ہے اسلئے چوہے کو گنیش کی سواری مانا

---

...ہردے تیج پر دھان

...م شانت اور آن

...کروں بکھان

...ہوا نباشی زبان

...ھنیچے پران آیان

समकाय...

संप्रेक्ष्य न...

प्रशातात्मा...

मनः संयम्य...

...ہا اور بیحرکت قایم رکھکر اپنی نظر کو ...پر جاکر

...نوروک کو میرا تصور کرتا ہوا میرے اور اک

...پاوے | جوگی یا بدہ من کو لگا دے

...پریت سی پران جلاوے | جگمگ جوت سہی نہیں جاوے جوت میں آن سماوے

جوگی یا بدہ من کو لگا دے

...ار پنکھٹ کو جات ہے سر گاگر بھر لاوے | سکھی سنگ سے بولت چالت سُرت گاگر سی لاوے

جوگی یا بدہ من کو لگا دے

جیسے نٹ کلا کے کارن گاڑھا ڈہول بجاوے | اپنا بوجہ سادہ سہرا او پر سُرت بانس سی لاوے

جوگی یا بدہ من کو لگا دے

سب شرتی نے اونکار شبد کا اوچارن سب سے مُقدم بتایا ہے اور سمرتی نے اوس شبد کی مورتی بنا کر گنیش کے پرتشٹھا کی ہے اور اوسکو گرو کی مہان دی ہے۔

اس تصویر میں ایک طرف گنیش کی صورت ظاہر ہے اور دوسری طرف ناساگر دھیان یعنی شغل طاؤسی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا طریقہ مجمل طور پر اس ادھیا کے تیرھویں منتر میں درج ہے اس تصویر میں پانچوں دیوتاؤں کے نشان ملتے ہیں اور گایتری کے جاپ کا طریقہ نفس کی رفتار و سکون کے ذریعہ سے جسے پورک کُنبھک اور ریچک کہتے ہیں دکھایا گیا ہے یوگ کی یہ سب سے آسان اور عمدہ سیڑھی ہے اور اسکی تفصیل اتھرون وید کی یوگ شکھا اپنشد میں لکھی ہوئی ہے

युजन्नेवं सदात्मानं योगी नियत मानसः ॥
शांतिं निर्वाण परमां मत्संस्था मधिगच्छति ॥१५॥

یوگ سے اعلیٰ درجے کی راحت حاصل ہوتی (۱۵) جو یوگی دل کو روک کر ہمیشہ اس طرح پر شغل کرتا ہے وہ اعلیٰ درجے کی راحت کو جو مجھہ میں موجود ہے حاصل کرتا ہے۔

مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے انسان وصال ذات کا اعلیٰ سرور حاصل کرتا ہے۔

नात्यश्नतस्तु योगोऽस्ति न चैकांत मनश्नतः ॥
नचाति स्वप्न शीलस्य जाग्रतो नैव चार्जुन ॥१६॥

یوگ کے شرائط (۱۶) اے ارجن یوگ نہ تو زیادہ خوراک والے کو حاصل ہوتا ہے اور نہ بہت کم خوراک والیکو۔ نہ زیادہ سونے والیکو اور نہ زیادہ جاگنے والیکو۔

युक्ताहार विहारस्य युक्त चेष्टस्य कर्मसु ॥
युक्तस्वप्नाऽवबोधस्य योगो भवति दुःखहा ॥१७॥

اعتدال سے یوگ حاصل ہوتا ہے (۱۷) جس شخص کی غذا اور تفریح اعتدال کیساتھہ ہوتی ہے اور جو کام میں اعتدال کیساتھہ محنت کرتا ہے اور اعتدال کے ساتھہ سوتا اور جاگتا ہے اوسکو راحت دینے والا یوگ حاصل ہوتا ہے۔



شری بھگوان نے اعتدال اختیار کرنیکی ہدایت کی ہے اور تمام حکماُ کی بھی یہی رائے ہوئی ہے۔ گو ایک عشق کیحالت جسمیں عاشق محو رہا کرتا ہے یعنی کہانے پینے۔ چلنے۔ بیٹھنے۔ سونے۔ جگنے۔ میں اوسکے عشق کیحالت نہیں بدلتی۔

यदा विनयतं चित्त मात्मन्ये वावतिष्ठति ॥
निःस्पृहः सर्वकामेभ्यो युक्त इत्युच्यते तदा ॥१८॥

یوگ کے کمال کی شناخت (۱۸) جس وقت خیال رُک کر اور اک ذات میں قایم ہوجاتا ہے اور تمام لذات کا شوق جاتا رہتا ہے اُسوقت انسان یوگی کہا جاتا ہے۔

خیال کا قایم ہوجانا اور لذات کیساتھہ شوق و نفرت نہ رہنا یوگ کی شناخت ہے۔

यथा दीपो निवातस्थो नेंगते सोपमास्मृता ॥
योगिनो यतचित्तस्य युंजतो योगमात्मनः ॥१९॥

اوس کی تمثیل (۱۹) چراغ کی لو بند ہوا میں نہیں ہلتی یہ اوس یوگی کی مثال دی گئی ہے جو خیال پر قادر ہے اور جسکا دل یوگ میں مصروف ہے۔

بند ہوا میں چراغ کی لو ساکن اور منور ہوتی ہے اور یہ تمثیل یوگی کی ہے جسکا دل خیالات کی تھپیڑے سے بچا ہوا ہے۔

यत्रो परमते चित्त निरुद्धं योग सेवया ॥
यत्र चै वात्मनात्मानं पश्यन्नात्मनि तुष्यति ॥२०॥

یوگ کے وسیلہ سے سکون قلب پیدا ہو کر مشاہدہ ذات حاصل ہوتا ہے جس کی مزاولت کرنے پر شغل کے وسیلہ سے قوت خیال رُک کر ساکن ہوجاتی ہے اور انسان اپنی ذاتکو اپنی بطون میں خود مشاہدہ کرکے مسرور ہوتا ہے

सुखमा त्यंतिकं यत्तद्बुद्धिग्राह्य मतींद्रियम् ॥
वेत्तियत्र नचैवायं स्थितश्चलति तत्त्वतः ॥२१॥

یوگ سے راحت ابدی حاصل ہوتی ہے (۲۱) جس کی بدولت وہ اوس بے انتہا راحت کو جو استغراق میں تمیز ہوتی ہے اور حواس کے حیطہ سے باہر ہے ادراک کرتا ہے اور اصول پر قایم ہوکر علم حقیقت

سے برگشتہ نہیں ہوتا۔

यंलब्ध्वा चाऽपरं लाभं मन्यत्ते नाधिकं ततः॥

यस्मिन्स्थितो नदुःखेन गुरुणापि विचाल्य ते॥२२॥

یوگ سب سے اعلیٰ ہی اور وہ انسان کو حالت سکون بخشتا ہی

(۲۲) جسکو حاصل کرکے وہ کوئی شے اوس سے اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے نہیں پاتا اور جسمیں قایم ہوکر وہ سخت تکلیف سے بھی جنبش نھیں کھاتا۔

तंविद्याद्दुःख संयोग वियोगं योग संज्ञितम्॥

सनिश्चयेन योक्तव्यो योगोऽनिर्विण्ण चेतसा॥२३॥

یوگکا حاصل کرنا فرض ہی

(۲۳) اور جو تکلیف کے تعلق کو قطع کرتا ہے اوسکا نام یوگ جاننا چاہئے اوسمیں انسان کو استقلال اور ہمت کے ساتھ مصروف ہونا واجب ہے۔

संकल्प प्रभवान्कामांस्त्यक्त्वा सर्वानशेषतः॥

मनसैवेंद्रियग्रामं विनियम्य समंततः ॥२४॥

शनैः शनै रुपरु मेद बुद्ध्या धृति गृहीतया॥

आत्म संस्थं मनः कृत्वा नकिंचिदपि चिंतयेत्॥२५

یوگ کا طریقہ ضبط دل ہی

(۲۴) شاغل کو چاہئے کہ وہ اُن تمام خواہشون کو جو خیال سے پیدا ہوں کلیتاً ترک کرکے دل سے حواس کے گروہ کو روک کر۔

(۲۵) استقلال کے ساتھ رفتہ رفتہ حواس سے نظر اوٹھاوے اور توجہ کو بطون میں ٹھیر اگر کسی شے کا خیال نکرے۔

خیال کی حرکت کو جو باہر کی طرف جاتی ہی روکنے سے خیال ساکن ہوجاتا ہے اور اسوقت انسان اپنے حواس سے بے خبر ہوجاتا ہے۔



यतोयतो निश्चरति मनश्चंचल मस्थिरम्॥



ततस्ततो नियम्यै तदात्मन्येव वशं नयेत्॥२६॥

ضبط دل کی مزاولت واجب ہے

(۲۶) جس جس طرف بیقرار اور متحرک دل جاوے اوس اوس طرف سے روک کر اوسکو بطون میں ٹھیرائے

دل پرندے کے مانند محسوسات کی طرف پرواز کرتا ہے شاغل کو اوس کی بیقراری دور کرنی لازم ہی

प्रशांत मनसं ह्येनं योगिनं सुखमुत्तमम्

उपैति शांत रजसं ब्रह्मभूत मकल्मषम्॥२७॥

اس طرح پر یوگ میں کمال حاصل ہوتا ہے اور اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے۔

(۲۷) جب یوگی سکون دلکو حاصل کرتا ہی خواہشات سے بری اور ذات میں وصل ہوتا ہے اور گناہون سے پاک ہوجاتا ہے تب اوسے اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے۔

युजन्नेवं सदात्मानं योगी विगत कल्मषः॥

सुखेन ब्रह्मसंस्पर्श मत्यंतं सुखमश्नुते॥२८॥

وصال ذات کی بےانتہا راحت حاصل ہوتی ہے

(۲۸) یوگی اس طرح پر شغل کرنے کی بدولت گناہوں سے آزاد ہوکر وصال ذات کی بےانتہا راحت کو بآسانی حاصل کرتا ہے۔

सर्व भूतस्थ मात्मानं सर्व भूतानि चात्मनि॥

ईक्षते योग युक्तात्मा सर्वत्र सम दर्शनः॥२९॥

یوگی توحید کا لطف اوٹھاتا ہی

(۲۹) جو یوگی ذات میں وصل ہوجاتا ہی اور سب کو مساوی جانتا ہی وہ اپنے آپ کو کل مخلوقات میں اور کل مخلوقات کو اپنی ذاتمیں موجود دیکھتا ہے۔

یوگی ذات واحد کو کل اجسام میں محیط دیکھتا ہے اور اوس کو اپنی ہستی جانتا ہے پس وہ اپنے آپ کو کل مخلوقات میں پاتا ہے یہ منتر معقولات کی ادراک سے برتر ہی اور اسکی سمجھنے کیواسطے مشاہدہ درکار ہی یعنی وہ حالت سکون جسکا اس ادھیا کی تیسرے منتر میں ذکر ہوچکا ہی حاصل کرنی ضروری ہی اگلا منتر اس منتر کی توضیع کرتا ہی

योमां पश्यति सर्वत्र सर्वंच मय पश्यति॥

तस्याहं न प्रणश्यामि स च मे न प्रणश्यति ॥ ३० ॥

کثرت میں وحدت کا تماشہ دیکھتا ہے

(٣٠) جو مجھکو سب میں اور سب کو مجھ میں دیکھتا ہے اوس سے میں جدا نہیں ہوتا اور وہ مجھسے جدا نہیں ہوتا ہے۔

सर्वभूतस्थितं यो मां भजत्येकत्वमास्थितः ॥
सर्वथा वर्त्तमानोपि स योगी मयि वर्त्तते ॥ ३१ ॥

جو موحد ہوتا ہے وہ وصال ذات حاصل کرتا ہے

(٣١) جو یوگی توحید کی نظر سے مجھکو کل مخلوقات میں مقیم مانتا ہے وہ ہر حال میں مجھ میں وصل رہتا ہے۔

आत्मौपम्येन सर्वत्र समं पश्यति योऽर्जुन ॥
सुखं वा यदि वा दुःखं स योगी परमो मतः ॥ ३२ ॥

جو موحد رنج وراحت میں مساوی رہتا ہے وہ اعلی ہے

(٣٢) اے ارجن جو یوگی ذات کو واحد تسلیم کرکے رنج وراحت کو مساوی جانتا ہے وہ اعلی مانا گیا ہے۔

अर्जुन उवाच । योऽयं योगस्त्वया प्रोक्तः साम्येन मधुसूदन ।
एतस्याहं न पश्यामि चंचलत्वात्स्थितिं स्थिराम् ॥ ३३ ॥

مساوات کے تسلیم کا قایم ہونا مشکل ہے

ارجن نے کہا (٣٣) اے کرشن آپ نے جو یہ یوگ مساوات کے اصول پر بتایا ہے میں انسانی دل کے متحرک ہونیکی وجہ سے اوس کے تسلیم کو استحکام نہیں دیکھتا۔

चंचलं हि मनः कृष्ण प्रमाथि बलवद्दृढम् ॥
तस्याहं निग्रहं मन्ये वायोरिव सुदुष्करम् ॥ ३४ ॥

دل بڑا سرکش ہے اور اسکا روکنا سخت دشوار ہے

(٣٤) اے کرشن دل متحرک۔ مفسد۔ زبردست اور سرکش ہے میری رائے میں اسکا قابو میں کرنا مثل ہوا کے روکنے کے مشکل ہے

श्रीभगवानुवाच । असंशयं महाबाहो मनो दुर्निग्रहं चलम् ।



अभ्यासेन तु कौन्तेय वैराग्येण च गृह्यते ॥ ३५ ॥

دل بیشک متحرک ہے مگر شغل اور عشق سے قابو میں آتا ہے

شری بھگوان نے جواب دیا (٣٥) اے ارجن دل بیشک قرار نہیں رکھتا اور مشکل سے قابو میں آتا ہے لیکن وہ شغل اور عشق حقیقی کے وسیلہ سے قابو میں آجاتا ہے۔

असंयतात्मना योगो दुष्प्राप इति मे मतिः ॥
वश्यात्मना तु यतता शक्योऽवाप्तुमुपायतः ॥ ३६ ॥

دلکے قابو میں آنے پر یوگ منحصر ہے

(٣٦) میری رائے میں جو لوگ دل پر قادر نہیں ہیں اونہیں یوگ حاصل ہونا دشوار ہے البتہ جو لوگ دل پر قادر ہیں کوشش کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

अर्जुन उवाच ॥ अयतिः श्रद्धयोपेतो योगाच्चलितमानसः ॥
अप्राप्य योगसंसिद्धिं कां गतिं कृष्ण गच्छति ॥ ३७ ॥

جو طالب یوگ کے کمال کو نہیں پاتا اوس کا کیا انجام ہوتا ہے

ارجن نے سوال کیا (٣٧) اے کرشن جو اہل ارادت شغل سے ناواقف رہتا ہے اور یوگ میں دل نہیں لگاسکتا یوگ کا درجہ کمال حاصل نہ ہونے سے اوس کا کیا حال ہوتا ہے۔

कच्चिन्नोभयविभ्रष्टश्छिन्नाभ्रमिव नश्यति ॥
अप्रतिष्ठो महाबाहो विमूढो ब्रह्मणः पथि ॥ ३८ ॥

وہ ناقص رہکر فنا ہوجاتا ہے یا نہیں۔

(٣٨) کیا وہ شخص جو سکون نہیں رکھتا اور مطلوب کے راستہ سے بے خبر ہے دونوں طرف سے ناقص رہکر بادل کے ٹکڑوں کی مانند فنا نہیں ہوجاتا۔

एतन्मे संशयं कृष्ण छेत्तुमर्हस्यशेषतः ॥
त्वदन्यः संशयस्यास्य छेत्ता न ह्युपपद्यते ॥ ३९ ॥

یہ شک آپ رفع کیجئے

(٣٩) آپ کو یہ میرا شک کامل طور پر رفع کرنا لازم ہے کیونکہ آپ کے سوائے اور کوئی اس شک کا رفع کرنیوالا نہیں ہے۔

पार्थनैवेह नामुत्र विनाशस्तस्य विद्यते ॥
नहि कल्याणकृत्कश्चिद्दुर्गतिं तात गच्छति ॥४०॥

نیکی کی طرف رجوع کرنیوالا فنا نہیں ہوتا۔

شری بھگوان نے فرمایا (۴۰) اے ارجن وہ اس عالم اور اوس
عالم میں فنا نہیں ہوتا۔ اے عزیز نیکی کرنیوالا ہرگز خرابی میں نہیں آتا

प्राप्य पुण्यकृतां ल्लोकानुषित्वा शाश्वतीः समाः
शुचीनां श्रीमतां गेहे योगभ्रष्टोऽभिजायते ॥४१॥

اوسکی نیکی کا ظہور آئندہ نیک افعالون میں ہوتا ہے۔

(۴۱) جو شخص یوگ سے بے بہرہ رہجاتا ہی وہ نیک افعالونکے عالم میں پہنچکر اور
زمانہ دراز وہاں رہکر یا تو نیک افعال دولتمندوں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے

अथवा योगिनामेव कुले भवति धीमताम् ॥
एतद्धि दुर्लभतरं लोके जन्म यदीदृशम् ॥४२॥

علم ذات سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہے

(۴۲) یا دانشمند یوگیوں کے خاندان میں پیدا ہوتا ہی مگر دنیا
میں اس قسم کی تولید بہت نادر ہوتی ہے۔

یوگ یعنی علم ذات کے حاصل کرنیکے واسطے نیک افعالی طالب کا شعار ہوتا ہے اور نیک افعال کا
مسکن کرہ ستوگن میں ہوتا ہی (دیکھو ادہیائے ۱۴ منتر ۱۸) اس لئے جو شخص یوگ کے درجہ کمال کو نہیں
پہنچتا اوسکی قوت علمی جسم کے ترک کرنیکے بعد کرہ ستوگن میں محو ہو جاتی ہے اور اوسی کرہ سے آئندہ
نسلوں میں بصورت نیک افعالی ظاہر ہوتی ہے۔ (دیکھو ساتویں ادہیاء کے آخر میں پرکرتی یعنی قدرت
کے منازل کا نقشہ) یوگیوں کی منزل کرہ ستوگن سے باندہا نی گئی ہی اگر وہ عیال دار فرض کئے جاویں
تو اولاد کا ہونا ممکن ہے اور طالب ذات کی قوت علمی جسکو کمال حاصل نہیں ہوا کشش مقناطیسی (اچہا کان)
سے یوگیوں کے خاندان میں ظہور پا سکتی ہے۔ (دیکھو پندرہویں ادہیا کا آٹھواں منتر)
اگر یوگی تارک اور مجرد مانے جاویں تو اولاد کا پیدا ہونا قاعدہ قدرت کے خلاف اور بعید از قیاس
ہو جاتا ہی غور کرنا چاہئے کہ تولید دو قسم کی مانی گئی ہی ایک جسمانی دوسری علمی پہلی قسم کی تولید باپ سے



ہوا کرتی ہی اور دوسری قسم کی تولید گرو سے اس طرح پر علم ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا
رہتا ہے اس موقع پر لفظ پیدایش سے ولادت علمی مراد ہی نہ کہ جسمی آتما تو بالذات قایم ہے یہ سب تبدل و
تغیر پرکرتی میں ہوتا رہتا ہے اہل ہند نے تسلیم کیا ہے کہ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا اگیانی کو ہوتا ہے
اسکے معنی پر ذرہ غور کرنا چاہئے۔ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا یعنی روشنی میں غلطی نہیں ہوتی اگیانی کا
آواگون ہوتا ہے یعنی اندہیرے میں غلطی کا ہونا ممکن ہے۔ گیان مثل آفتاب کے روشن ہے اس لئے
وہاں آواگون جیو کا موہوم ثابت ہوتا ہے اگیان مثل شب تار کے ہی پس اوسمیں آواگون کا وجود فرض
ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہئے کہ کونسی تسلیم صحیح ہے بیشک جو کچھ روشنی میں دریافت کیا جاتا ہے قابل
تسلیم ہوتا ہے اور جو اندہیرے میں معلوم ہوتا ہی پایہ ثبوت نہیں رکہتا آواگون کے معنی آنے اور
جانیکے ہیں اور یہ سلسلہ دنیا میں جاری ہے ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے آواگون کے معنی دوبارہ
جسم قبول کرنے کے خود اوس لفظ سے ثابت نہیں ہوتے البتہ پُنر جنم کے معنی دوبارہ جسم اختیار کرنے کے
ہو سکتے ہیں جو مراد کہ عوام نے آواگون کے لفظ سے اخذ کی ہے وہ کلمات متبرک اور کلام عارفان سے
ثابت نہیں ہوتی ہے اور جو اوس لفظ کے معنی اس موقع پر ہیں وہ پندرہویں ادہیا کے ۸ و ۹ منتر وغیرہ
پر غور کامل کرنیکے بعد دریافت ہو سکتے ہیں۔

तत्र तं बुद्धिसंयोगं लभते पौर्वदेहिकम् ॥
यतते च ततो भूयः संसिद्धौ कुरुनंदन ॥४३॥

علم ذات کشش مقناطیسی رکھتا ہے

(۴۳) اے ارجن وہ وہاں پر سابق جسم کی قوت علمی کو حاصل
کرتا ہی اور پہر کمال پانے کے لئے سعی کرتا ہے۔
وہ کا اشارہ مجموعہ پرکرتی پر ہے جیو نہ کہیں جاتا ہے اور نہ آتا ہے (دیکھو دوسری ادہیا کا منتر نمبر ۲۰)

पूर्वाभ्यासेन तेनैव ह्रियते ह्यवशोऽपि सः ॥
जिज्ञासुरपि योगस्य शब्दब्रह्मातिवर्तते ॥४४॥

اوس کی کشش منزل معرفت پر پہونچاتی ہے۔

(۴۴) یوگ کا طالب زمانہ سابق کے شغل کی مدد سے خود بخود

چرخ قدرت سے پار ہو جاتا ہے۔

طالب صادق کمال کی طرف رجوع کرتے کرتے آخر الامر کمال کو حاصل کرتا ہے۔

प्रयत्नाद्यतमानस्तु योगी संशुद्धकिल्विषः॥
अनेकजन्मसंसिद्धस्ततो याति परां गतिम्॥४५॥

وہ کوشش متواتر چلی جاتی ہے

(۴۵) یوگی کوشش کیساتھ شغل کرکے اور گناہوں سے پاک ہوکر اور بہت سی پیدائش کے بعد منزل کمال کو پاکر اعلیٰ درجہ پر پہونچتا ہے۔

یوگی کیتی کے ذریعہ سے گناہوں سے بری ہوکر بہت سے جنموں میں درجہ کمال حاصل کرتے ہیں۔

اس منتر میں لفظ جنم سے ولادت علمی مراد ہے جس کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے اوس کی بے عمدہ تاریخی مثال بشسٹ جی مہرشی اون کے فرزند پراشر سوامی اور پوتے وید ویاس منی اور پڑپوتے مہامنی سکھدیو جی ہیں یعنی جو علم بشسٹ جی کو حاصل ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ خالص ہوکر سکھدیو جی کے ذات میں درجہ تکمیل پر پہونچا ہے اور زان بعد اون کی نسل کا خاتمہ ہوگیا ہے مگر اون کا علم اب تک زندہ اور موجود ہے۔

तपस्विभ्योऽधिको योगी ज्ञानिभ्योऽपि मतोऽधिकः॥
कर्मिभ्यश्चाधिको योगी तस्माद्योगी भवार्जुन॥४६॥

یوگی سب سے اعلیٰ ہیں

(۴۶) چونکہ یوگی مرتاضوں سے عارفوں سے اور پابندان فعل سے اعلیٰ مانا گیا ہے۔ لہذا اے ارجن تو یوگی ہو۔

योगिनामपि सर्वेषां मद्गतेनान्तरात्मना॥
श्रद्धावान्भजते यो मां स मे युक्ततमो मतः॥४७॥

یوگیوں سے واصل ذات اعلیٰ ہے۔

(۴۷) یوگیون میں سے بھی وہ شخص جو راسخ الاعتقاد ہے اور سچے دل سے میری یاد میں مستغرق رہتا ہے اعلیٰ درجہ کا یوگی مانا جاتا ہے۔

جو یوگی دوئی کا حجاب بالکل اوٹھا دیتا ہے اور ذات لامتناہی کو اپنی ہستی جانتا ہے



سے اعلیٰ ہے۔

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे आत्मसंयमयोगो नाम षष्टोध

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے
طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن
کی تقریر کی چھٹی ادھیا موسوم بہ آتم
سمیم یوگ ختم ہوئی

پانچویں ادھیا میں خیال کے روکنے کے واسطے بہرکٹی دھیان کا علمی طریقہ بیان کیا گیا ہے اس ادھیا میں دوسرے شغل (ناساگر دھیان) کی تشریح کی گئی ہے اور کرشن بھگوان نے اوس کو دل کے ضبط کرنے کا وسیلہ بتایا ہے اور یوگ کو سب سے اعلیٰ مانا ہے اور اوس کے طالب ہونے کو ایما فرمایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یوگ کا تعلق بیرونی انعال سے صرف اوسوقت تک رہتا ہے جب تک کہ کشایش باطنی حاصل نہیں ہوتی جب شاغل قلب کی سیر دیکھنے لگتا ہے اوسوقت اوسے کل اندرونی قوتیں کام میں لانی پڑتی ہیں۔

# ساتویں ادھیا گیان وگیان یوگ ۳۰ منتر

श्रीभगवानुवाच

मय्यासक्तमनाः पार्थ योगं युञ्जन्मदाश्रयः ।।
असंशयं समग्रं मां यथा ज्ञास्यसि तच्छृणु ।।१।।

علم ذات کا بیان ذیل میں درج ہے

شری بھگوان فرماتے ہیں۔ (۱) اے ارجن تو مجھ میں دل لگا کر اور میرا طالب ہو کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے جیسا مجھکو ادراک کریگا اوس کی کیفیت بالتحقیق اور بالتشریح سن۔

پانچویں اور چھٹی ادھیا کے اشغال کی تکمیل پانے پر جو علم ذات شاغل پر منکشف ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اوسکی کیفیت اس ادھیا میں چوتھے منتر سے تیرھویں منتر تک ظاہر کی ہے۔

ज्ञानं तेऽहं सविज्ञानमिदं वक्ष्याम्यशेषतः ।।
यज्ज्ञात्वा नेह भूयोऽन्यज्ज्ञातव्यमवशिष्यते ।।

علم ذات کل علوم میں افضل ہے

(۲) میں وہ علم اشراق بکمال مفصل بتاتا ہوں جسے جانکر دنیا میں پھر اور کچھ جاننا باقی نہیں رہتا

اس ادھیا کے اگلے منتروں میں جو علم حقیقت درج ہے وہ عقل کے وسیلہ سے دریافت نہیں ہوتا بلکہ حالت کیف میں بذریعہ ابھوشکتی یعنی قوت اشراقیہ ادراک ہوتا ہے اوس علم سے آگاہ ہو کر انسان دام غفلت سے کلیتاً رہائی پاتا ہے تب اوسے کسی شے کے حاصل کرنے کی خواہش اور تمنا نہیں رہتی

मनुष्याणां सहस्रेषु कश्चिद्यतति सिद्धये ।।
यततामपि सिद्धानां कश्चिन्मां वेत्ति तत्त्वतः ।।३।।

بہت کم انسان علم ذات کو طالب ہو کر فائز ہوتے ہیں

(۳) ہزاروں انسانوں میں سے کوئی کمال حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے والوں میں سے جو درجۂ کمال پر پہونچتے ہیں اون میں سے بھی



کوئی مجھے واقعی طور پر جانتا ہے۔

حقیقت شناس عارف ہر زمانہ میں نادر الوجود ہوتے آئے ہیں۔

رباعی

ہرگز خرے لایق اطلس نبود
عرفان گوہر گہر شناسے باید

لعل و گوہر مناسب خس نبود
بشناس گہر شناس ہر کس نبود

भूमिरापोऽनलो वायुः खं मनो बुद्धिरेव च ।।
अहंकार इतीयं मे भिन्ना प्रकृतिरष्टधा ।।४।।

صفات کی تشریح

(۴) خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ خلا۔ دل۔ عقل اور انانیت یہ آٹھ مختلف اقسام میرے صفات کی ہیں۔

وید اور دیگر کلمات عارفاں میں پرکرتی کو ہفتگانہ بیان کیا ہے مگر کرشن بھگوان نے اس منتر میں اہنکار یعنی انانیت کو آٹھویں صفت کہا ہے۔ یہ صفت بسیط ہے اور وہ ساتوں صفتیں اوس میں محدود ہیں یعنی انانیت قدیم ہے اور وہ ساتوں صفتیں حادث ہیں پندرھویں ادھیا میں حدوث وقدم کی تعریف کیجائیگی برہم یا ہیہ درشن کی تصویر کو گیارھویں ادھیا کی منتر ۶ کی مقابل دیکھو۔

अपरेयमितस्त्वन्यां प्रकृतिं विद्धि मे पराम् ।।
जीवभूतां महाबाहो ययेदं धार्यते जगत् ।।५।।

ذات کی تعریف

(۵) اے ارجن یہ تو ادنیٰ قوت تھی اس کے علاوہ میری ایک اعلیٰ قوت ہے جو کہ مادہ حیات ہے اور جس سے اس عالم کا قیام ہے۔

ذات صفات ہشتگانہ سے برتر اور فزون ہستی ہے اور اون کے قیام کا باعث ہے وہی کل جانداروں کی جان اور کل عالم کے ظہور کا سبب ہے اوسی کے واسطے پندرھویں ادھیا میں لفظ پرشوتم استعمال کیا گیا ہے جیو کے معنی اس منتر میں ہستی محدود کے نہیں ہیں جو عوام نے فرض کئے ہیں

एतद्योनीनि भूतानि सर्वाणीत्युपधारय ।।

अहं कृत्स्नस्य जगतः प्रभवः प्रलयस्तथा

ذات خالق عالم ہے

تو سمجھ لے کہ تمام مخلوقات اسی سے پیدا ہوتی ہے میں کُل عالم کی پیدائش اور فنا کا مخزن ہوں۔

کُل جاندار مثل حباب کے بحر ذات سے برآمد ہو کر پھر اوسی میں محو ہو جاتے ہیں یعنی صفات کے امتزاج پانیسے اونکے مادّی اجسام پیدا ہوتے ہیں اور ذات کے محیط ہونے کے باعث وہ حرکت کر سکتے ہیں

मत्तः परतरं किंचिन्नान्यदस्ति धनंजय ॥

मयि सर्वमिदं प्रोतं सूत्रे मणिगणा इव ॥७॥

ذات سب سے اعلیٰ اور سب میں موجود ہے

(۷) اے ارجن مجھسے برتر کوئی شے نہیں ہے اور یہ کُل عالم مجھ میں اس طرح پر ویا ہوا ہے جس طرح لڑی میں موتی۔

اجسام بمنزلہ موتی کے ہیں اور ذات اون سب میں لڑی کے مانند موجود ہے ہر انسان کو اوس کی تلاش اپنے بطون میں واجب ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۳ شُشتار یا نظام شمسی)

रसोऽहमप्सु कौंतेय प्रभास्मि शशिसूर्ययोः ॥

प्रणवः सर्ववेदेषु शब्दः खे पौरुषं नृषु ॥८॥

ذات کے لطیف ظہور

(۸) اے پسر کنتی میں پانی میں ذائقہ ہوں چاند اور سورج میں روشنی ہوں سب ویدوں میں اونکار ہوں آکاش میں شبد ہوں اور انسانوں میں مردانگی۔

पुण्यो गंधः पृथिव्यांच तेजश्चास्मि विभावसौ

जीवनं सर्वभूतेषु तपश्चास्मि तपस्विषु ॥९॥

ذات کے لطیف ظہور

(۹) خاک میں خوشبو ہوں آگ میں حرارت ہوں سب جانداروں میں مادۂ حیات ہوں اور مرتاضوں میں ریاضت۔

बीजं मां सर्वभूतानां विद्धि पार्थ सनातनम् ॥

बुद्धिर्बुद्धिमतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ॥१०॥





ذات یعنی جان قدیمی تخم ہے

(۱۰) اے ارجن تو مجھے کُل مخلوقات کا لازوال تخم سمجھ میں عاقلوں میں عقل ہوں اور صاحب جلال میں جلال

बलं बलवतां चाहं कामरागविवर्जितम् ॥

धर्माऽविरुद्धो भूतेषु कामोऽस्मि भरतर्षभ ॥११॥

جان کی قوتوں کی تعریف

(۱۱) اے ارجن میں طاقتوروں میں وہ طاقت ہوں جو خواہش اور شوق سے بری ہے اور انسانوں میں وہ خواہش ہوں جو آئین راستی کے مطابق ہے۔

ये चैव सात्त्विका भावा राजसास्तामसाश्चये ॥

मत्त एवेति तान्विद्धि नत्वहं तेषु ते मयि ॥१२॥

سہ گانگی عالم میں جان سے ظہور پاتی ہے مگر جان اون سے برتر اور پاک ہے

(۱۲) جتنے ستوگنی رجوگنی اور تموگنی خواص ہیں اون کا (قیام) میرے سبب سے سمجھ لے میں اون میں (مقیم) نہیں ہوں بلکہ وہ مجھ میں مقیم ہیں

ستوگن رجوگن اور تموگن کو طاقت قیام و ایجاد و فنا کہنا چاہیئے ان تینوں صفات کا ظہور ذات سے ہوتا ہے جو باوجود اون کو ظہور دینے کے اون سے علیحدہ اور برتر رہتی ہے۔

त्रिभिर्गुणमयैर्भावैरेभिः सर्वमिदं जगत् ॥

मोहितं नाभिजानाति मामेभ्यः परमव्ययम् ॥१३॥

انسان صفت سہ گانہ سے محجوب ہو جان کو لازوال نہیں جانتا۔

(۱۳) یہ کُل عالم ان تینوں صفاتی خواص کے سبب سے غافل ہو کر مجھ لازوال کو جو اون سے برتر ہے نہیں جانتا۔

صفت سہ گانہ کا پردہ حائل ہونیکی وجہ سے انسان ذات کی حقیقت سے بے خبر ہو جاتا ہے

दैवी ह्येषा गुणमयी मम माया दुरत्यया ॥

मामेव ये प्रपद्यंते मायामेतां तरंति ते ॥१४॥

جو جان کو پاتا ہے وہ سہ گانہ صفت سے آزاد ہوتا ہے

(۱۴) میرے اس عجیب صفاتی طلسم سے عبور کرنا مشکل ہے جو مجھکو پاتے ہیں وہ اس طلسم پر عبور حاصل کرتے ہیں۔

عارف صفت سہ گانہ کی طلسم سے آگاہ ہوکر ادراک ذات نا متناہی میں مسرور رہتے ہیں اور دام غفلت سے کلیتاً بریت حاصل کرتے ہیں۔

न मां दुष्कृतिनो मूढाः प्रपद्यन्ते नराधमाः ॥
मायया पहृत ज्ञाना आसुरं भावमाश्रिताः ॥१५॥

جو گرفتار طلسم ہو جاتے ہیں وہ اوس سے باہر نہیں نکل سکتے

(۱۵) ادنی درجہ کے انسان جو بداعمال اور کم عقل ہیں اور جن کا علم خود شناسی صفاتی طلسم کے وجہ سے جاتا رہا ہے اور جو شیطانی خاصیت رکھتے ہیں وہ مجھے نہیں پاتے۔

جہلار طلسمی دائرہ میں گرفتار ہو کر عالم علوی کی سیر سے بے نصیب رہتے ہیں۔

चतुर्विधा भजन्ते मां जनाः सुकृतिनोऽर्जुन ॥
आर्तो जिज्ञासुरर्थार्थी ज्ञानी च भरतर्षभ ॥१६॥

طالبوں کی اقسام

(۱۶) اے ارجن مجھے چار قسم کے نیک انسان یاد کرتے ہیں مصیبت زدہ طلبگار عقبیٰ غرضمند اور عارف

तेषां ज्ञानी नित्ययुक्त एकभक्तिर्विशिष्यते ॥
प्रियो हि ज्ञानिनोऽत्यर्थमहं स च मम प्रियः ॥१७॥

سب طالبوں میں عارف افضل ہے

(۱۷) عارف جو ذات میں ہمیشہ وصل رہتا ہے اور عشق حقیقی رکھتا ہے اسلئے اون سب میں افضل ہے۔ میں عارف کو از حد عزیز ہوں اور وہ مجھے عزیز ہے۔

عارف ذات کو اپنی ہستی جانکر جان جانان ہو جاتا ہے دیگر طالبان حق کی نظر میں دوئی قایم رہتی ہے اسلئے وہ کمال کا درجہ حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔

उदाराः सर्व एवैते ज्ञानी त्वात्मैव मे मतम् ॥
आस्थितः स हि युक्तात्मा मामेवानुत्तमां गतिम् ॥१८॥

عارف ذات سے جدا نہیں ہوتا

(۱۸) یہ سب اچھے ہیں لیکن عارف کو تو میں اپنی جان ہی مانتا ہوں



کیونکہ وہ صاحبدل میرے اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے

عارف کو دیگر طالبانِ حق پر علم ذات سے واقفیت ہونے کے باعث فضیلت ہے۔

बहूनां जन्मनामन्ते ज्ञानवान्मां प्रपद्यते ॥
वासुदेवः सर्वमिति स महात्मा सुदुर्लभः ॥१९॥

ایسا عارف جو واصل ذات ہوتا ہے بہت سی پشتوں کے بعد پیدا ہوتا ہے

(۱۹) عارف بہت نسلوں کے بعد کل عالم کو ذات (تسلیم کرکے) مجھ میں وصل ہو جاتا ہے اور ایسا مقدس انسان نادر الوجود ہوا کرتا ہے۔

ہزاروں انسانوں میں سے کوئی ایسا پیدا ہوتا ہے جو علم ذات کے وسیلہ سے نروان یعنی وصال ذات حاصل کرتا ہے۔

कामैस्तैस्तैर्हृतज्ञानाः प्रपद्यन्तेऽन्यदेवताः ॥
तं तं नियममास्थाय प्रकृत्या नियताः स्वया ॥२०॥

جہل کے سبب پرستش صفات ہوتی ہے

(۲۰) جاہل خاصہ طبعی سے مجبور ہوتے ہیں اسلئے وہ طرح طرح کے عقیدوں کے پابند ہو کر انواع انواع کے اغراض سے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں

جو لوگ علم ذات سے بے خبر اور ناواقف ہیں وہ صفات کو اپنا معبود قرار دیکر اوسی کی پرستش کرتے ہیں۔

यो यो यां यां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चितुमिच्छति ॥
तस्य तस्याचलां श्रद्धां तामेव विदधाम्यहम् ॥२१॥

جس کی جیسی طلب ہوتی ہے اوسیکے موافق ذات مطلوب بن جاتی ہے

(۲۱) جو عقیدت مند اعتقاد کے ساتھ جس شہود کی پرستش کرنیکی خواہش رکھتا ہے اوس کے اوسی عقیدہ کو میں استحکام دیتا ہوں۔

انسان اپنی سمجھ کے موافق جو عقیدہ رکھتا ہے اوس کا وہی عقیدہ مستحکم ہو جاتا ہے۔

स तया श्रद्धया युक्तस्तस्याराधनमीहते ॥
लभते च ततः कामान्मयैव विहितान्हि तान् ॥२२॥

مطلوب فرضی مخلوق ہوتا ہے پس خالق نہیں ہو سکتا

(۲۲) وہ شخص اپنے عقیدہ کے موافق اون اوس شہود کی پرستش کرتا ہے

بعدازاں میرے پیدا کئے ہوئے بہترین مطالب کو حاصل کرتا ہے۔

صفات پرستی سے دنیوی اغراض حاصل ہوتے ہیں لیکن حقیقت کے نجاننے کی وجہ سے شکوک اور بے اطمینانی رفع نہیں ہوتے۔ علم ذات کا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے صفات پرست اوسکو پورا نہیں کرتے ہیں اور جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अंत वत्तु फलं तेषां तद्भवत्यल्पमेधसाम् ॥
देवान् देवयजो यांति मद्भक्ता यांति मामपि ॥२३॥

| فرضی مطلوب ہیچ ہی طالب ذات ذات میں وصل ہوجاتے ہیں |

(۲۳) اون کم عقلوں کا وہ ثمرہ ختم ہونیوالا ہی صفات پرست صفات کو پاتے ہیں میرے طالب مجھکو۔

انسان کا علم صفات کے جس منزل تک پہونچتا ہے اوس میں ٹہیر جاتا ہے۔ عارف کا علم صفات کے دائرہ سے بلند ہوجاتا ہے پس وہ ذات میں وصل ہوتا ہے۔

अव्यक्तं व्यक्ति मापन्नं मन्यंते माम बुद्धय: ॥
परं भाव मजानंतो ममाव्यय मनुत्तमम् ॥२४॥

| جہلاجان کو ہستی قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ ہستی اور نیستی سے برتر ہے۔ |

(۲۴) کم عقل انسان میری بے زوال اور اعلیٰ سے اعلیٰ حقیقت سے ناواقف ہونیکی باعث اگرچہ میں ظہور سے برتر ہوں مجھکو ظاہر خیال کرتے ہیں

ذات ظہور سے برتر اور بے نشان ہی صفات کے نام اور نشان ظاہر ہیں کم فہم ذات اور صفات میں تمیز نہیں کرسکتے اسلئے وہ صفات کو جو عقل و حواس سے مدرک ہوتی ہے ذات سمجھتے ہیں صفات پرستی دنیا میں علم ذات سے ناواقفیت کیوجہ سے جاری ہوتی ہے

नाहं प्रकाशःसर्वस्य योगमाया समावृत: ॥
मूढो ऽयं नाभिजानाति लोको मामजमव्ययम् ॥२५॥

| صفات کے حجاب سے وہ مدرک نہیں ہوسکتی ہی |

(۲۵) میں صفات کے پردے میں چھپے ہونے کے باعث سب پر آشکارا نہیں ہوں۔ یہ عالم غفلت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے میری ذات کو بے پیدایش و





فنا سے برتر ہے نہیں جانتا۔

جو لوگ پندار خودی کے وجود کو صحیح مانکر محسوسات کی طرف بدل مصروف ہوجاتے ہیں وہ علم ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ البتہ جو پندار خودی کی ہستی کو موہوم جان لیتے ہیں اونکو ادراک ذات کا سر حاصل ہوتا ہے۔

## شعر حافظ

| میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست | توخود حجاب خودی حافظ ازمیان برخیز |
| --- | --- |

वेदाहं सम तीतानि वर्तमानानि चार्जुन ॥
भविष्याणिच भूतानि मांतु वेद न कश्चन ॥२६॥

| ذات ماضی و مستقبل و حال میں ایک کیفیت پر رہتی ہی |

(۲۶) اے ارجن میں گذشتہ موجودہ اور آیندہ زمانہ کی مخلوقات کا علم رکھتا ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں جانتا۔

ذات لاتغیر محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم و سرور ہے اوسکا علم ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں پر حاوی ہے مگر انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو محدود خیال کرتا ہے دراصل ذات کل عالم کی ہستی کا سبب ہے۔

इच्छाद्वेष समुत्थेन द्वंद्वमोहेन भारत ॥
सर्व भूतानि संमोहं सर्गे यांति परंतप ॥२७॥

| شوق و نفرت کا تعلق انسان کو غفلت میں ڈالدیتا ہی |

(۲۷) اے ارجن شوق اور نفرت سے نظر دوئی کے پیدا ہونے کے باعث دُنیا کی کل مخلوق غفلت میں پھنستی ہے۔

شوق اور نفرت جہل کا سرچشمہ ہیں اس لئے ان دونوں کے بند کرنے سے وہ علم ذات جو تینوں زمانوں پر حاوی ہے حاصل ہوتا ہے۔

येषां त्वंतगतं पापं जनानां पुण्य कर्मणाम् ॥
ते द्वंद्व मोह निर्मुक्ता भजंते मां दृढव्रता: ॥२८॥

| جنہوں نے نیکی و بدی سے نظر اوٹھائی وہ ہر طرف جلوہ دلربا دیکھتے ہیں |

(۲۸) جن نیک افعال اور بااعتقاد انسانوں کے گناہ معدوم ہوجاتے ہیں وہ نظر دوئی کے نقص سے بری ہوکر مجھے یاد کرتے ہیں۔

जरा मरण मोक्षाय मामाश्रित्य यतंतिये ॥
ते ब्रह्मतद्विदुः कृत्स्न मध्यात्मं कर्म चाखिलम् ॥२९

| جوطالب نجات کیواسطے علم حقیقت کی تلاش کرتے ہیں |

(۲۹) جو لوگ ضعیفی اور موت سے نجات پانے کے لئے میرے ادراک کی کوشش کرتے ہیں وہ برہم -ادہیاتم اور کرم کو تمام وکمال جان لیتے ہیں

برہم ادہیاتم وغیرہ کی تصریح اگلی ادہیا کے ۳ و ۴ منتر میں کی جاویگی لہذا اون کے معنی کے اس موقع پر درج کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔

साधि भूताधि दैवंमां साधियज्ञं च ये विदुः ॥
प्रयाण कालेपि च मांते विदुर्युक्त चेतसः ॥३०॥

| وہ ان چہر قوتوں کی کیفیت دریافت کرلیتے ہیں |

(۳۰) جو شاغل ادہی بہوت - ادہی دیو - اور ادہی یگ سے واقف ہو جاتے ہیں وہ مرنے کے وقت بھی میرے ادراک سے بہرہ ور ہوتے ہیں

جو انسان وفات سے پیشتر ذات کی حقیقت کو دریافت کرلیتا ہے دم واپسین تک اوسکا دل علم ذات سے معمور رہتا ہے

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां
योगशास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे विज्ञानयो-
गोनाम सप्तमोऽध्यायः ७ ॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے
طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی،
وگیان یوگ نام ساتویں ادہیا ختم ہوئی

خلاصہ وتشریح ادہیای ہفتم

تیسری ادہیا سے چھٹی ادہیا تک ادراک ذات کی طریقت بیان کیگئی ہے اور اوس کے واسطے لفظ یگ





یعنی ریاض استعمال کیا گیا ہے - ساتویں ادہیا میں جو علم اشراق درج ہے وہ اوس ریاض کا حاصل ہے جو شخص ریاض یعنی عمل کی منزل کو طے کرکے اشراق کے درجہ پر پہونچتا ہے وہ پرکرتی کے سات طبقوں کی سیر بطون میں کرتا ہے - اس ادہیا کا لب لباب اوس کے منتر ۴ میں درج ہے اوسمیں آٹھ اپرا پرکرتیاں یعنی اجزاے عالم بیان کئے گئے ہیں اور نویں پرا پرکرتی مادہ حیات ہے اس منتر کی معنی گیارہویں ادہیا کے اوّل نقشہ سے کھلتے ہیں اس لئے سمجھنے کے واسطے اوس کا مطالعہ ضروری ہے

مقولہ کبیر صاحب

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | سات دہات برنن کئے گیتا میں بھگوان | | چیتن کو اشٹم کہا یہی بات پرمان ہا | |

اہنکار کارن یعنی مبدا عالم ہے پرکرتیاں اوس میں محدود ہیں عوام لفظ اہنکار کو غرور کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اوس کے لغوی معنی تسلیم جزویت یا انانیت کے ہیں نظر کلیت میں اہنکار کارن ہے - منجملہ سات پرکرتیوں کے من اور بدہی سوکشم یعنی لطیف ہیں کہ وہ کسی حس کے ذریعہ سے مدرک نہیں ہوسکتیں بعض کلمات عارفان میں چار انتہہ کرن - من - بدہ - چت اہنکار - یعنی قوت مدرکہ - ممیزہ - متخیلہ اور حافظہ بیان کئے گئے ہیں اور فلسفہ سانکہ نے من اور چت کو جو بمنزلہ عکس اور معکوس کے ہیں بجاے دو پرکرتیوں کے ایک ہی مانا ہے اور اوس کے لئے صرف لفظ من استعمال کیا ہے باقی پانچ پرکرتیاں آکاش - پون - اگنی - جل اور پرتھوی ہیں جن کو استھول یعنی عناصر کثیف کہتے ہیں۔

قدرت نے کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول ہوکر غیب سے ظہور کیطرف نزول کیا ہے اور رنگا رنگ کے اشیاء پیدا کی ہیں جیسے کہ پانی حرارت طبعی کے کم ہوجانے سے منجمد ہوکر مختلف اشکال برف اور اولہ کے اختیار کرتا ہے۔

پانچ مہا بھوت یعنی عناصر بسیط — پانچ گن یعنی خاصیت عنصری — پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی
پانچ کرم اندری یعنی قوت افعالی — پانچ پران یعنی انفاس — ان پچیس کا نام پرپنچ ہے
اون کی تفصیل ذیل کے نقشہ میں سہولیت کے لئے درج کیجاتی ہے۔

| عنصر | خاصیت عنصر | حواس | قوت افعالی | پران |
|---|---|---|---|---|
| آکاش | شبد | کان | ہاتھ | سمان |
| وایو | سپرش | پوست | پانون | پران |
| اگنی | روپ | آنکھ | منہ | اپان |
| جل | رس | جیب | مقام بول | دیان |
| پرتھوی | گندہ | ناک | مقام براز | اودان |

مندرجہ بالا سات پرکرتیان عالم میں بصورت کلی اور ہر انسان میں بصورت جزو موجود ہیں کل کا نام تت پدیا ایشر ہے اور جزو کا نام تم پدیا جیو ہے انہیں کے امتزاج سے کل اشکال نمود پاکر پھر کبھی وقت اسپنے اصلی خزانہ میں ملجاتی ہیں۔

علم جزویت کل پر حاوی نہیں ہوسکتا اور واقعات کو ظاہر نہیں کرسکتا علم کلیت بطون میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور وہ راست ہے جب انسان کی تسلیم جزویت تسلیم کلیت میں مبدل ہوجاتی ہے تب وہ اس امتزاج کی حقیقت کو جانکر قرار واطمینان پاتا ہے۔

## مقولہ کبیر صاحب

| | |
|---|---|
| پانچ پون کا کھیل ہے جتنا ہی برہمنڈ | جیسے برتین انڈ میں تیسے برتین پنڈ |

چونکہ پران ان کے مخزن مانے گئے ہیں اون کی مجمل کیفیت ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

سمان وایو جزو اور کل میں بصورت خلا ایک حالت پر قایم ہے اور ذیل کی چار وایو کا مبدا ہے۔

پران وایو عالم میں بصورت ہوا محیط ہے اور انسان کے جسم میں بصورت نفس کے جو باہر سے اندر کیطرف جاتا ہے موجود ہے اوسکا مرکز دل ہے۔

اپان وایو عالم میں بصورت حرارت اور جسم انسانی میں بشکل حرارت عزیزی موجود ہے اسکا فعل پمپ کے مانند اندر آنیوالے پران وایو کو باہر کیطرف لوٹا دینا ہے پیٹ اس کا مرکز ہے۔

دیان وایو عالم میں بصورت مادۂ بارودہ اور جسم انسان میں بصورت [illegible] موجود ہے اسکا فعل غذا



کو اعضا میں پہونچانا اور جسم کو بالیدگی دینا ہے اس کا مرکز پھیپڑہ ہے

اودان وایو عالم میں بصورت زمین اور جسم انسان میں بصورت ذرات خاکی موجود ہے اس کا فعل عضائے بیرونی کو حرکت دینا ہے جگر اس کا مرکز ہے۔ پران کا اودان سے اور اپان کا دیان سے تعلق ہے پران جو محیط اور ساکن ہے اودان کی مدد سے اندر کیطرف کھنچتی ہے دیان اپان کے وسیلہ سے تمام اعضا اور رگون میں گردش کرتی ہے۔

ان کے علاوہ پانچ اپ پران یعنی مزید پران بھی مانے گئے ہیں۔ ناگ جوڑکار کے آنے کا سبب ہے کورم جس کی وجہ سے پلک کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ کرکل جس سے بھوک پیدا ہوتی ہے۔ دیودت جس کے سبب جمہائی آتی ہے۔ دھننجے جو بعد از مرگ جسم کو پھولا دیتا ہے۔

عارفان زمانہ گذشتہ ایسے بہت سے عقدون کو حل کرچکے ہیں جنکا علم اب باقی نہیں رہا ہے جسقدر تحقیقات اوس زمانہ میں ستارون کی گردش کے بارہ میں بذریعہ علم سینہ ہوچکی ہیں اوسکا صحیح ہونا تو چاند اور سورج کے وقت معینہ پر ظاہر ہونے سے اور نیز غروب وطلوع دیگر ستارگان سے ثابت ہے اونہیں عارفوں نے علم ہندسہ سے چوراسی لاکھ یونی کا عالم میں ہونا بیان کیا ہے جسکی رو آج تک ہند میں مشہور چلی آتی ہے اس کے واسطے کوئی کافی دلیل ہونی ضروری ہے ہر چند علما سنسکرت سے دریافت کیا گیا جواب شافی نملا۔ اُپنشد و دیگر کلمات عارفان سے جو کچھ حل ہوسکا ذیل میں درج ہے

تین گن اور سات پرکرتیون کو باہم ضرب دینے سے اکیس کا عدد پیدا ہوا ہے چونکہ مخلوقات عالم چار قسم کے ہیں جیرج جس میں انسان اور چارپایہ شامل ہیں۔ انڈج یعنی وہ جاندار جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً پرند۔ سویدج۔ جو بدن کے میل سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جوں وغیرہ۔ اودبھج یعنی حشرات الارض۔ اکیس کو ۴ میں ضرب دیکر چوراسی کا عدد بنایا گیا ہے۔ اوس زمانہ میں رواج تھا کہ چیتن یعنی متحرک کو عدد اور جڑہ یعنی غیر متحرک کو صفر سے تعبیر کیا کرتے تھے اور پانچ عنصر جڑہ مانے گئے تھے لہذا پانچ صفر کو چوراسی کے عدد پر بڑھانے سے ۸۴۰۰۰۰۰ کا عدد پیدا ہوا۔

انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو جسم میں محدود خیال کرتا ہے اور جسمانی افعال کا اپنے آپ کو فاعل مانتا ہی دراصل

وہی سات پرکرتیاں بصورت کلُ عالم ہیں اور بصورت جزو ہر انسان میں اپنا فعل کرتی ہیں جزو اور کلُ کے درمیان تعلق موجود ہے اور اسی کے سبب سے حیات جانداران ہے چنانچہ جب کبھی باہر کی ہوا کا اندر جانا مسدود ہوتا ہے زندگی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

جب تک حس اور محسوس کے درمیان کوئی تعلق مانا نجاوے دیکھنا۔ سننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعل نہیں ہو سکتے۔ انہیں سات پرکرتیوں کو کاملوں نے وید میں دیوتا یعنی کارپرداز عالم کہا ہے اور مختلف ملکوں کی زبانوں میں مختلف طور پر موسوم کیا ہے۔ ساتویں ادھیا میں جو قانون قدرت مختصر طور پر درج ہے اوسکا نقشہ برائے ملاحظہ شائقین ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

## نقشہ تقسیم اجزائے عالم

| | |
|---|---|
| پورش | ۱ |

| ستوگن | رجوگن | تموگن | ۳ |
|---|---|---|---|

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کارن | انہو | چیتن | اِچھا | کامنا | تیج | شانتی | اِستھتی | ۷ |
| سوکشم | گیان | چت | شبد | سپرش | رُوپ | رس | گندھ | ۷ |
| اِستھول | بُدھی | من | اکاس | پون | اگنی | جل | پرتھوی | ۷ |

اِسی تقسیم ہفتگانہ کے مطابق ذیل کے مختلف اسماء قرار دیئے گئے ہیں۔ ۲۵

| سات لوک | بھو | بھوہ | سوہ | مہا | جنا | تپ | ست |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 〃 دیوتا | واسدیو | اندر | زوودر | مُرت | اُگنی | درُون | کبیر |
| 〃 طبقہ زمین | اتل | بتل | سوتل | تلاتل | رساتل | مہاتل | پاتال |
| 〃 سمندر | دودھ | دہی | گھی | شہد | شراب | آب شیریں | آب تلخ |
| 〃 مادہ جسمانی | نطفہ | ہڈی | گوشت | چربی | خون | پسینہ | پیشاب |
| 〃 سُر | شُد | رکھب | گندھار | مدہم | پنچم | دہیوت | نکھاد |
| 〃 یوم | شنبہ | یکشنبہ | دوشنبہ | سہ شنبہ | چہارشنبہ | پنجشنبہ | جمعہ |
| 〃 ستارہ فلک | زحل | مشتری | مریخ | شمس | زہرہ | عطارد | |



اہل اسلام نے ہفت طبقہ زمین اور نہ فلک مانے ہیں۔ حضرت شمس تبریز نے فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| از ہفت ما ورزادہ ام از نہ فلک افتادہ ام | از شش جہت آزادہ ام من عاشق دیرینہ ام |

اس موقع پر سات پرکرتیوں میں اہنکار اور پورش کو شامل کرکے ۹ فلک کہے گئے ہیں۔ اختلاف لفظی ہے نہ کہ معنوی جتنے سہ گانہ الفاظ مثل برہما۔ وشن۔ مہیش۔ سُرگ۔ انترکش۔ نرک۔ گیاتا گیان گیہ کرتا کرم کاریہ۔ عشق۔ عاشق۔ معشوق وغیرہ اِستعمال میں آتے ہیں۔ وہ دراصل ستوگن۔ رجوگن اور تموگن کے مختلف اسماء ہیں۔

پورش۔ پرکرتی۔ بھتت۔ ہرنیہ گربھ۔ پرجاپت۔ وغیرہ الفاظ اوپنشدوں پرانوں اور دیگر کتب اہل ہنود میں جا بجا آئے ہیں اور یہ سب اُن اجزاء میں شامل ہیں جو نقشہ بالا میں دکھائے گئے۔ پورش وہ ذات نامتناہی ہے جسکو دیگر اقوام نے برتر از صفات و وہم و خیال اور وحدہٗ لاشریک کہا ہے اور جسکی حقیقت اہل ہند نے اکھنڈ۔ اناشی۔ نرنجن۔ نراکار۔ اچنیت۔ اکریہ۔ نرو کار وغیرہ منفی الفاظ سے ظاہر کی ہے۔ پرکرتی سے صفت سہ گانہ مراد ہے۔ مہتت کارن کے درجہ کی سات قوتوں کا نام ہے لفظ ہرنیہ گربھ سات سوکشم اور پرجاپت استھول طاقتوں کے معنی رکھتا ہے۔

## آٹھویں ادھیا مہاپورش یوگ

अर्जुन उवाच

किं तद्ब्रह्म किमध्यात्मं किं कर्म पुरुषोत्तमः ॥
अधिभूतं च किं प्रोक्त मधिदैवं किमुच्यते ॥१॥

ارجن نے سوال کیا

برہم ادھیاتم کرم ادہی بھوت اور ادہی دیو کے کیا معنی ہیں۔

(۱) اے پرشوتم برہم کیا ہے۔ ادہیاتم کیا اور کرم کیا ادہی بھوت کسکو کہا ہے اور ادہی دیو کسے کہتے ہیں۔

अधियज्ञः कथं कोऽत्र देहेऽस्मिन्मधुसूदन ॥
प्रयाणकाले च कथं ज्ञेयोऽसि नियतात्मभिः ॥२॥

ادہی یگ کی کیا تعریف ہے آخری وقت کیا کرنا چاہیئے۔

(۲) اے مدہوسودن اس جسم میں ادہی یگ کون ہے اور کیسا ہے آخری وقت خودشناس کو آپکا تصور کیونکر کرنا چاہیئے۔

کرشن بھگوان نے ساتویں ادھیا کے انجام میں برہم ادھیاتم وغیرہ الفاظ بیان کئے ہیں ارجن اس ادھیا میں اون کے معنی دریافت کرتا ہے۔

श्रीभगवानुवाच

अक्षरं ब्रह्म परमं स्वभावोऽध्यात्ममुच्यते ॥
भूतभावोद्भवकरो विसर्गः कर्मसंज्ञितः ॥३॥

شری بھگوان نے فرمایا

برہم ادھیاتم اور کرم کی تعریف

(۳) ذات لازوال وبرتر کو برہم اور انسان کو ادہیاتم کہتے ہیں کرم اُس جلوے کا نام ہے جو عالم کی پیدائش اور قیام کا سبب ہے۔

ذات وصفات کے مجموعہ کا نام برہم ہے یعنی وہ دونوں مثل عکس ومعکوس کے ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور بحالت مجموعی



برہم کہلاتے ہیں۔ ادہیاتم سے انسان اور دیگر حیوانات مراد ہیں جن کے واسطے عوام لفظ جیو استعمال کرتے ہیں یہ لفظ ساتویں ادھیا کے چوتھے منتر اور پندرہویں ادھیا کے آٹھویں منتر کے سوائے بھگوت گیتا میں اور کہیں نہیں آیا ہے اور اون دونوں موقعوں پر اوسکے معنی جان کے ہیں۔ کرم فعل قدرت ہے جس کے وسیلہ سے موجودات ظہور پاتی ہے۔ تیسری ادھیا کے پندرہویں منتر میں اسی کو بالفاظ دیگر برہم یگ کہا ہے۔

अधिभूतं क्षरो भावः पुरुषश्चाधि दैवतम् ॥
अधियज्ञोऽहमेवात्र देहे देह भृतांवर ॥४॥

ادہی بھوت ادہی دیو اور ادہی یگ کی تعریف

(۴) ادہی بھوت جڈہ یعنی جسم فانی ہے اور ادہی دیو جان یعنی چیتن ہے اے نیک مرد اس جسم میں ادہی یگ میں ہوں۔

ادہی بھوت صفات کو کہتے ہیں جسمیں کل اجسام مادّی شامل ہیں۔ ادہی دیو جان یعنی ذات واحد ہے جسکی وجہ سے کل اجسام زندہ کہلاتے ہیں۔ ادہی یگ کا درجہ سب سے بلند ہے اور اس سے وہ ہستی بحت مراد ہے جسکو باقی وفانی سے اعلیٰ اور قیاس وفکر سے برتر کہنا چاہیئے اوسکا ادراک حواس اور عقل کے وسیلہ سے ممکن نہیں البتہ اُن اشغال کے وسیلہ سے جن کے طریقت پانچویں اور چھٹی ادھیا میں اور نیز اس ادھیا کے ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ منتر میں درج ہے اُسکی حقیقت بطون میں دریافت ہوسکتی ہے وہ سب سے اعلیٰ مقام کرشن بھگوان کا ہے اور اوسی کو ساتویں ادھیا کے پانچویں منتر میں عالم کی قایم رکھنے والی نویں قوت کہا ہے چونکہ ان الفاظ کے معنی دقیق ہیں ان کی تشریح ذیل میں مکرر کیجاتی ہے۔

ادہی یگ وہ ہستی بے نام ونشان ہے جہاں پر فہم کو رسائی نہیں اور جسکی حقیقت حیطۂ ادراک میں نہیں آسکتی برہم میں ادہی دیو اور ادہی بھوت بصورت کلیت شامل ہیں۔ ادہیاتم ادہی دیو اور ادہی بھوت کے جزو سے بنتا ہے ادہی دیو سے چیتن مراد ہے جسکو غیر مادّی کہتے ہیں ادہی بھوت کے معنی جڈہ یعنی مادّی اشیاء ہیں کرم اجسام مادّی میں تغیر وتبدل پیدا کرنے والی قوت کا نام ہے۔

अंतकाले च मामेव स्मरन्मुक्त्वा कलेवरम् ॥
यः प्रयाति समद्भावं याति नास्त्यत्र संशयः ॥५॥

اخیر وقت ادہی یگ کا تصور کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے

(۵) جو شخص آخری وقت میرا تصوّر کرتے ہوئے کالبد عنصری کو چھوڑتا ہے وہ مجھہ میں وصل ہوتا ہے اس میں شبہ نہیں ہے

انسان کے دل کی سب سے اعلیٰ کیفیت کا نام جیون مُکت ہے وہ ایک حالت علم وہمہ ور کی ہے جس کے پیدا ہونے پر انسان خوف مرگ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جسکے مرتے دم تک قایم رہنے سے وہ وصال ذات حاصل کرتا ہے چونکہ اُس حالت کا مرتے وقت موجود ہونا پیشتر حاصل کئے بغیر ممکن نہیں اسلئے اسکا اپنے جسم کے ترک کرنیسے پیشتر حاصل کر لینا انسان کو واجب ہے۔

यं यं वापि स्मरन् भावं त्यजत्यन्ते कलेवरम् ॥
तं तमेवैति कौन्तेय सदा तद्भाव भावितः ॥ ६ ॥

اسوقت جس شی کا تصور کیا جاتا ہے انسان اُسمیں وصل ہوتا ہے

(۶) جو بشر آخری وقت جس شے کا خیال کرتے ہوئے جسم کو ترک کرتا ہے ای ارجن ہمیشہ وہ اُس کا تصور کرنے کے سبب سے اُسکو پاتا ہے۔

انسان کی قوت عملی جس شے کے تصور میں وقت وفات مصروف ہوتی ہے اُسی میں ملجاتی ہے۔ جو لوگ برہم کے منازل کو طے کرکے ادہی یگ کے اعلیٰ درجہ پر پہونچتے ہیں وہ وصال حاصل کرتے ہیں مگر جنکا علم برہم کے منازل میں محدود رہتا ہے وہ وصال سے محروم رہتے ہیں۔

तस्मात्सर्वेषु कालेषु मामनुस्मर युद्ध्य च ॥
मय्यर्पित मनोबुद्धि र्मामेवैष्यस्य संशयः ॥७॥

پس ہر دم ادہی یگ کی تصور میں مصروف رہنا واجب ہے

(۷) لہذا جنگ کرتے ہوئے تو ہر دم میرا تصوّر کر۔ دل اور عقل کو مجھہ میں تفویض کرنے سے تو بیشک مجھے پائیگا

حیات بے ثبات ہے اور قابل اعتبار نہیں پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنے دلکو مطلوب کے تصور میں ہر دم لگا رکھے اور اُسکے تصور کو مزاولت سے خاصتہ طبیعت بنائے دل اور عقل کے تفویض کرنے یعنی



انانیت کو دل سے نکال دینے اور پہر اُسکی جگہ ہستی بحت کی تسلیم کو قایم کرنے سے پردہ پندار اُٹھہ جاتا ہے اور وصال کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

अभ्यास योग युक्तेन चेतसा नाऽन्य गामिना ॥
परमं पुरुषं दिव्यं याति पार्थानु चिंतयन् ॥ ८ ॥

لیکن تصور شغل کے ذریعہ سے قایم ہوتا ہے

(۸) اے ارجنؑ دل کو شغل کی مدد سے یکسو کرکے اعلیٰ اور حیرت افزا ذات کا تصوّر کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔

منتر ۷ اور ۸ میں وصال کا طریقہ مجمل طور پر بتایا گیا ہے ذیل کے منتر ۹ و ۱۰ میں اوسکی تصریح ہے۔

कविं पुराण मनुशासितार मणो रणीयां समनुस्मरे द्यः ॥
सर्वस्य धातारमचिंत्य रूप मादित्य वर्णं तमसः परस्तात् ॥९॥
प्रयाण काले मनसाऽचलेन भक्त्या युक्तो योगबलेन चैव ॥
भ्रुवोर्मध्ये प्राणमावेश्य सम्यक् स तं परं पुरुषमुपैति दिव्यम् ॥१०॥

پس جسم ترک کرنے کے وقت شغل کے وسیلہ سے ادہی یگ کا تصور کرنا چاہیئے

(۹ و ۱۰) جو آخری وقت شغل کی مزاولت کی قوت سے بھوؤں کے درمیان نفس کو بخوبی روک کر علیم۔ قدیم۔ محرک۔ لطیف سے۔ الطف عالم کے قایم رکھنے والے قیاس سے برتر مثل آفتاب کے جلال رکھنے والی اور تاریکی سے مبرا واجب الوجود کا تصور یکسو دل سے عشق کیساتھ کرتا ہے وہ اوسکی اعلیٰ اور حیرت انگیز ہستی بحت کو پاتا ہے۔

اتھروں وید کے برہم ودیا اُپنشد اور یوگ سکھا اُپنشد میں یہ شغل درج ہے دونوں آنکھوں کی نظر کو اُم الدماغ کیجانب اُلٹ کر ٹھہرانے سے اور نفس کو اُس مقام پر روک کر اونکار کا دھیان کرنے سے قوت متخیلہ سکون پاتی ہے اور خیال کے ساکن ہوتے ہی شاغل کو ہستی بحت کا دیدار جسکی آٹھہ صفتیں اس منتر میں بیان کی گیئں حاصل ہوتا ہے۔

यदक्षरं वेदविदो वदंति विशंति यद्यतयो वीतरागाः ॥
यदिच्छंतो ब्रह्मचर्यं चरंति तत्ते पदं संग्रहेण प्रवक्ष्ये ॥११॥

ذیل کے منتروں میں ادہی یگ اور برہم کا بیان درج ہے۔

(۱۱) جسکو عالمان وید لازوال بتاتے ہیں جسمیں شاغل دل سے تعلقات کو ترک کرکے وصل ہوتے ہیں اور جسکے طالب برہم چرج اختیار کرتے ہیں وہ مقام میں تجھے مختصر الفاظ میں بتاتا ہوں۔

ادہی یگ اور برہم کا بیان ذیل کے منتر ۱۲ سے شروع ہوگا اور منتر ۲۲ تک ختم ہوگا۔

सर्व द्वाराणि संयम्य मनो हृदि निरुध्यच ॥
मूर्ध्न्याधायात्मनः प्राणमास्थितो योगधारणाम् ॥१२॥
ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन् ॥
यः प्रयाति त्यजन् देहं सयाति परमां गतिम् ॥१३॥

ادہی یگ کے ادراک کرنے کا طریقہ

(۱۲ و ۱۳) جو سب دروازوں کو بند کرکے دل کو قلب میں روک کر اور نفس کو ام الدماغ میں ٹھہراکر یوگ کا شغل کرتے ہوئے اور اوم کا اسم اعظم کہتے ہوئے جسم کو ترک کرجاتا ہے وہ سیری اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے۔

دیکھو نمبر ۲۔ برہم بدیا کی تصویر کو جسمیں عملی اصول گائتری کے جسے ترکال سندھیا بھی کہتے ہیں مندرج ہیں پورانے مہرشیون نے اس ریاضت کو کل ویدوں سے اختصار کے کیساتھ اخذ کیا ہے اور برہمن کشتری اور ویش کے لئے اس ریاضت کا کرنا فرض بتایا ہے۔

اوم اسم اعظم مبدا اور انتہا کل کائنات کا ہے۔ اکار اوکار اور مکار تین حروف یعنی زبر پیش اور زیر کے ملنے سے اوم کا شبد بنتا ہے اور چوتھی ندائے غنہ اردہ ماترا کہلاتی ہے جسمیں تینوں حروف کے معنی محو ہو جاتے ہیں پرماتما کے بہت سے نام ہیں مگر ان سب میں جزویت پرماتما کی پائی جاتی ہے کلیت پرماتما کی اسی اوم شبد میں ثابت کیگئی ہے۔ اسی وجہ سے اس شبد کو ایکاکشر برہم کہتے ہیں یہ علم کلیت سمجھنے کے واسطے سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں۔ خاک۔ آب۔ آتش۔ ہوا۔ خلا۔ دل۔ اور عقل۔ کہتے ہیں آٹھواں اہنکار سب کا مبدا۔ اور سب میں بسیط ہے اور انکا مجموعہ اوم کی صورت ہے جو بالفاظ دیگر ہرجایت ہرنیہ گربھ اور مہتت کے نام سے بھی موسوم ہوئی ہے۔



گردھان یا ناساگر دھیان کی تصویر نمبر ۲ جو چھٹی ادہیا میں آچکی ہے اسی شغل کو دوسری طرح پر دکھاتی ہے اور ساتویں ادہیا کے چوتھے منتر میں اسکی تشریح ہو چکی ہے۔

اس تصویر میں جو بڑا گولہ سات رنگ کا ہے برہمانڈ کو دکھاتا ہے اس میں دوسرا چھوٹا دائرہ پنڈ یعنی جسم کو جتاتا ہے جس نے برہمانڈ کے کرتے کو محجوب کر رکھا ہے۔ برہم ودیا برہمانڈ کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اور ادہیاتم ودیا پنڈ کے اصلیت کو آشکارا کرتی ہے اور اوسکی تعلیم بقاعدہ قدیم گرو کے اپدیش پر منحصر ہے ان دونوں ودیاؤں کے ذریعہ سے آتم کی یکتا کرنے کی ریاضت یعنی گائتری سب سے اعلیٰ درجہ کا شغل مانا گیا ہے دو چھوٹی تصویریں مثل عینک جو نیچے بنی ہوئی ہیں انمیں سے ایک سرستی یا برہم ودیا کی ہے اور دوسری اوس کی مقابل ساوتری یا ادہیاتم ودیا کی ہے ان دونوں کے درمیان میں ایک لال رنگ کا نقطہ ہے جو چیتن انش کو دکھاتا ہے اور جس میں دونوں ودیاؤں کو باہم ملا کر محو کردینا گائتری کے شغل کا اصلی مطلب ہے۔

अनन्य चेताः सततं यो मां स्मरति नित्यशः ॥
तस्याहं सुलभः पार्थ नित्ययुक्तस्य योगिनः ॥१४॥

جو شخص اسکی مزاولت کرتا ہے وہ یوگی ہے

(۱۴) اے ارجن جو یوگی یکسو دل سے ہمیشہ اور ہر لحظہ میرا تصور کرتا ہے اور ہر وقت اس تصور میں غرق رہتا ہے وہ مجھے بآسانی پاتا ہے

طالب صادق مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے مطلوب کا دیدار بآسانی حاصل کرتا ہے۔

मामुपेत्य पुनर्जन्म दुःखालयमशाश्वतम् ॥
नाप्नुवंति महात्मानः संसिद्धिं परमां गताः ॥१५॥

یوگی ادہی یگ میں وصل ہوتا ہے

(۱۵) صاحب دل کمال کے اعلیٰ درجہ پر پہونچکر اور مجھ میں وصل ہوکر فنا ہونیوالے اور مکرر پیدائش کی تکلیف رکھنے والے عالم میں نہیں آتا۔

جو لوگ خودشناس ہوجاتے ہیں وہ قید جسمانی میں نہیں آتے ہیں اور ہستی پاک کو باقی اور اجسام کو فانی اور موہوم جانتے ہیں۔

आब्रह्मभुवनाँल्लोकाः पुनरावर्त्तिनोऽर्जुन ॥
मामुपेत्य तु कौन्तेय पुनर्जन्म न विद्यते ॥१६॥

| اوہی یگ لاتغیر ہے برہم میں تغیر وتبدل ہوتا ہے |
|---|

(۱۶) اے ارجُن برہم کی منزل تک جتنے منازل ہیں وہ سب گردش میں ہیں لیکن مجھ میں وصل ہو کر پھر پیدایش ممکن نہیں ہے۔

وہ سات پرکرتیاں جن کا ادھیائے ہفتم میں بیان ہو چکا ہے اس منتر میں لوک یعنی عالم کے لفظ سے تعبیر ہوئی ہیں اور اون کی ترکیب سے اجسام پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں سب سے زیادہ کثیف خاک کا طبقہ ہے اور سب سے لطیف عقل کا جسکو مُصنّف نے اس منتر میں برہم لوک بیان کیا ہے ادہی یگ ان ساتوں سے برتر اور بے لوث ہے جن لوگوں کی قوت تصوّر برہم سے بلند ہو جاتی ہے اور ادہی یگ تک پہونچتی ہے وہ اس عقدہ کو سمجھکر کہ تغیر و تبدل صرف برہم میں ہوتا ہے اور ادہی یگ ہمیشہ قایم و بیحرکت رہتا ہے پیدایش و فنا سے آزاد ہو جاتی ہے۔

सहस्रयुगपर्यन्तमहर्यद्ब्रह्मणो विदुः ॥
रात्रिं युगसहस्रान्तां तेऽहोरात्रविदो जनाः ॥१७॥

| یوگی برہم کے تغیر و تبدل کو جانتا ہے |
|---|

(۱۷) جو برہم کے ہزار جگ کے دن اور ہزار جگ کی رات کو جانتے ہیں وہ دن اور رات کے جاننے والے ہیں۔

اس نقشہ کے دیکھنے اور بغور سوچنے سے منتر ۱۶ کا مطلب جس میں کرۂ زمین سے برہم لوک تک ساتوں کرتُے کال چکر میں دکھائے گئے ہیں سمجھ میں آجاویگا۔ منتر نمبر ۱۷ کے اندر جو ہزار جگ والے برہم کے دن اور رات کا بیان ہوا ہے اوسی کی مراد اس دن اور رات سے جو گذر رہا ہے نہیں ہے بلکہ لفظ سہسر جو ہزار کے معنی رکھتا ہے بے انتہا تعداد کو آشکارا کرتا ہے یعنی برہم کے دن اور رات کی انتہا نہیں دیکھو نصف کرۂ زمین پر ہمیشہ دن اور دیگر نصف کرہ پر ہمیشہ رات رہتی ہے مگر ساکنان کرۂ زمین کو زمین کی گردش کیوجہ سے دن رات کا چرخ مفہوم ہوتا رہتا ہے برہم لوک کے دن کا اشارہ ظہور عالم پر ہے اور رات کا منشا بطون کی کیفیت پر ہے دیکھو منتر ۱۹ دوسری ادھیا کا شرح کرنیوالوں نے گُن کی تقسیم بے الہ



پورانوں کے حسب تفصیل ذیل لکھی ہے۔

| | | | نسبت اعداد |
|---|---|---|---|
| ست جگ کا زمانہ | ۱۷۲۸۰۰۰ | سال کا | ۴ |
| ترتیا جگ | " ۱۲۹۶۰۰۰ | " | ۳ |
| دُواپر جگ | " ۸۶۴۰۰۰ | " | ۲ |
| کلجگ | " ۴۳۲۰۰۰ | " | ۱ |
| میزان | ۴۳۲۰۰۰۰ | | ۱۰ |

مندرجہ بالا تقسیم کے بموجب شری رامچندر جی کا اوتار ترتیا جگ کی آخر میں اور شری کرشن کا اوتار دُواپر جگ کے آخر میں ہونا معقولات سے بعید معلوم ہوتا ہے شری بسشٹ مہرشی گرو اور ہمعصر رامچندر جی کے تھے اور اُنکی تصنیف کردہ کتاب جوگ بسشٹ موجود ہے بسشٹ جی کا بیٹا شکتی نام وشوامتر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا شکتی کے بیٹے اور مہرشی بسشٹ جی کے پوتے سوامی پراشر مُنی کی تالیف کی ہوئی کتاب بشنو پوران موجود ہے شری پراشر جی کے بیٹے کرشن دویپائن یعنی وید ویاس جی مہامُنی جنہوں نے ویدوں کی تالیف کی اور بہت سے پوران لکھے اور کتاب مہابھارت تصنیف کی کرشن اوتار کے ہمعصر ہوئے ہیں اور بسشٹ جی اور وید ویاس جی کے درمیان صرف چار پشتیں گذریں چار پشت میں آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار برس کا گذرنا جو دواپر جگ کی مدت ہے کسیطرح پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ کلجگ کے زمانہ کا اندازہ کرنیکے واسطے متقدمین نے اپنے علم نجوم سے سال شمسی کا پیمانہ ۳۶۵ اور سال قمری کا ۳۵۵ دریافت کیا اور ان دونوں کو جوڑ کر اور ۷۲۰ کے عدد کو اوسط نکالنے کے واسطے دو سے تقسیم کر کے ۳۶۰ دن کا سال قرار دیا اور اسی عدد کو نظام شمسی کا اصول قایم کر کے گردش ستارگان وغیرہ کی ثابت کی ہے اب اس نقشہ میں اعداد کو دیکھو سب سے چھوٹا دایرہ زمین کا ہے اسمیں ۳۶۰ کے عدد کو کال یعنی زمانہ گذران کا پیمانہ بنا کر اور دیش یعنی لمبا ط کے بارہ خطوں سے ضرب دیکر ۴۳۲۰ کا عدد پیدا ہوا ہے اس دایرہ کا نام بھو لوک یا طبقہ زمین ہے۔ اُس سے اوپر کے دایرہ میں جو طبقہ آبی یعنی چندر لوک ہے اور جسے بھو لوک بھی کہتے ہیں ایک صفر کے بڑھنے سے یہی عدد ۴۳۲۰۰ کی صورت پیدا کرتا ہے

من اور پران یعنی نفس کی حرکت چندر لوک سے آتی ہی اور یجر وید کے تیترے اُپنشد میں انسان
کی تعداد انفاس ایک دن رات میں ۲۱۶۰۰ بتائی گئی ہی اور انفاس کی دو حرکت درآمد و برآمد کی ہونیسے
اونکے اعداد دوگنے ہوکر مساوی ۴۳۲۰۰ کے ثابت ہوتے ہیں اوس سے اوپر کے دائرہ میں
جو سرخ رنگ کا ہی اور سوہ لوک یعنی چرخ آفتاب اور کُرہ حرارت کا مانا گیا ہے اس دائرہ کا ایک صفر بڑہنے
سے اوپر لکھے ہوئے اعداد ۴۳۲۰۰۰ کی تعداد بنجاتے ہیں۔ زمین پر شمسی اور قمری دونو طبقوں کے
اثر سے مہینے اور سال بنتے ہیں اور اُن دونوں کے اوسط لگا کر یہ پیمانہ ۴۳۲۰۰۰ کلجگ کا قرار دیا گیا
ہی۔ طبقہ زمین و قمری و شمسی تینوں ملکر ترلوکی کہلاتے ہیں اور اسمیں مار سیاہ کی صورت جو فنا کی علامت
ہی دکھائی گئی ہے۔ اور نفس کے غلبہ کی کیفیت کو جسے من کہتے ہیں ایک کے عدد سے نسبت دی
گئی ہی۔ اس ترلوکی سے اوپر سبز رنگ کا چرخ ہوا مہرلوک موسوم ہوا ہے جہاں صورت کا ممنوع ہونیسے
کیفیت بدل جاتی ہے یعنی حواس وہاں دخل نہیں کرسکتے صرف عقل کی رسائی ہوسکتی ہے اسوجہ سے
من اور بُدھی دونوں کے مشمول ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد المضاف ہوکر ۸۶۴۰۰۰ کا پیمانہ دواپر
جگ کا مانا گیا ہے اور یہ عدد ۲ سے نسبت رکھتا ہے اسمیں دو موٹے سانپ کی مشابہت
دی گئی ہی کہ یہاں حواس کو دخل نہیں ہے البتہ بیم ورجا کی کیفیت رہتی ہے۔
ہوا کی چرخ سے اوپر جنہہ لوک جو آکاس یا نیلے کا دائرہ ہے۔ وہاں من ۱ - بدھی ۲ - اور چیت ۳ کے باہم موجود
ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد تگنا ہوکر ۱۲۹۶۰۰۰ پیمانہ ترتیا جگ کا ہوجاتا ہی اور ۳ کے عدد سے مناسبت
رکھتا ہے وہاں پر اژدہے کی صورت اسوجہ سے دکھائی گئی ہی کہ اُس کی نشست اور پھنکار نہایت
زبردست ہوتی ہے۔

جنہہ لوک سے اوپر تپ لوک یعنی روشن رنگ کا کُرہ ہے اور وہ انانیت یا اہنکار کا مقام ہے اور یہاں
چار قوتوں کے جنہیں من ۱ - بدھی ۲ - چیت ۳ اور اہنکار ۴ کہتے ہیں باہم ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد چوگنا
ہوکر ۱۷۲۸۰۰۰ پیمانہ ست جگ کا تسلیم ہوا ہے۔ اور وہ ۴ کے عدد سے نسبت رکھنے والا مانا گیا ہے
شری مد بھاگوت پوران میں جو دہرم کو بیل سے مشابہت دیکر چار ۴ - تین ۳ - دو ۲ اور ایک ۱ پانوں بیان کی گئے



ہیں اُس کی یہی غرض ہے۔
اس ست جگ کے دائرے میں شیش ناگ کا اشارہ اُن کششہائے مقناطیسی پر ہے جنہوں نے تمام کائنات
کو طناب میں کھینچ رکھا ہے اور جو لہریں کی صورتمیں آسمان سے زمین کیطرف نزول کرتی ہیں۔
تپ لوک سے اوپر زرد رنگ کا دائرہ گیان کا ہی جسے ستیہ لوک کہتے ہیں اور جو گیان یعنی برہماجی کا مقام
ہونیسے برہم لوک بھی کہلاتا ہی یہ ساتواں دائرہ ہی اور یہاں تک سب دائرے گردش میں رہتے
ہیں اور پیدائش عالم یہیں سے شروع ہوتی ہی اور ۱ و ۲ و ۳ و ۴ کے اعداد کے جمع ہونے سے ۱۰ کا عدد بنتا
ہی اور اس دائرہ سے نسبت رکھتا ہی سب سے اوپر آٹھواں دائرہ جو سب کو گھیرے ہوئے
یعنی محیط اور بسیط ہی وہ کارن اہنکار یعنی سب کا مبدا یا خزانہ معنی اونکار کی صورت ہی اور اس
میں سے ناد اور بند کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہاں پر علم کو رسائی نہیں اور اس سطح شفاف میں
صورت یا عدد کی نمائش ممکن نہیں اور اوسکی بے انتہائی کی شہادت مشاہدہ باطنی سے ملتی ہے جسے
انھو کہتے ہیں یہ دائرہ ہرنیہ گربھہ روپ اور اونکار سروپ ہے اور اسکا دھیان کرنے سے انسان
کے دل سے خیال موت کا ہٹ جاتا ہے اور آخری وقت جیسے گھڑے کے پھوٹ جانے سے خلا
میں نقص پیدا نہیں ہوتا ہی اونکار کے سادھنا کرنیوالا برہمہ میں وصل ہوجاتا ہے۔

अव्यक्ता द्व्यक्तयः सर्वाः प्रभवंत्यह रागमे ॥
रात्र्यागमे प्रलीयंते तत्रैवाव्यक्त संज्ञके ॥१८॥

| یہ عالم ظہور پاکر غایب ہوجاتا ہے۔ |
|---|

(۱۸) دن کے نکلنے پر کُل موجودات عدم سے ظہور پاتے ہیں رات
کے ہونے پر اوسی عدم کے خزانے میں غایب ہوجاتے ہیں۔

اس جگہہ پر دن اور رات کا روشنی اور اندھیرے سے تعلق نہیں ہی دن کے معنی ہیں صفات یعنی
کثرت کیطرف توجہ کا ہونا اور رات کے معنی ہیں ذات یعنی وحدت کے مشاہدہ میں مشغول ہونا حواس
پر نظر کے پڑتے ہی عالم نمودار ہوجاتا ہے اور بطون میں استغراق کے ہونے پر عالم معدوم ہوجاتا ہے
ادھیاے دوم کے منتر ۶۹ میں دن اور رات کی تعریف درج ہوچکی ہے۔

भूतग्रामः स एवायं भूत्वा भूत्वा प्रलीयते ।।
रात्र्यागमेऽवशः पार्थ प्रभवत्यहरागमे ।।१९।।

ظہور وغیوب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۱۹) اے ارجن یہ عالم رات کے آنے پر غایب اور دن کے نکلنے پر ظاہر ہوتا رہتا ہی اور ایسا ہونا لازمی ہے۔

عارف عالم کو باطل جانتا ہے مگر عام لوگ حواس کی شہادت کو درست خیال کرکے عالم کا وجود مانتی ہیں

परस्तस्मात्तु भावोऽन्योऽव्यक्तोऽव्यक्तात्सनातनः ।।
यः स सर्वेषु भूतेषु नश्यत्स्वपि न नश्यति ।।२०।।

ادہی یگ کی تعریف

(۲۰) اس عالم ظاہری سے بالا وہ ذات ہے جو پوشیدہ اور لازوال ہے اور جو کل موجودات کے فنا ہونے پر بھی فنا نہیں ہوتی۔

عالم ظاہری حادث یعنی فنا پذیر ہے لیکن ذات پوشیدہ اور قدیم ہی۔ تغیر و تبدّل صفات میں ہوتا ہے ذات قایم اور بے تغیر ہے

अव्यक्तोऽक्षर इत्युक्तस्तमाहुः परमां गतिम् ।।
यं प्राप्य न निवर्तन्ते तद्धाम परमं मम ।।२१।।

ادہی یگ اور کرشن بھگوان کی احدیت

(۲۱) جس ذات کو پیلے پوشیدہ اور لازوال بتایا ہے اُس کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہی کہ جس اعلیٰ مقام پر پہونچکر بازگشت نہیں ہوتی وہ میرا مقام ہے۔

ہستی بحت حدوث اور قدم سے برتر ہے اور اوس کا وصال حاصل کرنا نجات ہے اسی کو اہل ہند کے فلسفہ نے اپنی اصطلاح میں ادہی یگ کی لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

पुरुषः स परः पार्थ भक्त्या लभ्यस्त्वनन्यया ।।
यस्यांतस्थानि भूतानि येन सर्वमिदं ततम् ।।२२।।

عشق کے وسیلہ سے ادہی یگ کا استغراق ہوتا ہے

(۲۲) اے ارجن وہ ذات برتر جس سے کل موجودات کا قیام ہی اور جو ہر شے میں محیط ہی صدق ارادت سے ملسکتی ہے۔

ادہی یگ کا وصال عشق حقیقی کے بغیر ممکن نہیں۔



यत्र काले त्वनावृत्तिमावृत्तिं चैव योगिनः ।।
प्रयाता यान्ति तं कालं वक्ष्यामि भरतर्षभ ।।२३।।

آزادی اور پابندی کی حالتوں کا ذیل میں بیان ہی

(۲۳) جس جس وقت رحلت کرنے سے یوگی آزادی اور پابندی کی کیفیت حاصل کرتے ہیں اے ارجن اوس وقت کی تفصیل مین بیان کرتا ہوں۔

अग्निर्ज्योतिरहः शुक्लः षण्मासा उत्तरायणम् ।।
तत्र प्रयाता गच्छन्ति ब्रह्म ब्रह्मविदो जनाः ।।२४।।

ایک کیفیت قلبی سبب آزادی کا ہے

(۲۴) جو برہم کے جاننے والے آگ کے شعلہ میں۔ دن میں۔ شکل پکش میں یا چھ مہینے اوتراین میں انتقال کرتے ہیں وہ برہم کو پاتے ہیں۔

धूमो रात्रिस्तथा कृष्णः षण्मासा दक्षिणायनम् ।।
तत्र चान्द्रमसं ज्योतिर्योगी प्राप्य निवर्तते ।।२५।।

دوسری کیفیت قلبی سبب پابندی کا ہے

(۲۵) جو یوگی دہوئیں میں۔ رات میں۔ کرشن پکش میں۔ یا چھ مہینے دکھنائن میں۔ رحلت کرتے ہیں وہ کرہ بارد تک پہونچکر لوٹتے ہیں۔

مضمون بالا تیترے اُپنشد اور دہاناراین اوپنشد سے منتخب ہوا ہے اگر عوام کا یہ مقولہ کہ جو لوگ اوتراین میں مرتے ہیں وہ نجات پاتے ہیں اور جو دکھنائن میں انتقال کرتے ہیں وہ دوبارہ جنم لیتے ہیں صحیح تسلیم کیا جاسے تو پھر ریاض اور علم معرفت محض بے معنی ثابت ہونگے کیونکہ جو جاہل سامان قدرت سے اوترائن میں وفات پائیگا وہ وصال ذات حاصل کرے گا اور جو عارف دکھنائن میں انتقال کریگا وہ گردش میں رہے گا۔ اس خیال کے بموجب نجات کا حاصل ہونا ایک امر اتفاقیہ ہوجاتا ہے اور اوس کا انحصار حصول علم ذات پر نہیں رہتا ایسے معنی کا بیان کرنا متکلم کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہی فی الحقیقت مصنف نے اُنہوں یعنی عالم ذات کو شعلہ دن شکل پکش اور چھ مہینے اوترائن بطور استعارہ بیان کیا ہے اور اگیان یعنی جہل کیواسطے

دہھاں رات کرشن پکش۔ اور چھ مہینے دکہنائن اُن کے مقابل کے الفاظ استعمال کئے ہیں علم ذات کی روشنی سے انسان حق و باطل کو تمیز کرتا ہی جہل کی تاریکی ہیں وہ گرفتار واہمات رہتا ہی اور اطمینان نہیں پاتا عارفوں کے بطون میں مرتے وقت تک اوس علم کی روشنی موجود ہوتی ہی جسکی بدولت وہ ذات پاک کا وصال حاصل کرتے ہیں۔ جاہل جسم ترک کرنے کے وقت پندار کے حجاب کی وجہ سے ذات تک رسائی نہ پاکر گرداب صفات میں پڑتے ہیں۔ اصطلاح عارفان میں ذات کو اوخنہ یعنی مادہ حارہ اور صفات کو ابخرہ یعنی مادہ باردہ کہتے ہیں حرارت کا خاصہ ہے جذب کرنا اور لطیف بنانا برودت کا فعل ہے کثیف بنانا اور بالیدگی دینا حرارت بخارات کو بلند کرتی ہے برودت بارش کی صورت میں پھر اُن کو زمین پر لوٹاتی ہی چونکہ آفتاب حرارت کا مرکز ہی اور چاند برودت کا پس اِن الفاظ کا اوس معنی میں استعمال ہوا ہے۔ افسوس ہی اون لوگوں پر جو فہم کو کام میں نہیں لاتے استعارہ کو نہیں سمجھتے اور لغوی معنوں کو بجنسہ قبول کر لیتے ہیں۔ دیکھو نقشہ نمبر ۶ کو جس میں سب سے باہر کے دائرہ میں اوتراین ششماہی سرخ رنگ میں اور دکھناین ششماہی سیاہ رنگ میں دکھائی گئی ہی اوسکے اندر والے دائرہ میں تین موسم جاڑا۔ گرمی اور برسات۔ جو اس گردش سے پیدا ہوتے ہیں ظاہر کر دیئے گئے ہیں تیسرے اندر کے دائرہ میں ۶ رتو جن میں بسنت گریشم وغیرہ شامل ہیں لکھدیئے گئے ہیں۔ اُس سے اندر کے دائرہ میں قمری مہینے اور اوس سے اندر کیجانب سنکرانت یعنی شمسی چرخ اور نیز دن اور رات کی کمی بیشی جو گردش زمین کا نتیجہ ہے صاف طور سے آشکارا کر دیئے ہیں۔ جب دن بڑھتا ہے تب اوسکے مقابل رات گھٹ جاتی ہے اور جب رات بڑھتی ہے تب دن گھٹ جاتا ہے سرخ رنگ دن کا اور سیاہ رنگ رات کا ہے اور یہ گردش سالانہ زمین کی ازلی ہے

शुक्ल कृष्णे गती ह्येते जगतः शाश्वते मते ॥
एकया यात्यनावृत्ति मन्यया ऽऽवर्त्तते पुनः ॥२६॥

انسان کی دونوں میں سے کوئی ایک حالت ضرور ہوتی ہی

(۲۶) اس دُنیا کے روشن اور تاریک دو قدیم راستے مانے گئے ہیں ایک سے مخلصی ملتی ہی اور دوسرے سے بازگشت ہوتی ہے۔



شائقین اس منتر سے معلوم کر سکتے ہیں کہ دن پکش اور ششماہی زمانہ سے مراد نہیں رکھتے بلکہ وہ دو مخالف کیفیت قلبی کے نام ہیں جنمیں سے کوئی نہ کوئی ہر انسان میں ضرور موجود ہوتی ہے۔ عارف کا دل روشن دن کے مانند ہوتا ہے اور جاہل کا دِل مثل شب تیرہ کے۔ اول کیفیت سبب مخلصی اور دوسری باعث پابندی ہے۔

नैते सृती पार्थ जानन्योगी मुह्यति कश्चन ॥
तस्मात्सर्वेषु कालेषु योग युक्तो भवार्जुन ॥२७॥

یوگی اِن دونوں سے واقف ہوکر

(۲۷) یوگی اِن دونوں راستوں سے واقف ہوکر غلطی نہیں کھاتا اسلئے اے ارجن تو ہر دم یوگ میں مصروف رہ۔

جس کیفیت قلبی سے نجات ملتی ہے اوس کا نام یوگ ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | عاقلان را عقل تکلیف آمدہ | | عاشقان را عشق تشریف آمدہ | |

वेदेषु यज्ञेषु तपःसुचैव दानेषु यत्पुण्य फलं प्रदिष्टम् ॥
अत्येति तत्सर्व मिदं विदित्वा योगी परंस्थान मुपैति चाद्यम् ॥२८॥

اور نتیجہ افعال سے نظر اُٹھاکر وصال پاتا ہے لہذا یوگ کرنا چاہیئے +

(۲۸) وید کے پڑھنے اور یگ اور تپ اور دان کے کرنیکا جو ثمرہ مانا گیا ہے یوگی مذکورہ بالا (علم معرفت) سے کامل طور پر آگاہ ہوکر اُسکو ہیچ جانتا ہے اور اپنے اصلی اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے۔

یوگ کے حاصل ہونے پر انسان کو زہد۔ ریاض۔ خیرات وغیرہ نیک افعال ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں نیک افعال لوگوں کی رسائی تو صفات تک ہوتی ہے۔ یوگی بذریعہ علم خودشناسی ذات پاک میں وصل ہو جاتا ہے۔

इति श्रीभगवद्गीता० योगशास्त्रे ऽक्षरब्रह्म
योगो नामाष्टमो ऽध्यायः ॥८॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ
میں شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی آٹھویں
ادہیا موسوم بہ اکشر برہم یوگ
ختم ہوئی



## آٹھویں ادھیا کا خلاصہ

آدہی یگ یعنی ذات بے نشان کل موجودات کے قیام کا باعث ہے اور وہ ہمیشہ ایک صورت پر قایم ہے ادسمیں نہ تو تغیر و تبدل کو دخل ہے اور نہ عقل کو وہاں تک رسائی ہی جو کچھ حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتا ہے وہ سب برہم میں شامل ہے اور تغیر پذیر ہے آدہی یگ کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اور اوسکے ادراک کیلئے انبھو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ علم اشراق شغل کے کرنے پر لعبون میں پیدا ہوتا ہے تریُمٹی دہیان اور آتم دہیان دو مختلف اشغال ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اُن کا عامل ہو کر ادہی یگ کا وصال حاصل کرے جو لوگ شاغل نہ ہونیکی وجہ سے ادہی یگ کی حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں اونکی قوتِ علمی برہم میں محو ہوتی ہے اور اوسکی منازل میں گردش کرتی رہتی ہے۔



# نویں ادہیا راج ودیا راج گہیہ یوگ

## श्रीभगवानुवाच

इदं तु ते गुह्यतमं प्रवक्ष्याम्यनसूयवे ।।
ज्ञानं विज्ञानसहितं यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ।।१।।

شری بھگوان نے فرمایا

[ذیل کے منتروں میں علم اشراق کا بیان ہے]

(۱) میری خصلت نیک ہی اسلئیں تجھ کو ذیل میں وہ نہایت مخفی علم اشراق بتاتا ہوں جس سے واقف ہو کر تو مکروہات سے نجات پائیگا۔

राजविद्या राजगुह्यं पवित्रमिदमुत्तमम् ।।
प्रत्यक्षावगमं धर्म्यं सुसुखं कर्तुमव्ययम् ।।२।।

[اوس علم کی یہ تعریف ہے]

(۲) یہ علم سب علوم میں افضل ہے اور نہایت مخفی پاک اور اعلیٰ ہی یہ عین الیقین ہوتا ہی اور راست ہے۔ باسانی حاصل ہوسکتا ہے اور فنا پذیر نہیں ہے۔ انبھو یعنی علم اشراق کل علموں کا سرتاج ہی اور سب سے زیادہ دقیق ہے وہ دل کی کثافت دور کرتا ہی اور انسان کو درجہ کمال پر پہونچاتا ہی کوشش کرنے سے اوسکا نتیجہ فوراً ملتا ہے اور نیز طالب کو اوسکے حاصل کرنے میں بمقابلہ اور علموں کے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی ہے۔

अश्रद्दधानाः पुरुषा धर्मस्यास्य परंतप ।।
अप्राप्य मां निवर्तन्ते मृत्युसंसारवर्त्मनि ।।३।।

[اوسکے حاصل کئے بغیر وصال ناممکن ہے]

(۳) اے ارجن جو لوگ اس امرِ حق کے معتقد نہیں ہیں وہ میری ذات تک رسائی نہ پاکر عالم فانی کے راستہ پر واپس آتے ہیں۔

جو لوگ علم ذات کو حاصل نہیں کرتے وہ آرام ابدی کی منزل پر نہیں پہونچتے اور شکوک اور بے اطمینانی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اگلے منتر سے علم ذات کا بیان شروع ہوگا۔

मयाततमिदं सर्वं जगद् व्यक्त मूर्तिना ॥

मत्स्थानि सर्व भूतानि नचाहं तेष्ववस्थितः॥४॥

ذات پوشیدہ طور پر عالم میں محیط ہے اور اوسکے قیام کا سبب ہے

(۴) میں پوشیدہ طور پر اس عالم میں محیط ہوں کُل اجسام کا قیام میرے سبب سے ہیَ نہ کہ میرا قیام اون کے سبب سے

جس قدر اجسام کثیف اور لطیف حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتے ہیں وہ سب ذات واحد کا عکس ہیں اور عکس کا وجود معکوس کے سبب سے ہیَ۔ معکوس قائیم بالذات ہی اور انانیت کے پردہ میں چھُپا ہے۔

नच मत्स्थानि भूतानि पश्यमे योग मैश्वरम्॥

भूत भृन्नच भूतस्थो ममात्मा भूतभावनः॥५॥

عالم کو ذات کیوجہ سے قیام ہے لیکن اِن دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں کہا جا سکتا۔

(۵) تو میری اس قدرت کاملہ کو دیکھ کہ نہ تو موجودات کا میری ذات مین قیام ہے اور نہ میری ذات باوجود موجودات کو قیام اور ظہور دینے کے موجودات میں مقیم ہے۔

اگرچہ عالم کو ذات پاک کے سبب سے نمود ہیَ مگر عالم کی ہستی اُسکو ملوث نہیں کرتی۔ یہ امر واقعی ہیَ اور انسان کو اوسکا عقدہ پندار کے رفع ہونے پر مشاہدہ باطنی میں کھُلتا ہیَ عقل اس نکتہ کے سمجھنے میں قاصر ہے مگر جہاں تک عقل کی رسائی ہے وہ اس نقشہ میں ظاہر کیجاتی ہے اور بہت غور و فکر سے سمجھ میں آسکتی ہے ادھیا گیارہ میں جو تصویر نمبر ۱۲ آئیگی وہ مجموعہ کائنات ہے جسکو رگ دید کی پورکھ سوکت نے بیان کیا ہے اور کرشن بھگوان نے چشم باطنی یعنی یوگ شکتی سے ارجن کو مشاہدہ کرایا ہے اسی کو برہم کی جلالی صورت کہتے ہیں۔ اس تصویر نمبر ۷ کی جمالی صورت انسان میں پوشیدہ رہتی ہے اور ادھیاتم ودیا یعنی علم خود شناسی کے وسیلہ سے اوسکا اشراق بطون میں ہوتا ہے بارہویں اور ساتویں تصویریں عکس اور معکوس کی مانند ظاہر و باطن کو دکھاتی ہیں نمبر ۱۲ تصویر میں زمین کا کرہ سب سے چھوٹا ہیَ اور حیات کا کرہ جسے جیو لوک کہتے ہیں سب سے بڑا اور سب کا آدھار ہے



اور اس تصویر میں پرتھوی کا کرہ سب سے بڑا اور چیتن انش سب سے چھوٹا اور سب کے اندر ایسا نظر آتا ہے جیسے کسی تالاب یا دریا کے کنارہ پر کوئی مندر بنا ہوا ہووے تو اوسکے سایہ میں جو مندر کا شکھر سب سے اونچا ہوتا ہے وہ پانی میں سب سے نیچے نظر آتا ہے۔

اس تصویر میں آٹھ ظاہر کی اور آٹھ باطن کی سولہ کلائیں دکھائی گئی ہیں جن کی وجہ سے کرشن اوتار کو سولہ کلا والا مانا ہے زمین کے دائرہ سے چیتن کی طرف توجہ کا جانا جتن کھلاتا ہے اور چیتن انش کی توجہ باہر کیجانب دائروں پر پڑنے سے کرم میں پابندی ہوتی ہے۔ جتن اور کرم دونوں لفظوں کے معنی میں جو باریک تفاوت ہے وہ بخوبی سمجھ لینا ضروری ہے یعنی فانی سے باقی کی جانب جانا افعال کو فنا کر دیتا ہے اور باقی کا فانی اشیاء کے طرف ناظر ہونا افعال کے طوفان میں اِنسانکو چکرا دیتا ہیَ

यथाकाश स्थितो नित्यं वायुःसर्वत्रगो महान्॥

तथा सर्वाणि भूतानि मत्स्थानीत्युप धारय ॥ ६॥

اُس نور تعلق کی یہ مثال ہے

(۶) جیسے ہوا چاروں طرف زور سے چلنے پر بھی ہمیشہ خلے میں رہتی ہے ویسے ہی کُل موجودات کا قیام مجھ میں سمجھ لے

جس طرح ہوا خلے میں حرکت کرتی ہے اور خلے سے تعلق نہیں رکھتی اوسیطرح عالم ذات پاک میں قیام رکھتا ہے اور اُسکو ملوث نہیں کرتا ذات اور صفات کے تعلق کی یہ سب سے عمدہ مثال ہے دراصل علم ذات کا اشراق جو بطون میں ہوتا ہے اوس کے لئے کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔

सर्व भूतानि कौन्तेय प्रकृतिं यान्ति मामिकाम्॥

कल्पक्षये पुनस्तानि कल्पादौ विसृजाम्यहम्॥७॥

عالم کی پیدایش و فنا صفات سے ہوتی ہے

(۷) اے ارجنُ کلُ موجودات ایک زمانہ کے انجام میں میری قدرت میں محو ہو جاتے ہیں اور پھر ایک زمانہ کے آغاز میں اُنکو نمود دیتا ہوں۔

قدرت ہر آن و ہر لمحہ نئی نئی اشکال کو ظاہر کرتی ہے جو تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اپنے اصلی خزانہ میں غایب ہو جاتی ہیں

प्रकृतिं स्वामवष्टभ्य विसृजामि पुनःपुनः ॥
भूतग्राममिमं कृत्स्नमवशं प्रकृतेर्वशात् ॥८॥

ذات صفات سے عالم کو ظہور دلاتی ہے اور خود فاعل نہیں بنتی۔

(۸) میں اپنی قدرت کا حاکم بنکر قدرت کے وسیلہ سے ضرور اس کل عالم کو بار بار ظہور دیتا ہوں۔

ظہور و غیوب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے کہ وہ لازمۂ قدرت ہے۔ ذات قدرت سے ان سب فعلوں کو کراتی ہے لیکن وہ اون کا حق فاعلیت اپنے ذمہ نہیں لیتی۔

न च मां तानि कर्माणि निबध्नंति धनंजय ॥
उदासीनवदासीनमसक्तं तेषु कर्मसु ॥९॥

ذات ہمیشہ آزاد ہے اور کسی شے کا سبب نہیں بنتی

(۹) اے ارجن چونکہ میں اون فعلوں سے بے تعلق اور آزاد ہوں اس لئے وہ فعل مجھے پابند نہیں کرتے۔

ذات کسی فعل کی فاعل نہیں بنتی اور بے لوث رہتی ہے اور یہ عالم قدرت کا جلوہ ہے۔

मयाऽध्यक्षेण प्रकृतिः सूयते सचराचरम् ॥
हेतुनानेन कौंतेय जगद्विपरिवर्त्तते ॥१०॥

عالم میں جسقدر تبدیلیاں ہوتی ہیں اونکو صفات ذات کی مدد سے پیدا کرتی ہے

(۱۰) اے ارجن چونکہ میری مدد سے قدرت متحرک اور غیر متحرک اجسام کو پیدا کرتی ہے اسلئے عالم گردش میں رہتا ہے۔

کل لطیف اور کثیف اجسام کے ظہور و غیوب کا سبب قدرت ہے اور قدرت ذات پاک کی مدد سے قایم ہے

अवजानंति मां मूढा मानुषीं तनुमाश्रितम् ॥
परंभावमजानंतो मम भूतमहेश्वरम् ॥११॥
मोघाशा मोघकर्माणो मोघज्ञाना विचेतसः ॥
राक्षसीमासुरीं चैव प्रकृतिं मोहिनीं श्रिताः ॥१२॥

بد خصلت لوگ ذات پاک کی پرستش نہیں کرتے

(۱۱ و ۱۲) میں عالم کا صاحب ہوں اور انسان کے جسم میں مقیم ہوں مگر



جن نادانوں کی خواہشیں جھوٹی اور فعل بے نتیجہ اور علم بے معنی ہوتا ہے اور جو کم فہم ہوتے ہیں اور شیطانی اور نفسانی خصلت رکھتے ہیں وہ میری اعلیٰ حقیقت کو نہیں جانتے اور میری یاد نہیں کرتے۔

جسم انسان آئینۂ جمال ربانی ہے۔ جن کے دیدۂ حق بیں پندار کیوجہ سے کور ہو جاتے ہیں اور جو نفسانی خواہشات کا پورا کرنا زندگی کا ماحصل سمجھتی ہیں وہ لذات حواس میں گرفتار رہتے ہیں اور مشاہدہ ذات کیطرف رجوع نہیں کرتے۔

महात्मानस्तु मां पार्थ दैवीं प्रकृतिमाश्रिताः ॥
भजंत्यनन्यमनसो ज्ञात्वा भूतादिमव्ययम् ॥१३॥

نیک خصلت ذات کو معبود مانتے ہیں۔

(۱۳) اے ارجن جو قابل تعظیم انسان صفت رحمانی رکھتے ہیں وہ مجھکو عالم کا مبدا اور فنا سے برتر جانکر میری یاد کرتے ہیں۔

सततं कीर्त्तयंतो मां यतंतश्च दृढव्रताः ॥
नमस्यंतश्च मां भक्त्या नित्ययुक्ता उपासते ॥१४॥

اور اوس کی پرستش کرتے ہیں۔

(۱۴) ثابت قدم انسان میری حمد و ثنا اور عبادت کرتے ہوئے اور صدق دل سے میری بندگی کرتے ہوئے میری پرستش میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔

اوپر کے منتر ۱۳ و ۱۴ میں اون لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو کرم اور اوپاسنا یعنی نیک افعالی اور خدا پرستی کے پابند رہتے ہیں اور اوسیکو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔

ज्ञानयज्ञेन चाप्यन्ये यजंतो मामुपासते ॥
एकत्वेन पृथक्त्वेन बहुधा विश्वतोमुखम् ॥१५॥

عارف کثرت میں وحدت کو دیکھتا ہے

(۱۵) بعض علمی ریاضت کے کرنے والے میری ذات کی جو کثرت کے باعث عالم میں مختلف اشکال میں نمایاں ہے وحدت کے عقیدے سے پرستش کرتے ہیں۔

اس منتر میں اون حقیقت شناس عارفوں کا ذکر ہے جو پندار کو موہوم تصوّر کر کے ذات واحد کو کل اجسام میں محیط مانتے ہیں اور اپنا معبود جانتے ہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| | نماز زاہداں سجدہ سجود است | | نماز عاشقاں ترک وجود است |

अहं क्रतु रहं यज्ञः स्वधाऽहमहमौषधम्॥
मंत्रोऽहमहमेवाज्य महमग्नि रहं हुतम्॥१६॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے۔

(۱۶) کرتو میں ہوں۔ یگیہ میں ہوں۔ غلّہ میں ہوں۔ نباتات میں ہوں۔ منتر میں ہوں۔ گھی میں ہوں۔ آگ میں ہوں۔ اور آہوتی میں ہوں۔

جس یگ کے کرنیکی وید میں ہدایت کیگئی ہے اوسے کرتو کہتے ہیں لفظ یگ سے عام طور پر وہ یگ مراد ہیں جو شاستر وغیرہ میں درج ہیں۔ غلّہ۔ نباتات۔ منتر گھی۔ آگ اور آہوتی یگیہ کے اشیاء متعلقہ ہیں خواستگار بہشت آگ کو جلاتے اور اشیاء خوردنی اوس میں ڈالتے ہیں۔ عارف عالم کو فعل قدرت یعنی برہم یگ جانکر علمی ریاض کرتا ہے یعنی اپنی پندار کو آتش عرفان میں جلاتا ہے ۱۶ سے ۲۰ منتر تک کے معنی علم اشراق کے حاصل ہونے پر کلیتاً حل ہو جاتے ہیں۔

पिताऽहमस्य जगतो माता धाता पितामहः॥
वेद्यं पवित्र मोंकार ऋक् साम यजुरेवच॥१७॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے

(۱۷) میں اس عالم کا باپ۔ ماں۔ محافظ اور بزرگ ہوں جاننے کے قابل اور متبرّک اونکار ہوں اور رگ وید۔ سام وید اور یجر وید ہوں۔

کل مخلوقات کا اور حرف اور صورت کا وجود بے بود ہے ذات نا متناہی ہست مطلق ہے اور اُن سب کے ظہور کا سبب ہے۔

गति भर्त्ता प्रभुः साक्षी निवासः शरणं सुहृत्॥
प्रभवः प्रलयस्थानं निधानं बीज मव्ययम्॥१८॥

ایضاً

(۱۸) میں منزل مقصود۔ پروردگار۔ مالک۔ شاہد۔ قیام گاہ۔ جائے پناہ۔ مربّی

१ मेष
२ वृष
३ मिथुन
४ कर्क
५ सिंह
६ कंन्या
७ तुला
८ वृश्चिक
९ धनु
१० मकर



پیدائش و فنا کا مقام۔ مخزن اور غیر فانی تخم ہوں۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| اے کہ شاہ دیار یکتائی | جلوہ گر گشت در من و مائی | | روز وحدت بکثرت آوردی | اے تو پنہاں ز بس ہویدائی |
| غیر تو نیست تا ترا بیند | در حقیقت ترا تو بینائی | | ہمہ سوئی چرا ہمہ سوئی | ہمہ جائی چرا ہمہ جائی |
| چو بصحرا شدی ز خلوت شہر | عالمے شہر تست صحرائی | | دیدہ و نور دیدہ جملہ توئی | از کہ بر قہ ز روئے نہ کشائی |
| | در کجا از کہ ماندہ ہر گاہ | | خود تماشا و خود تماشائی | |

तपाम्यह महं वर्षं निगृह्णाम्युत्सृजामिच॥
अमृतं चैव मृत्युश्च सद सच्चाह मर्जुन॥१९॥

ایضاً

(۱۹) اے ارجن طپش میں ہوں۔ بارش میں ہوں۔ مادّہ جاذبہ اور مادّہ بارده میں ہوں۔ حیات اور ممات میں ہوں۔ حق و باطل میں ہوں۔

زمین قمر اور آفتاب ان تینوں چرخ کے مجموعہ کا نام ترلوکی ہے اور یہی صورت پر جاپتی کی اپنشدوں نے ظاہر کی ہے۔ دن رات پکش مہینہ اتراین دکھناین طپش بارش حیات ممات برودت اور خشکی دنیا میں اسی کے نتیجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

اس تصویر میں آفتاب کو مرکز قایم کر کے زمین کی گردش اوسکے گرد اور چاند کی گردش زمین کے گرد دکھائی گئی ہے۔ مگر آفتاب معہ کرہ زمین و قمر کے اپنے محور پر اور نیز قطب شمالی کے گرد جو اوسکا مرکز ہے چکر کرتا رہتا ہے۔ اس تصویر میں ستائیس نکھشتر جنھیں بست و ہفت منزل قمر کہتے ہیں اور بارہ راشی جنھیں بارہ بروج کہتے ہیں دکھائے گئے ہیں راشیان آفتاب سے ایک سطح میں اور نکھشتر کے خطوط عمودی شکل میں ہیں جن کا رخ جانب دہر وستارے کے ہے جیسے گنبد پر گول اور آڑے خطوں سے نقش چوگانہ بنکر تقسیم حصص ہو جاتی ہے علمائے قدیم نے نظام شمسی کو اس عقلی دلائل سے اس طرح پر راشیوں اور نکھشتر وںمیں تقسیم کر کے تمام سیاروں کی گردش اور اوقات اور مقامات دریافت کئے ہیں اور اونکے احکام اسوقت تک بموجب اُسی قاعدہ کے درست پائے جاتے ہیں۔ بارہ مقام سے آفتاب کی شکل بارہ طرح کی نظر آتی ہے

دراصل آفتاب ایک ہی ہی اور بارہ موقعات کے لحاظ سے بارہ نام اُس کے کہے گئے ہیں۔
اس نقشہ میں تین سیاہی کے دایرے آفتاب کے گرد ہیں اور ایک جانب اوس کے ۳۵۵ کا عدد تین جگہ علیحدہ لکھا ہوا ہے کل دایرہ کی تعداد تین سو پینسٹھ دن یعنی سال شمسی ہی جسمیں زمیں اپنا چکر آفتاب کے گرد پورا کرتی ہے مگر چاند اپنی تیز رفتار سے اپنی گردش کو ۳۵۵ دن میں پورا کرلیتا ہی اور ہر گردش میں دس درجہ آگے بڑھ جاتا ہے اس طور سے تین گردشوں میں تیس دن بڑھا کر اوسکی چھتیس گردشوں میں اپنی ۳۷ گردش کرلیتا ہے اسی وجہ سے منجموں نے دونوں قسم کی گردشونکی اوسط نکالنے کے لئے ایک لوند کا مہینہ ست رار دیکر حساب کو پورا کیا ہے تاکہ تھوار اور موسم اپنی اپنی مقررہ اوقات پر بدستور آویں اہل اسلام کے تھوار اس حساب کے نہونے اور صرف قمری مہینونکی پابندی کے باعث ہمیشہ دیگر موسموں میں بدلتے رہتے ہیں
متقدمین نے چاند کی گردش کو ۲۷ حصّوں میں اس وجہ سے تقسیم کیا ہے کہ آفتاب کے بارہ راشیوں کے حساب کو پورا کرنیکے واسطے اور کوئی عدد کام نہیں دیسکتا ہے قمری ۲۷×۴=۱۰۸ اور شمسی ۱۲×۹=۱۰۸ دونوں ایک پیمانہ میں آجاتی ہیں ۱۰۸×۱۰=۱۰۸۰ اور ۳۶۰×۳=۱۰۸۰ انکشتروں کے حساب چالیس گردش قمری مہینے کی ۳۷ گردش کے مساوی ہوتے ہیں اور شمسی مہینے کی ۳۶ گردش کے برابر ہوجاتے ہیں ہر نکھشتر کے چار حصّہ یعنی ۲۷×۴=۱۰۸ اور ہر راشی کو نو حصہ پر تقسیم کرنیسی ۱۲×۹=۱۰۸ نقشہ کے حاشیہ پر بالتشریح دکھادئے گئے ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے جسکو قدیم مہرشیوں نے اپنی قوت علمی سے دریافت کرکے دنیا کے بہبود کے واسطے قاعدے باندہ دئے ہیں۔ اور انکے سمجھہ لینے سے عقل کو روشنی ہوتی ہے۔

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयंते ॥
तेपुण्यमासाद्य सुरेंद्र लोक मश्नंति दिव्यान्दिविदेवभोगान २०

نیک افعال بہشت کو حاصل کرتے ہیں۔

(۲۰) جو تینوں ویدوں کے معتقد سوم کے رس کو پیکر گناہوں سے پاک ہوکر اور یگ کرکے بہشت کے طالب ہوتے ہیں وہ بہشت کی آرامگاہ میں پہونچکر عمدہ اور دل کش لذات بہشتی حاصل کرتے ہیں۔



तेतंभुक्त्वा स्वर्गलोकं विशालं क्षीणे पुण्ये मर्त्य लोकं विशंति
एवंत्रयी धर्ममनुप्रपन्ना गतागतं कामकामा लभंते ॥ २१॥

بعد چندے عالم میں واپس آتے ہیں اور گردش میں پڑتے ہیں

(۲۱) اور اُس بلند مقام میں حظ نفس اوٹھاکر ثواب کے ختم ہونے پر عالم فانی میں داخل ہوتے ہیں اس طور پر جو لوگ خواہشوں کے پابند ہیں اور تینوں ویدوں کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں وہ آمد و رفت میں رہتے ہیں۔
جو لوگ بیم اور اُمید رکھتے ہیں اور عقبیٰ کے عیش و آرام کے حاصل کرنیکی غرض سے عقاید مذہبی کی پابندی اور نیک افعالی اختیار کرتے ہیں وہ اپنی خواہش میں کامیاب ہوتے ہیں لیکن علم ذات سے ناواقف ہونے کے باعث وصال ذات کے اعلیٰ اور اصلی آرام سے محروم رہتے ہیں۔

अनन्याश्चिंतयंतोमां येजनाः पर्युपासते ॥
तेषां नित्याभि युक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम् ॥ २२॥

نیک افعال کا ثمرہ ضرور رہتا ہے

(۲۲) جو لوگ دل کو یکسو کرکے میری پرستش کرتے ہیں اور ہمیشہ میری یاد میں مشغول رہتے ہیں میں اُنکی امداد اور حفاظت کرتا ہوں۔

येऽप्यन्यदेवता भक्ता यजंते श्रद्धयान्विता ॥
तेऽपि मामेव कौंतेय यजंत्यविधि पूर्वकम् ॥ २३॥

نیک افعال انسان صفات پرست اور ادنیٰ ہیں

(۲۳) جو اور دیوتاؤں کو مانتے ہیں اور اعتقاد کے ساتھہ اُنکا یگ کرتے ہیں اے ارجن وہ بھی بیقاعدہ طور پر میری ہی پرستش کرتے ہیں۔
اگرچہ دیوتاؤں کو پوجنے والے ذات کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں تاہم وہ ارادت صادق رکھتے ہیں اس لئے اون کو طالب ذات کہنا درست ہے۔

अहंहि सर्व यज्ञानां भोक्ताच प्रभुरेवच ॥
नतुमामभिजानंति तत्त्वे नातश्च्यवंतिते ॥ २४॥

چونکہ وہ ذات کی اعلیٰ حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں اس لئے وہ گردش میں رہتے ہیں

(۲۴) میں سب یگوں کا قبول کرنیوالا ہوں اور معبود ہوں چونکہ وہ میری

اس حقیقت کو نہیں جانتے اونکا تنزل ہوتا ہے۔
ذات ہست مطلق ہے اور یگ تپ وغیرہ سب ریاضتیں اوسکی قدرت کا جلوہ ہیں دیوتا کے پوجنے والے اس حقیقت کو نہیں جانتے پس وہ وصال ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔

यांति देवव्रता देवान् पितॄन्यांति पितृव्रताः ॥
भूतानि यांति भूतेज्यां यांति मद्याजिनोऽपि माम् ॥२५॥

انسان جسکا طالب ہوتا ہے اوسیکو پاتا ہے۔

(۲۵) دیوتاونکے پوجنے والے دیوتاؤں کو پاتے ہیں مُردونکو پوجنے والے مُردوں کو عنصرونکے پوجنے والے عنصروں کو میرے پوجنے والے مجھ کو۔
دیوتاؤں کے پوجنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی محدود عقل کے بموجب ایجاد قیام اور فنا وغیرہ مختلف صفتوں کو جن کا ذات پاک سے نمود ہے اپنا معبود قرار دیکر اونکی پرستش کرتے ہیں اکثر مذاہب اس زمرے میں شامل ہیں جتنے آدمی بہوت پریت میران مدار اور دیگر متوفیان کے معتقد ہیں وہ سب مُردوں کے پوجنے والے ہیں۔ جو اقوام سورج چاند پیپل اور آگ وغیرہ کو پوجتے ہیں وہ عناصر پرست ہیں۔ جو حق اور باطل کی تمیز حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ طالب ذات ہیں۔

पत्रं पुष्पं फलं तोयं यो मे भक्त्या प्रयच्छति ॥
तदहं भक्त्युपहृतमश्नामि प्रयतात्मनः ॥२६॥

علم ذات کے حاصل کرنے میں تہوڑی سی کوشش بھی ضایع نہیں ہوتی۔

(۲۶) جو صدق ارادت سے پتہ پہول پھل یا جل مجھے پیش کرتا ہے اُسکے صدق ارادت سے دی ہوئی شے کو میں بخوشی قبول کرتا ہوں۔
پتہ پہول پہل اور پانی وغیرہ ادنی درجہ کی چیزیں ہیں جو سچے عقیدہ سے دیجاتی ہیں پسندیدہ ہوتی ہیں مطلب یہ ہی کہ علم ذات کے حاصل کرنے میں صدق ارادت سے اگر تہوڑی سی بھی کوشش کیجاوے لاحاصل نہیں ہوتی اور جو شے جس کسی معبود کو سچے عقیدے سے پیش کیجاتی ہے اوسکی قبول کرنیوالی ذات ہے۔

यत्करोषि यदश्नासि यज्जुहोषि ददासि यत् ॥
यत्तपस्यसि कौंतेय तत्कुरुष्व मदर्पणम् ॥२७॥




انانیت کو ترک کرنا چاہیئے

(۲۷) اے ارجن تو جو کچھ کرتا ہے۔ جو کچھ کہاتا ہے جو کچھ ہومتا ہے جو کچھ خیرات کے طور پر دیتا ہے اور جو ریاضت کرتا ہے اوسے مجھ سے منسوب کر جتنے فعل تجھسے سرزد ہوں تو اون کے فاعل ہونے کے خیال کو چھوڑ دے اور ذات مطلق کی قدرت کو اُن کا فاعل سمجھ

शुभाशुभ फलैरेवं मोक्ष्यसे कर्म बंधनैः ॥
सन्यास योग युक्तात्मा विमुक्तो मामुपैष्यसि ॥२८॥

افعال کی قید سے آزاد ہونے اور وصال حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے

(۲۸) اس طور پر تو افعال کی قید سے جن کا نتیجہ نیک اور بد ہے چھوٹ جائیگا اور علم حقیقت کے طریقہ کا شاغل ہو کر آزادی حاصل کریگا اور مجھ میں وصل ہوگا۔
جب انسان قدرت کو تمام فعلوں کا فاعل مانتا ہے تب وہ افعال اوسے پابند نہیں کرتے یعنی عارف کے سرور میں جو ذات کی ادراک سے حاصل ہوتا ہے فعل کے ہونے سے کوئی نقص واقع نہیں ہوتا اس کل ادہیا میں صرف اتنی ہی عملی طریقت ہے جو اوپر کے منتر میں بیان کی گئی

समोऽहं सर्व भूतेषु न मे द्वेष्योऽस्ति न प्रियः ॥
ये भजंति तु मां भक्त्या मयि ते तेषु चाप्यहम् ॥२९॥

چونکہ ذات متضاد صفتوں سے آزاد ہے اسلئے جو لوگ انانیت کو چھوڑ کر افعال کی قید سے آزاد ہوجاتے ہیں وہ ذات میں وصل ہوتے ہیں

(۲۹) میں سب میں مساوی ہوں اور شوق اور نفرت نہیں رکہتا جو مجھے عشق کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ مجھ میں محو ہو جاتے ہیں اور میں اون میں۔
جو مرقومہ بالا طریقت سے ذات پاک کے طالب ہوتے ہیں اون کے حال پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

چون آئینہ بدست من و من در آئینہ
او در دل منست و دل من بدست اوست

अपि चेत्सु दुराचारो भजते मामनन्यभाक् ॥
साधुरेव स मंतव्यः सम्यग्व्यवसितो हि सः ॥३०॥

جو بد افعال علم ذات کا طالب ہو اوسے نیک افعال خیال کرنا چاہئے

(۳۰) جو کوئی بد افعال میری ذات واحد کا تصور کرتا ہے اوسکو بھی نیک افعال ماننا چاہئے کیونکہ اوسکا ارادہ نیک ہوتا ہے۔

جو کوئی بد افعال علم ذات کا متلاشی ہے اوسے نیک افعال خیال کرنا لازم ہے کیونکہ اوسکا راہ راست پر آنا ثابت کرتا ہے کہ اوسکی بد خصلت مغلوب ہو گئی ہے اور نیک خصلت غلبہ پا گئی ہے۔

क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति ॥
कौन्तेय प्रतिजानीहि न मे भक्तः प्रणश्यति ॥३१॥

چونکہ وہ علم انسان کو جلد نیک افعال بناتا ہے اوسکی حاصل کرنے میں کوشش رایگاں نہیں ہوتی

(۳۱) وہ جلد نیک افعال ہو جاتا ہے اور دائمی اطمینان پاتا ہے اے ارجن میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ میرا طالب فنا نہیں ہوتا۔

علم ذات میں کوشش کرنے سے نیک افعالی بڑھتی ہے شکوک رفع ہوتے ہیں اور حالت سکون ملتی ہے۔

मां हि पार्थ व्यपाश्रित्य येऽपि स्युः पापयोनयः ॥
स्त्रियो वैश्यास्तथा शूद्रास्तेऽपि यान्ति परां गतिम् ॥३२॥

عورت ویش اور شودر بھی وصال حاصل کر سکتے ہیں

(۳۲) اے ارجن جب کہ ناقص الوجود عورت اور ویش۔ اور شودر میری پناہ میں آکر اعلیٰ منزل پر پہونچ جاتے ہیں۔

عورت ویش اور شودر کیطرف حقارت سے دیکھنا بیجا ہے کہ وہ بھی علم ذات حاصل کر کے درجہ کمال پر پہونچ سکتے ہیں۔

किं पुनर्ब्राह्मणाः पुण्या भक्ता राजर्षयस्तथा ॥
अनित्यमसुखं लोकमिमं प्राप्य भजस्व माम् ॥३३॥

برہمن اور چھتری کا تو کیا ذکر ہے علم ذات کو جو آرام ابدی دیتا ہے حاصل کرنا واجب ہے۔

(۳۳) تو پھر نیک خصلت برہمن اور طالب ذات راج رشی کا کیا ذکر کیا جاوے تو اس عالم کو بے ثبات اور آرام ابدی سے خالی جانکر مجھے یاد کر۔

اگر برہمن اور چھتری درجہ کمال کو پا دیں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں کیونکہ وہ علم اونکا ترکہ ہے جس کے بدولت آسایش ابدی ملتی ہے۔



मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ॥
मामेवैष्यसि युक्त्वैवमात्मानं मत्परायणः ॥३४॥

علم ذات حاصل کر کے ذات میں وصل ہو

(۳۴) مجھہ میں دلکو لگا۔ میری پرستش کر۔ میرے واسطے یگ اور میری بندگی کر۔ تو اس طریقہ سے اپنی ہستی کو میرے حوالہ کر کے مجھہ میں وصل ہوگا۔

ہستی بحت کو اپنے دل میں تسلیم کرنے سے پندار کا حجاب رفع ہوتا ہے اور وصال کی صورت بطون میں پیدا ہوتی ہے علم ذات کے حاصل کرنیکا یہی طریقہ ہے اور اوسی کو مصنف نے اوپر کے ستائیسویں منتر میں دیگر الفاظ میں بیان کیا ہے۔

श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे राजविद्याराजगुह्ययोगो नाम नवमोऽध्यायः ॥९॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے
طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن
کی تقریر کی راج ودیا راج گھیہ
یوگ نام نویں ادھیا
ختم ہوئی

## نویں ادھیا کا خلاصہ

(۱) ہستی بحت حدوث اور قدیم سے برتر اور افعال سے بے تعلق ہے کل افعال کی پیدایش اور عالم کا ظہور اور غیوب صفات سے ہوتا ہے۔ ذات اور صفات کے درمیان ایک عجیب تعلق ہے جو کہ ادراک معقولات سے برتر ہے

اور پندار کے ترک کرنے کے بعد چشم معرفت سے نظر آتا ہے اُسے تعلق اسوجہ سے کہتے ہیں کہ صفات کا ذات کیوجہ سے قیام ہے اور لفظ تعلق درست بھی نہیں ہے کیونکہ ایک کو دوسرے سے الحاق نہیں۔ مقناطیس لوہے کو دور سے کھینچتا ہے مگر کوئی شخص نہیں بتا سکتا کہ اُن میں کس قسم کا تعلق ہے جو کچھہ اوپر بیان کیا گیا ہے وہی علم ذات ہے اور ہر فرد بشر مرد خواہ عورت کو وہ علم حاصل ہو سکتا ہے اور پھر کبھی فنا نہیں ہوتا اوسکا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے اور اوس کے حاصل کئے بغیر وصال ممکن نہیں۔

(۲) انسان تین قسم کے ہوتے ہیں بد افعال۔ نیک افعال اور عارف۔ بد افعال لذات دنیوی میں مصروف رہتے ہیں اور کسی کو اپنے سے اعلیٰ اور واجب التعظیم نہیں سمجھتے اس قسم کے آدمی دام غفلت میں گرفتار اور ذلیل و خوار رہتے ہیں۔ نیک افعال اپنا خالق اور معبود مانتے ہیں اور حواس کو مطیع کرکے اوسکی پرستش میں مصروف رہتے ہیں اونکو اپنی نیک افعالی کے ثمرے میں آرام و آسایش حاصل ہوتے ہیں مگر وہ اصلی نہیں ہوتے یعنی اون کا ہمیشہ قیام نہیں رہتا عارف حق و باطل کو شناخت کرتا ہے اور عالم کو صفات کا جلوہ اور پندار کو ایک موہوم شے جانتا ہے پس وہ بیم و رجا کا پابند نہیں ہوتا اور علم ذات میں مسرور رہتا ہے اوسکا درجہ نیک افعالوں سے بلند ہے۔

(۳) علم ذات پندار کے ترک سے حاصل ہوتا ہے یعنی جب تک پندار کا حجاب رفع نہیں ہوتا علم ذات اور وصال ہرگز حاصل نہیں ہوتے اس لئے انانیت کا چھوڑنا انسان کو واجب ہے



## دسویں ادھیا وبھوتی یوگ

श्रीभगवानुवाच

भूय एव महाबाहो शृणु मे परमं वचः ॥
यत्तेऽहं प्रीयमाणाय वक्ष्यामि हितकाम्यया ॥१॥

### شری بھگوان نے فرمایا

علم ذات کی اس ادھیا میں مکرر تشریح درج ہے

(۱) اے ارجن تو میرے اعلیٰ کلام کو دوبارہ سُن۔ چونکہ تو مجھے عزیز ہے اس لئے میں تیری بہتری کے خیال سے ذیل میں اُسکی تشریح کرتا ہوں۔

دسویں ادھیا میں متکلم نے عجائبات عالم کو ذات واحد کا جلوہ ثابت کیا ہے۔

न मे विदुः सुरगणाः प्रभवं न महर्षयः ॥
अहमादिर्हि देवानां महर्षीणां च सर्वशः ॥२॥

صفات پرست اس علم سے ناواقف رہتے ہیں

(۲) میری حقیقت کو دیوتا اور مہرشی نہیں جانتے اسوجہ سے کہ میں سب دیوتاؤں اور مہرشیوں کا مبدا ہوں۔

مہرشی وہ عارف ہیں جنہوں نے باہمی مناظرے سے عالم کی ایجاد و قیام اور فنا کو تحقیق کر لیا ہے اور دیوتا اُن لطیف قوتوں کا نام ہے جو انسان اور دیگر حیوانات میں بصورت قوت متخیلہ و عقل وغیرہ موجود ہیں اور جسم میں محدود نظر آتے ہیں وہ سب اہل ذات نامتناہی کی قدرت کے مختلف اشکال ہیں اور اوس ظہور پاکر اوسیکا حجاب ہو رہے ہیں پس جو کچھہ اونکے ذریعہ سے دریافت ہوتا ہے اون سب کا مبدا وہ ذات ہی

यो मामजमनादिं च वेत्ति लोकमहेश्वरम् ॥
असंमूढः स मर्त्येषु सर्वपापैः प्रमुच्यते ॥३॥

جو لوگ اُس سے واقفیت حاصل کرتے ہیں وہ گناہوں سے [illegible] بچتے ہیں

(۳) میں پیدایش اور فنا سے بری اور عالم کا صاحب ہوں جو دانشمند انسان مجھے جان لیتا ہے وہ گناہوں سے رہائی پاتا ہے۔

बुद्धिर्ज्ञान मसंमोहः क्षमा सत्यं दमः शमः ।।
सुरवं दुःरवं भवो भावो भयंचा भयमेवच ।।४।।
अहिंसा समता तुष्टि स्तपो दानं यशोऽयशः ।।
भवंति भावा भूतानां मत्त एव पृथग्विधाः ।।५।।

انسانی طبائع ذات پاک سی ظہور پاتے ہیں

(۴ و ۵) عقل۔ علم۔ ہوشیاری۔ تحمل۔ راست بازی۔ نفس کشی۔ ضبط دل خوشی۔ رنج۔ پندار۔ ترک پندار۔ خوف۔ بیخوفی۔ رحمدلی۔ سکون۔ قناعت ریاضت۔ فیاضی۔ خیرطلبی۔ اور بدخواہی۔ وغیرہ انسانوں کی مختلف خصلتوں کا ظہور مجھسے ہوتا ہے یہ بیس خصلتیں مندرجہ بالا طبائع انسان میں ذات واحد کی صفاتی قوتوں سے پیدا ہوتی ہیں اور اون کی امتزاج میں اختلاف ہونے کے سبب سے وہ مختلف ہوتی ہیں۔

महर्षयः सप्त पूर्वे चत्वारो मनवस्तथा ।।
मद्भावा मानसा जाता येषां लोक इमाः प्रजाः ।।६।।

وہ سات اور چار صفاتی قوتونکی ترکیب سے ظہور پاتی ہیں۔

(۶) سات قدیم مہرشی اور چار منو میری صفاتی قوتیں ہیں جن سے دنیا میں یہ خصلتیں پیدا ہوئی ہیں۔

سات مہرشی اور چار منو کا اشارہ گائتری منتر کی سات بہومکا اور چار اوستھا پر ہے جن کے اختلاط اور ترکیب سے مخلوقات میں تمام خصلتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ مخلوق چندے عالم وجود کی سیر کرکے خوابگاہ عدم میں جاتے ہیں گائتری منتر پر غور کرنے سے مندرجہ بالا معنی صاف طور پر سمجھہ میں آسکتے ہیں۔

एतां विभूतिं योगंच ममयो वेत्ति तत्वतः ।।
सोविकंपेन योगेन युज्यते नात्र संशयः ।।७।।

جو بشر اون قوتوں کی ترکیب کو سمجھہ لیتا ہے وہ اصلی آرام کو پاتا ہے۔

(۷) جو میری قدرت کو اور اوسکے اون جلوونکو ٹھیک طور پر جان لیتا ہے وہ بیشک ایسی حالت سکون کو پاتا ہے جسے کبھی جنبش نہیں ہوتی





جو انسان ان منازل کو تمیز کرلیتا ہے اور اپنے وجود کی کیفیت سے آگاہ ہوجاتا ہے اوسکو ایسا قرار واطمینان ملتا ہے جس میں کبھی خلل واقع نہیں ہوتا یہ امر عملی ثبوت رکھتا ہے اور اسمیں شک کی گنجایش نہیں ہے اور انسان کو اس کے بارہ میں شکوک اوسی وقت تک پیدا ہوتے ہیں جبتک اوسنے اسے عملی طور پر ثابت نہیں کیا ہے

**شعر**

| | |
|---|---|
| ناصح بہ طعن گفت برو ترک عشق کن | معذور دارمت کہ تو اورا ندیدۂ |

अहं सर्वस्य प्रभवो मत्तः सर्वं प्रवर्त्तते ।।
इति मत्वा भजंते मां बुधा भावसमन्विताः ।।८।।

طالب صادق ذات پاک کے تحقیقات میں علمی بحث کرتے ہیں

(۸) جو دانشمند اور طالب صادق ہیں وہ یہ سمجھکر کہ میں سب کا مبدا ہوں اور سب کا مجھہ سے ظہور ہے میری یاد کرتے ہیں۔

وہ صفاتی قوتیں جن کے متعلق عالم کا نظام ہے پرکرت یعنی قدرت سے ظہور پاتی ہیں اور قدرت ذات کا عکس ہے پس ذات کل عالم کا مبدا ہے۔ جو لوگ تحقیقات باطنی کا شوق رکھتے ہیں وہی ادراک ذات میں مشغول ہوتے ہیں۔

मच्चित्ता मद्गत प्राणा बोधयंतः परस्परम् ।।
कथयंतश्च मां नित्यं तुष्यंति च रमंति च ।।९।।
तेषां सततयुक्तानां भजतां प्रीतिपूर्वकम् ।।
ददामि बुद्धि योगं तं येन मामुपयांति ते ।।१०।।

وہ علمی بحث کے نتیجہ میں علم ذات حاصل کرتے ہیں

(۹ و ۱۰) جو مجھہ میں دل اور جان کو لگاکر میری بابت باہم گفتگو کرتے ہوئے اور میرا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ خوش وخرم رہتے ہیں اور میرے تصور میں ہر وقت عشق کیساتھہ مشغول رہتے ہیں اونہیں میں وہ علم عرفان عطا کرتا ہوں جسکی وسیلہ سے وہ مجھے پاتے ہیں

جو لوگ صدق ارادت سے علم ذات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں اور سچے دل سے اوسکی تلاش میں مصروف رہتے ہیں آخرکار علم ذات اونکی قلب پر آشکارا ہوجاتا ہے عشق صدق ارادت کا نام اور

اپنے آپکو بھول کر اوس کی یاد میں رہنا منزل فنا ہے۔

तेषामेवानुकम्पार्थमहमज्ञानजं तमः ॥
नाशयाम्यात्मभावस्थो ज्ञानदीपेन भास्वता ॥११॥

علم ذات جہل و نادانی کو دور کرتا ہے۔

(۱۱) میں اپنی قدرت میں نزول کر کے رحمدلی کے ساتھ معرفت کے روشن چراغ سے اون کے جہل کی تاریکی دور کرتا ہوں۔

علم ذات کی روشنی سے نادانی کی تاریکی بالکل رفع ہو جاتی ہے اور سکون کی حالت پیدا ہوتی ہے

अर्जुनउवाच । परंब्रह्म परंधाम पवित्रं परमंभवान् ॥
पुरुषं शाश्वतं दिव्य मादि देव मजं विभुम् ॥१२॥
आहुस्त्वा मृषयः सर्वे देवर्षिर्नारदस्तथा ॥
असितो देवलो व्यासः स्वयंचैव ब्रवीषि मे ॥१३॥

## ارجن نے سوال کیا

کل عارفان متفق الرائے ہیں کہ ذات پاک قدیم محیط اور ہست مطلق ہے

(۱۲ و ۱۳) دیورشی۔ نارد۔ اسیت۔ دیول۔ ویاس اور سب رشی آپکو وہ ذات بیان کرتے آئے ہیں جو ہست مطلق سب سے اعلیٰ۔ نہایت پاک قدیم حیرت انگیز۔ پیدایش و فنا سے آزاد اور محیط ہے اور آپ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

सर्वमेतदृतं मन्ये यन्मां वदसि केशव ॥
नहिते भगवन्व्यक्तिं विदुर्देवा नदानवाः ॥१४॥

بیم و امید رکھنے والے اوسکی حقیقت کو نہیں جانتے ہیں

(۱۴) اے کرشن آپ جو کچھ فرماتے ہیں میں اوسے بالکل صحیح مانتا ہوں اے بھگوان نیک اور بد انسان دونو آپ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

جب تک انسان نظر غیریت رکھتا ہے اور بیم و امید میں گرفتار رہتا ہے علم ذات اوسکو ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔



स्वयमेवात्मनात्मानं वेत्थत्वं पुरुषोत्तमः ॥
भूतभावन भूतेश देवदेव जगत्पते ॥१५॥

لیکن عارف جو بے پندار ہیں جانتے ہیں۔

(۱۵) آپ ذات پاک محرک اجسام۔ عالم کے صاحب۔ سب سے اعلیٰ اور سب کے مالک ہیں اور اپنے تئیں خود آپ ہی جانتے ہیں

| حجاب روے تو روئے تو ہست در ہمہ حال | | نہانی از ہمہ عالم ز بسکہ پیدا ئی |
| --- | --- | --- |

वक्तुमर्हस्य शेषेण दिव्याह्यात्म विभूतयः ॥
याभिर्विभूतिभिर्लोकानिमांस्त्वं व्याप्य तिष्ठसि ॥१६॥

ارجن کرشن جی سے درخواست کرتا ہے کہ اپنی قدرت کے جلوؤں کو مفصل بیان کیجئے۔

(۱۶) اب آپ اون نادر جلوؤں کا مفصل بیان کیجئے جن سے آپ نے اس کل عالم کو معمور کر رکھا ہے۔

कथं विद्यामहं योगी त्वांसदा परिचिंतयन् ॥
केषु केषुच भावेषु चिंत्योसि भगवन्मया ॥१७॥

میں آپکی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں۔

(۱۷) آپ تو قادر مطلق ہیں میں آپکو کس تصور کی مزاولت سے جان سکتا ہوں اے صاحب بتائے کہ میں آپ کا تصور کن وسایل سے کروں

विस्तरेणात्मनो योगं विभूतिंच जनार्दन ॥
भूयः कथय तृप्तिर्हि शृण्वतो नास्ति मेऽमृतम् ॥१८॥

آپکی قدرت کے جلوؤں کا حال سننا چاہتا ہوں

(۱۸) اے کرشن آپ اپنی قدرت اور اوس کے جلوؤں کو بالتصریح پھر فرمائے کیونکہ آپ کا کلام آب حیات کی تاثیر رکھتا ہے اور اوس کے سننے سے میری سیری نہیں ہوتی۔

علم ذات بیشک آبحیات ہے کیونکہ جو شخص اوسے نوش کرتا ہے وہ حیات جاودانی پاتا ہے۔

श्रीभगवानुवाच । हंतते कथयिष्यामि दिव्याह्यात्म वि-
भूतयः ॥ प्राधान्यतः कुरुश्रेष्ठ नास्त्यंतो विस्तरस्य मे ॥१९॥

## شری بھگوان نے فرمایا

قدرت کے جلوؤں کی انتہا نہیں ہے

(۱۹) اچھا اب میں تجھے اپنے خاص اور نادر جلوے بتاتا ہوں یوں تو میرے جلوؤں کی انتہا نہیں ہے

ذات بحت کی قدرت کے جلوے کثیر اور بے انتہا ہیں بلکہ کل اجسام نے اوس سے نمود پایا ہی ذیل میں صرف اون جلوؤں کا بیان کیا جاویگا جو اپنی قسم میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

अहमात्मा गुडाकेश सर्व भूताशयस्थितः ।।
अहमादिश्च मध्यंच भूताना मंत एवच ।। २०।।

ذات کل اجسام میں پوشیدہ طور پر موجود ہی

(۲۰) اے ارجن میں کل اجسام کے بطون میں مقیم ہوں اور کل اجسام کی ابتدا وسطا ور انتہا ہوں۔

ذات کل اجسام میں محیط ہے اور کل اجسام کا ایجاد قیام اور فنا اوس کا کرشمہ ہے۔

आदित्या नामहं विष्णु ज्योतिषां रविरंशुमान् ।।
मरीचिर्मरुता मस्मि नक्षत्राणा महंशशी ।। २१।।

اوسکی قدرت کے جلوؤں کا بیان

(۲۱) میں نظام شمسی میں وشنو ہوں ستاروں میں روشن آفتاب ہوں ... وتوں میں مریچی ہوں سیاروں میں چاند۔

یہ تصویر نمبر ۹ سمجھنے میں آنے پر عجب کیفیت دکھاتی ہے اور اس نظارہ میں عالم نورانی سکاتہ ما پیش نظر ہوجاتا ہی سنسکرت میں چر متحرک کو کہتے ہیں اور کھ آسمان کا نام ہے ان دو لفظوں کے ملنے سے چرکھ شبد بنتا ہے جیسے فارسی دانوں نے چرخ فلک کہا ہے آفتاب کو اس چرخ کا مرکز سمجھو اور جتنے سیارے اوس کے گرد اجرام کے صورت میں ہیں وہ سب آفتاب سی بہت چھوٹے ہیں لہذا آفتاب سے جو روشنی اون پر پڑتی ہی اُس سے ایک پنکھڑی سی بنجاتی ہے اس طرح ہر طرف پنکھڑیوں کے بننے سے ایک نورانی چرخہ سا بنا ہوا معلوم ہوتا ہی زمین اس چرخہ کا تکلہ ہی جسکی گرد چاند چکر کرتا ہی زمین کا نصف کرہ زرد رنگ کا ہی وہ دن کی علامت ہی جو سیاہ حصہ ہی وہ رات کی صورت ہی جس مقام پر سُرخی نمودار ہی اور لفظ اوشا لکھا ہی وہ صبح



صادق کی افق ہے اوسکے مقابل جہاں لفظ مترا لکھا ہوا ہی وہ شام کی شفق ہی اور رہتے ہیں یعنی زمین کا جو حصہ ان مقاموں سے گذرتا ہے وہاں شفق اور افق محسوس ہوئے مادہ باردہ بشکل برف بارش و اولہ زمین کے تکلہ پر مثل روئی کے لپٹا رہتا ہے جس سے تمام غلہ و نباتات کی پیدایش اور سب جانداروں کی پرورش ہوتی ہے۔ بیش راشی کے آفتاب کو وشنو کے نام سے تعبیر کیا ہی اور موسم بسنت کی زردی اسی کے اثر سے ہوتی ہے۔

ویدوں نے سات دیوتاؤں کے علاوہ اوشا۔ مترا۔ اور یم تین دیوتا ترلوکی کے اندر مانے ہیں جن کی صورتیں اس تصویر میں دکھائی گئی ہیں اوشا صبح صادق کی افق کا نام ہے جس کا تعلق سورج سے ہے اور مترا شام کی شفق کو کہتے ہیں جسکا تعلق چندرماں یا ورون دیوتا سے ہے یم دیوتا اوس قوت جاذبہ کو کہتے ہیں جو زمین سے آفتاب کی جانب بخارات و دیگر مادوں کو کھینچ لیجاتی ہے اوشا اور مترا کی جو ... ہی کا نام اشونی کمار ہے اور وہ دو خط مستقیم ہیں جو آفتاب سے اس کرہ زمین و دیگر ستارگان کیطرف ... تے ہیں اور صبح و شام کو پیدا کرتے ہیں ان کے درمیانی وقت کا نام دن اور رات ہی کرہ زمین کے مخر... حصے ان خطوط میں سے گذرتے ہیں مگر یہ خطوط ہمیشہ بدستور قایم رہتے ہیں۔

مرُت کا ... ستارہ ہوائی طبقہ پر ہے جس میں مریچی یعنی نفس فضیلت رکھتا ہے اور وہ بوجہ اپنے چیتن شکتی ... روحانی طاقت کی تمام حرکات کا مبدا ہے۔

چاند کا ... یعنی قمری دورا ون ۲۷ حصّوں پر جنہیں نکھشتر کہتے ہیں منقسم فرض کیا گیا ہے۔ اور اسکا مجمل بیان تو ... یر نمبر ۸ میں ہو چکا ہے اور تصویر نمبر ۱۰ اگلے صفحہ پر ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے دکھائی جائیگی روئے زمین کے مانند چاند کے نصف کرہ پر جو مقابل آفتاب کے ہوتا ہی روشنی اور دیگر نصف کرہ پر جو آفتاب کی اوٹ میں ہوتا ہے اندھیرا رہتا ہے مگر روئے زمین کے باشندگان کو اوسکا روشن حصّہ اوسقدر دکھتا ہے جتنا نظر کے سامنے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ چاند کی کلائیں گھٹتی اور بڑھتی معلوم ہوتی ہیں اور جن تین دنوں میں اوسکا روشن حصّہ زمین کے مقابل نہیں ہوتا اُن میں رویت قمر بالکل نظر نہیں آتی چاند کا کرہ برودت کا مرکز ہے اور وہ زمین سے قریب ہونیکی وجہ سے جذر و مد وغیرہ سمندروں میں پیدا کرتا ہے۔

वेदानां सामवेदोऽस्मि देवानामस्मि वासवः ॥
इन्द्रियाणां मनश्चास्मि भूतानामस्मि चेतना ॥२२॥

ایضاً (۲۲) میں ویدوں میں سام وید ہوں دیوتاؤں میں اندر۔ حواس میں دل ہوں اور جسموں میں جان۔

چونکہ سام وید میں طریقت عشق بمقابلہ اور ویدوں کے زیادہ صاف طور پر درج ہے لہذا وہ قدرت کا خاص جلوہ بیان کیا گیا ہے۔ اندر اوس صفاتی قوت کو کہتے ہیں جو بصورت نفس جسم انسان میں داخل ہو کر حواس پر حکومت کرتی ہے اور دل سے اپنے وزیر کا کام لیتی ہے دل کی غیر حاضری میں حواس خمسہ بیکار ہو جاتے ہیں اس لئے دل اوپر فضیلت رکھتا ہے سب جانتے ہیں کہ ہر ایک جسم جان کی وجہ سے حس و حرکت کرتا ہے اور اشیائے بیرونی کو تمیز کرتا ہے اس لئے جان کو جسم پر بہر نوع عظمت حاصل ہے۔

रुद्राणां शंकरश्चास्मि वित्तेशो यक्षरक्षसाम् ॥
वसूनां पावकश्चास्मि मेरुः शिखरिणामहम् ॥२३॥

ایضاً (۲۳) میں رودروں میں شنکر ہوں یکش اور راکشسوں میں کوبیر وسوؤں میں اگنی ہوں اور پہاڑوں میں میرو

شیو ستوگنی شنکر رجوگنی اور رودر تموگنی نام ہے اس تصویر نمبر ۱۱ کے دیکھنے سے شیو پران کا خلاصہ اور مدعا سمجھ میں آجاوے گا۔ بھارت ورش کی ترکون مورتی ہے اور شیو کا سروپ ادسمین نظر آتا ہے اوپر جٹا جوٹ کشمیر کا مقام ہے اور جٹائیں جو دائیں ہاتھ پر پھیلی ہوتی ہیں پہاڑیاں ہیں جن میں سے گنگا جی اور تمام ندیاں نکلتی ہیں اور سمندر کی طرف جاتی ہیں پھر اون کو آفتاب کی حرارت سمندر سے جذب کر کے بادل کی صورت بناتی ہے تب بارش پہاڑوں پر ہوتی ہے ایسا چکر برابر چلا جاتا ہے تیرتھوں کے مقامات اس نقشہ میں مندرج ہیں ہاتھ کا ترشول تین مقامات بدری کا شرم۔ کیدارناتھ اور گنگوتری کو جو اس شکل کے ہیں دکھاتا ہے کرمیں مرگ چھالا الٹی ہوئی ہے



کوبیر دیوتا کو دنیا کا خزانچی یا بھنڈاری پورانوں نے کہا ہے دنیا پرست جو عقبی سے غافل اور مال و دولت کے پوجنے والے ہیں یکھش اور راکشش کہلاتے ہیں۔

وسو اوس حرارت کو کہتے ہیں جو اجسام میں مخفی رہتی ہے اور دو جسموں کے باہم رگڑنے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یوگ کے اصطلاح میں میرو پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہیں اور سمیر ... کے اصطلاح میں ام الدماغ مراد ہے۔

...धसां च मुख्यं मां विद्धि पार्थ बृहस्पतिम् ॥
...नीनामहं स्कन्दः सरसामस्मि सागरः ॥२४॥

ذات واحد کی قدرت اور جلوؤں کا بیان

(۲۴) اے ارجن تو مجھے پروہتوں میں اون کا گرو ... سپہ سالاروں میں سکند ہوں اور پانی کے مقامات میں ...
... دیوتاؤں کے گرو کا نام برہسپتی ہے۔ سکند نامی ایک بڑا بہادر سپہ سالار ہند ...
... سمندر میں کل دریا جھیل اور ندیاں داخل ہو کر غائب ہو جاتے ہیں۔

...हं गिरामस्म्येकमक्षरम् ॥
...स्मि स्थावराणां हिमालयः ॥२५॥

ایضاً (۲۵) میں مہرشیوں میں بھرگو ہوں لفظوں میں ا...
... ہیں کوہ ہمالیہ۔

بھرگو مہرشی ہند کے رشیوں میں بڑے زبردست ...
... ادم کی ندا کو بڑی فضیلت دی گئی ہے یعنی اد ...
... اور معنی مفصل بیان کئے ہیں اور ذات و صفات ...
... کیا ہے کل عملی طریقوں میں جپ یعنی ذکر بالقلب ...
... بلند ہے اور بلحاظ خوبصورتی اور قدرتی نشو ونما ...

...णां देवर्षीणां च नारदः ॥

गंधर्वाणां चित्ररथः सिद्धानां कपिलोमुनिः॥२६॥

ایضاً (۲۶) مین درختون مین طوبیٰ ہون دیورشیوں میں نارد۔ گندہربوں میں چترر تہہ اور
کاملون مین کپل منی۔

طوبیٰ العینی کلپ برچہہ کی تصریح پندرہویں ادہیا کے اوّل منتر میں درج ہی اور اوسکی مُراد
ہی نارد جی عارنوں کے سرتاج تہے کہ اونہوں نے عشق حقیقی کے وسیلہ سے وصال
سابق میں جو رقاص یا قوالوں کا فرقہ گندہرب کے نام سے مشہور تھا اون میں ایک
می ہوا تہا جو اپنے علم میں کمال رکھتا تہا کپل منی مصنف سانکہ شاستر کے مرتاض کامل اور اعلیٰ درجہ کے

उच्चैः श्रवसमश्वानां विद्धि माममृतोद्भव

ऐरावतं गजेंद्राणां नराणांच नराधिप

ہیں اوچے شروا سمجھہ جو آبحیات سے پیدا ہوا تہا مین زبردست
ایا میں بادشاہ ہون۔

ستہا جانا اور اوسمیں سے چودہ رتن کا نکلنا بیان کیا گیا ہے عوام
ت خیال کرتے ہیں یہ حکایت نہیں ہے بلکہ حضرت انسان
انسان کی ذات ہی اور شیش ناگ اوس میں نفس ہی دیوتا
ہی (دیکھو دوسری ادہیا کا ۷۰ منتر) سمندر کے
ح قوائے افعالی اور چار قوتیں متخیلہ ممیزہ۔ مدرکہ
ہے یہ ایال دار اور دُم دار گھوڑا نہیں ہے بلکہ
یہ ہے کہ جو قوت خیالات کو پیدا کرتی ہے اور جس کے
بطور استعارہ گھوڑا بیان کیا ہے کہ عارفان
ہے۔ بوعلی شاہ



نے لکہا ہے ؎ جہاں تیرہ است ورہ مشکل جنیت راعناں درکش ٭ زمانے رخت ہستی بالخلوت
گاہ جان درکش ٭ ایراوت ہاتھی کا استعارہ بہی قابل غور ہے ایراوت اُن ہاتہیوں میں سے
نہیں ہے جو سرکاری توپ خانے میں کام آتے ہیں بلکہ اون میں سے جو بارش بنکر روئے زمین
کو سیراب کرتے ہیں اور دریاؤں میں طغیانی پیدا کرتے ہیں بادل بخارات سے بنتے ہیں اور ہاتہیوں
کی فوج کے مانند نظر آتے ہیں جیسے ہاتہی سونڈ سے پانی پیتا ہے اور پہر خارج کر دیتا ہے ویسی
ہی بادل بہی پانی کو سمندر سے حاصل کر کے زمین پر ڈالدیتے ہیں اسلئے ایراوت
اندر کا ہاتہی بیان کیا گیا ہے۔

आयुधाना मह्ं वज्रं धेनूनामस्मि कामधुक॥

प्रजनश्चास्मि कन्दर्पः सर्पाणामस्मि वासुकिः॥२८॥

ایضا (۲۸) میں ہتیاروں میں بجر ہوں گئووں میں کامدہینو اسباب تولید میں
خواہش ہوں اور سانپوں میں واسوکی

بجر زمانہ گذشتہ میں کسی قسم کا نہایت خوفناک ہتیار تہا جس کی صورت اب معلوم نہیں ہو سکتی۔ کامدہین گئو
سے چار پایہ کی قسم مراد نہیں جسکی بدولت گہی۔ دودہ۔ دہی۔ وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں بلکہ اسکا اشارہ
اوس علم حقیقت پر ہے جس کے حاصل کرنے سے تسکین ہوتی ہی اور کسی شے کی تمنا نہیں رہتی
تولید کے وسائل میں انسان کی خواہش سب سے بڑا جزو ہے۔ واسوکی ایک قسم کا نہایت زبردست سانپ ہے

अनंतश्चास्मि नागानां वरुणो यादसामहम्॥

पितृणामर्यमा चास्मि यमः संयमतामहम्॥२९॥

ایضاً (۲۹) میں ناگوں میں انت ہوں۔ مادہ باردہ کے موکلوں میں ورون ہون متوفیون
میں اریمان ہون اور حاکموں میں یم۔

بہاگوت پوران میں یہ بیان درج ہے کہ وشنو بہگوان شیش ناگ کے اوپر آرام کرتے تہے اور لکشمی جی اونکے
پاؤں دباتی تہیں بہگوان کی ناف سے کنول پیدا ہوا اور اوس کنول میں سے برہما جی پیدا ہوئے اور وہ سالہا سال تک

اوسکی ڈنڈی میں اوپر تلے دوڑتے رہے اب اگر اسکے معنی پر معقولات اور انصاف کے ساتھ غور کیا
جاوے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ بھی حضرت انسان کا بیان ہے دشنو بھگوان پورش یعنی ذات
پاک کا نام ہی لکھشمی جی پرکرتی یعنی قدرت کا نام ہے۔ شیش ناگ کی پھن ہیں جو کل جسم میں بکثرت پھیل رہی
ہیں۔ کنول نرخرہ ہے اور اوسکا پھول دماغ ہے جسمیں برہما جی یعنی پندار انفاس کے بالا و پائیں ہونے
کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔

महादश्चास्मि दैत्यानां कालः कलयतामहम् ।।
मृगाणां च मृगेन्द्रोऽहं वैनतेयश्च पक्षिणाम् ।। ३० ।।

ایضاً (۳۰) دیتیوں میں پہلاد ہوں فنا کرنے والوں میں کال ہوں چارپاؤں میں شیر
ہوں اور پرندوں میں گرڑ
پرہلاد بھکت فرقہ جہلا میں پیدا ہو کر اور پرورش پاکر بھی طالب صادق اور عارف کامل ہوئے ہیں اور
ایسی پیدائش بیشک عجیب ہی زمانہ سے بڑھکر کوئی شئے فنا کرنے والی نہیں ہے کیونکہ جو شئے پیشتر ہمارے
سامنے تھی اور اب موجود نہیں ہے سمجھنا چاہئے کہ وہ زمانہ کے دائرہ فنا میں آگئی ہے صاف
ظاہر ہے کہ درندوں میں شیر سب سے زبردست ہی اور پرواز کرنیوالوں میں سب سے زیادہ اڑانیوالا خیال
ہی جسکا نام گرڑ کہا گیا ہی۔

पवनः पवतामस्मि रामः शस्त्रभृतामहम् ।
झषाणां मकरश्चास्मि स्रोतसामस्मि जाह्नवी ।। ३१ ।।

ایضاً (۳۱) تیز رفتاروں میں ہوا ہوں ہتیار باندھنے والوں میں رامچندر ہوں دریائی
جانوروں میں مگر ہوں۔ دریاؤں میں گنگا۔
ہوا کی رفتار کل مادی اشیاء سے زیادہ ہے یعنی کوئی مادی شئے ذی روح خواہ غیر ذی روح ہوا
سے بڑھکر تیز رو نہیں ہے گو روشنی اور طاقت برقی ہوا سے زیادہ رفتار رکھتے ہیں مگر چونکہ وہ وزن
نہیں رکھتے مادی اشیاء نہیں کہے جاسکتے سری رامچندر جی سپہ گری کے فن میں یکتا تھے اور رامچندر
جی اور کرشن جی دونوں ذات واحد کے اوتار تھے کثرت کا خیال جہل و نادانی کا نتیجہ ہے علم ذات



وحدت کو ثابت کرتا ہے۔ دریائی جانوروں میں مگر زبردست ہے اور تمام دریاؤں میں گنگا سب
سے اعلیٰ ہی۔

सर्गाणामादिरन्तश्च मध्यं चैवाहमर्जुन ।।
अध्यात्मविद्या विद्यानां वादः प्रवदतामहम् ।। ३२ ।।

ایضاً (۳۲) اے ارجن میں موجودات کی ابتدا۔ وسط اور انتہا ہوں علموں میں علم
خود شناسی ہوں۔ مباحثوں میں بحث ہوں۔
عالم کا ظہور و غیوب ذات پاک کی قدرت کا تماشہ ہی اور وہ ذات ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں
میں بدستور رہے۔ علم خود شناسی جو اُسکی شناخت کا ذریعہ ہے کبھی فنا نہیں ہوتا اور سب علوم
معرض فنا میں آجاتے ہیں۔

अक्षराणामकारोऽस्मि द्वन्द्वः सामासिकस्य च ।।
अहमेवाक्षयः कालो धाताहं विश्वतोमुखः ।। ३३ ।।

ایضاً (۳۳) میں حرفوں میں الف ہوں۔ سماسوں میں میں دُوندھ ہوں اور وہ زمانہ
ہوں جس کی انتہا نہیں ہے اور عالم کا صانع ہوں جو کہ ہر سمت میں موجود ہے۔
انسان سب سے پہلے ندائے الف کا بولنا سیکھتا ہے چنانچہ کل زبانوں کے حروف تہجی میں وہ اول
حرف قرار دیا گیا ہے۔ وہ بصورت حرف علت ہر زبان کے الفاظ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے اور
دیگر حروف پر فضیلت رکھتا ہے دو لفظوں کی ترکیب سے تیسرے لفظ کے پیدا کرنیکو سماس کہتے ہیں
دُوندھ اوسکی ایک خاص قسم کا نام ہے ذات باوجود اس کے کہ وہ عالم کو ظہور دیتی ہی خود زمانہ میں محدود نہیں
ہوتی۔

मृत्युः सर्वहरश्चाहमुद्भवश्च भविष्यताम् ।।
कीर्तिः श्रीर्वाक्च नारीणां स्मृतिर्मेधा धृतिः क्षमा ।। ३४ ।।

ایضاً (۳۴) میں سب کو معدوم کرنیوالی موت ہوں اور آنے والی نسل کی پیدائش
کا مخزن ہوں۔ میں عورتوں میں اون کی نیک سیرتی۔ خوبصورتی شیریں زبانی۔
حافظہ۔ تیز فہمی۔ استقلال اور تحمل ہوں۔

बृहत्साम तथा साम्नां गायत्री छंदसा महम् ॥
मासानां मार्गशीर्षोऽहं ऋतूनां कुसुमाकरः ॥३५॥

ایضاً (۳۵) میں سب سُروں میں برہت سُر ہوں اور تالوں میں گائتری تال ہوں مہینوں میں منگسر اور موسموں میں بہار کا موسم

سام وید کی مختلف آہنگوں میں سے برہت الحان کو خصوصیت دیگئی ہے جیسے کہ فی زمانہ جوگیا اساوری کو فقرا لوگ قوالی گانوں میں پسند کرتے ہیں اور اوس کا اثر طبیعت پر زیادہ ہوتا ہے۔ گائتری چھند یعنی وزن بحر نہایت دلپذیر اور عمدہ ہے۔ منگسر کے مہینہ میں اہل ہند کی جسمانی صحت ترقی پاتی ہے مطلع صاف ہوتا ہے اور تپش آفتاب کم ہوتی ہے۔ بہار کا موسم خوشگوار ہوتا ہے اور اوسوقت خون میں حرارت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔

द्यूतं छलयतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ॥
जयोऽस्मि व्यवसायोऽस्मि सत्त्वं सत्त्ववतामहम् ॥३६॥

ایضاً (۳۶) میں فریبوں میں قمار ہوں صاحب جلال میں جلال ہوں اور طاقتوروں میں طاقت کوشش اور فتح ہوں۔

دنیا ایک قمار خانہ ہے اور اس میں نقدی وقت ہی جو وقت کو ضایع نہیں کرتا وہ جیتا ہوا قمار باز ہے باقی سب ہارے جواری ہیں۔ انسان اپنے آپکو طاقتور سمجھتا ہے اور کوشش اور فتح کا ذریعہ اور فاعل قرار دیتا ہے دراصل وہ طاقت کوشش اور فتح قدرت کی بخشایش ہوتے ہیں۔

वृष्णीनां वासुदेवोऽस्मि पांडवानां धनंजयः ॥
मुनीनामप्यहं व्यासः कवीनामुशना कविः ॥३७॥

ایضاً (۳۷) میں برشنی کی اولاد میں کرشن ہوں۔ پانڈو میں ارجن ہوں عارفوں میں ویاس ہوں۔ شاعروں میں اوشنا۔

یہ کلام ذات نامتناہی کا ہے جو قدیم لازوال اور محیط ہے اور جو کرشن ارجن اور ویاس وغیرہ میں آشکارا



ہوئی ہے ارجن اسوقت تک علم ذات سے ناواقف تھا اور اپنے آپ کو اور کرشن بھگوان کو جدا خیال کرتا تھا اس موقع پر ظاہر کر دیا گیا ہی کہ اوسکا یہ پندار غلط ہے کرشن بھگوان اور وید ویاس جی مصنف بھگوت گیتا بھی موحد کی نظر میں جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ انانیت کیوجہ سی کثرت نظر آتی ہی استغراق کیحالتمیں کل عالم ذات واحد کا جلوہ تمیز ہوتا ہے۔

दंडो दमयतामस्मि नीतिरस्मि जिगीषताम् ॥
मौनं चैवास्मि गुह्यानां ज्ञानं ज्ञानवतामहम् ॥३८॥

ایضاً (۳۸) میں حاکموں میں اختیار سزا ہوں۔ راجاؤں میں تدبیر ملکی۔ اسرار میں خموشی ہوں۔ عالموں میں علم۔

جب تک کسی شخص کو اختیارات سزا حاصل ہیں وہ حاکم کہلاتا ہے اختیارات کے چھن جانے پر اوس کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ امن اور فتحیابی تدبیر ملکی پر منحصر ہوتی ہیں خاموش رہنے سے انسان کے دل کا حال پوشیدہ رہتا ہے گفتگو اوسے ظاہر کر دیتی ہے۔

यच्चापि सर्वभूतानां बीजं तदहमर्जुन ॥
न तदस्ति विना यत्स्यान्मया भूतं चराचरम् ॥३९॥

ذات کل عالم کا غیر فانی تخم ہی اور محیط ہی

(۳۹) اے ارجن کل مخلوقات کا تخم میں ہی ہوں کوئی شے متحرک اور غیر متحرک ایسی نہیں ہے جس میں میں نہیں ہوں۔

नान्तोऽस्ति मम दिव्यानां विभूतीनां परंतप ॥
एष तूद्देशतः प्रोक्तो विभूतेर्विस्तरो मया ॥४०॥

اوسکی قدرت کے جلوے لاانتہا ہیں

(۴۰) اے ارجن میرے نادر جلوؤں کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ تو میں نے اپنے جلوؤں کا مختصر بیان کیا ہے۔

قدرت کاملہ کے جلوے بے شمار اور حیطہ بیان سے باہر ہیں اس ادھیا میں صرف اون میں سے چند کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

यद्यद्विभूतिमत्सत्त्वं श्रीमदूर्जितमेव वा ॥

तत्तदेवावगच्छत्वं ममतेजोंशसंभवम् ॥

اوسکی قدرت کے ایک کرشمہ نے کل عالم کو نمود دیا ہے۔

(۴۱) جو شے کمال یا خوبصورتی۔ یا قوت رکھتی ہے جان لے کہ وہ میرے نور کے ایک شمہ سے پیدا ہوئی ہے۔

جن جن اشیاء میں کمال یا خوبصورتی یا زور پایا جاتا ہے سمجھنا چاہئے کہ ذات پاک کے قدرت کی ایک ذرہ نے اون سب کو ظہور دیا ہے۔

अथवा बहुनैतेन किं ज्ञानेन तवार्जुन ॥
विष्टभयाहमिदं कृत्स्नमेकांशेन स्थितो जगत् ॥४२॥

الغرض کل عالم ذات واحد کا عکس ہے

(۴۲) اے ارجن اس بیان کو طوالت دینے سے کیا فائدہ حاصل کلام یہہ ہے کہ میں نے ایک شمہ سے اس کل عالم کو نمود دے رکھا ہی

| | | | |
|---|---|---|---|
| جہان جملہ فروغ نور حق دان | | حق اندر وے ز پیدائیست پنہاں | |

دسویں ادہیا کا خلاصہ اوس کے آخری منتر میں درج ہی کہ تمام عالم کو قادر مطلق نے اپنے ایک شمہ قدرت میں قایم کر دکھایا ہی جیسے آنکہ کی پتلی میں سارا عالم سمایا ہوا محسوس ہوتا ہی اسیطرح جو شمہ قدرت بطون سے باہر کو آتا ہے ساری کائنات اوسی میں مضمر پائی جاتی ہے اب اوسکی تشریح اس نقشہ میں دیکھو بیچ کے خانہ میں ایک نقطہ ہے جسے سنسکرت میں اشون یا چیتن بندو کہتے ہیں یہی شمہ قدرت ہی اور اسیکو مادہ حیات یعنی جیو اور ایک کا اولین عدد شمار میں سمجھنا چاہئے۔ قانون قدرت کی کشش سے تجنیس اور افزونی لازمی ہوتی ہے اس لئے بہت سے نقطوں کے مجموعہ کا نام خط یا ریکھا کہلاتا ہی اور چونکہ خط میں دو نقطہ اول و آخر میں ظاہر ہوتے ہیں اسواسطے وہ دو کا عدد اور دشنو مورتی کہلایا ہی اور تجنیس کی قانون سے جیسے نقطہ نے افزون ہو کر خط بنایا ہی خط نے ایک اور نیا خط پیدا کر کے مثلث کی شکل اختیار کی ہی وجہ یہ ہی کہ ایک خط کا ہونا صرف طول کو ثابت کرتا ہی اور وہ کال یا زمانہ کا روپ ہے جسمیں ماضی و مستقبل دو نقطے لا انتہائی ہیں۔ خط سے عرض یعنی دیش ظاہر نہیں ہو سکتا تھا مگر اس دوسرے خط نے اوسی پہلے خط سے ملکر مثلث کی شکل بنائی ہی یعنی عرض و طول دونوں پیدا کر دئیے ہیں اور یہ شیو کا سروپ ہوا جو



ترشول دہاری اور ترنیتر کہلاتا ہے اور نیز فنا کا دیوتا مانا جاتا ہے چنانچہ جتنے ہتیار کاٹنے والے ہیں اون سب کی شکل مثلث ہوتی ہے۔ اس طور پر تین کا عدد ظاہر ہوتا ہے قانون قدرت کے بموجب دنیا میں اصلی عدد تین ہی ہیں اور دیگر اعداد ان کی اجتماع سے بنے ہیں۔ ایک عدد کا خیال بغیر اجتماع تین کے ہو نہیں سکتا جب تک عالم اور علم بینندہ اور بینائی باہم نہ ہوویں تب تک معلوم یا بینش ظہور میں نہیں آسکتا یعنی ناظر۔ نظر و منظور تینوں کے موجود ہوئے بغیر کوئی فعل نہیں بن سکتا بطرز دیگر یوں سمجھیے کہ سفید کاغذ پر ایک خط بنایا جاوے تو وہ کاغذ کی سطح کے دو حصہ کر دیتا ہے یعنی دو سطح اور ایک خط تین کی موجودگی میں ایک خط کا ہونا ثابت ہو سکتا ہے علی ہذا دو خطوں کے درمیان اگر فصل واقع نہووے تو دو کا ہونا موہوم ہو جاتا ہے دو خط اور ایک فصل تین کے مشمول ہونے سے دو کا علم پیدا ہوتا ہے اسیکو تثلیث یا ترپٹی کہتے ہیں اور رہیہ تین گن۔ ست رج اور تم کا مجموعہ ہی جو لوگ توحید دوئی اور تثلیث کی بحث کیا کرتے ہیں اگر وہ اس کے معنی کو بخوبی سمجھ جاویں تو یہ جھگڑا باہمی اس عالم سے معدوم ہو جاوے خلاصہ یہ ہی کہ اس تثلیث کو جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے عارفوں نے کارن ترپٹی یا تثلیث علم الہیات مانا ہے دوسری تثلیث علم ریاضی یا سوکھشم ترپٹی کہی جاتی ہے یعنی عملی مثلث پر جب ایک اور نقطہ حسب قاعدہ قدرت کے افزوں ہوا تب وہ بشکل مربع اور چار کا عدد قرار دیا گیا یہی برہما کا روپ اور چرجگن کی مورتی تصور ہوئی اور اسی وجہ سے برہما چار مکھی کہا گیا ہے۔ اس کے بعد جب مثلث پر خط بڑھا یعنی تین اور دو کا اشتمال ہوا تب شکل مخمس پیدا ہوئی اور من کی صورت قرار دیگئی اگرچہ من کی کوئی خاص صورت نہیں ہی مگر جب حواس اور پنج عنصر کی گرہ بندھ جاتی ہی تو وہ مجموعہ من کہلاتا ہے اور اسی بنا پر رودر کو جو من کا دیوتا ہے پنج مکھی بنا کر پوجتے ہیں اور یہ پانچ مکھہ خاک ۱ ۔ آب ۲ ۔ آتش ۳ ۔ ہوا ۴ اور خلا ۵ سمجھنے کے واسطے دکھائی گئی ہیں اور یہ پانچوں من میں موجود ہیں۔ من کا فعل ماننا یعنی تسلیم کرنا ہے ہر شئے کا علیحدہ علیحدہ ماننا من سے ہوتا ہے اور یہ عالم کی صورت ہے جو پنجگانہ ظاہر ہو رہی ہے اسی واسطے یہ پانچ کا عدد قرار دیا گیا از ان بعد دو مثلثوں کے اکٹھا ہونے سے مسدس کی شکل نمودار ہوئی اور چھ کا عدد ظاہر ہوا جس نے

شکل آکاس کی پائی اور اوس کی چھ سمت پورب پچھم دکھن اترا اوپر اور نیچے بسیط ہو گئے۔ تین کا عدد دوبارہ ہو کر چھ کا عدد یعنی کارن سے سوکھشم ترپٹی بن گیا۔

پھر ایک نقطہ علم طبعی یا مادی کا جسے سنسکرت میں استھول کہتے ہیں ایزاد ہوا اور اوس نے سات کے عدد کو ظاہر کیا یعنی چھ کون والے اکاس میں حرکت پیدا ہونے سے ہوا ابھر گئی اور وہ ساتویں کہلائی بموجب قاعدہ قدرت دو مثلثوں کے مجموعہ پر ایک خط کے افزوں ہونے سے آٹھ کون کی صورت نمودار ہوئی اور اوس نے آٹھ کے عدد کو ظاہر کیا اور وہ آتش کہلائی جو ہوا کی حرکت میں موجود رہتی ہے اور اوسی سے پیدا ہوتی ہے تین مثلثوں کے جمع ہونے سے تین تتے نو کا عدد ظاہر ہوا یعنی پانی جو حرارت سے پیدا ہوتا ہے آشکارا ہو گیا۔ اِس کا ظہور ہوتے ہی اوّل نقطہ یعنی اولین عدد اِن سب کے حجاب میں آ گیا اور بجائے اُس کے دسواں عدد بصورت خاک وجود میں آیا۔ علم ہندسہ کے بموجب ۹ نو حرکت یا عدد صفر میں پوشیدہ رہتے ہیں اور ایک کا ہندسہ علیحدہ مفہوم ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ ایک صفر اور ایک کے عدد کے ملانے سے (۱۰) دس کا عدد بنتا ہے ایک کی قیمت ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور صفر کی قیمت کچھ نہیں مانی جاتی پس کچھ نہیں اور ایک عدد کے ملنے سے دس نہیں بن سکتے ہیں صفر نو اعداد کے بعد پیدا ہوتا ہے نو عدد مخفی طور پر اوس میں مشمول رہتے ہیں اسلئے وہ ایک کے عدد سے مل کر دس کے عدد کو ثابت کرتا ہے کسی سطح پر آٹھ نقطہ لگا کر اون کو خطوط سے باہم ملانے سے ہشت پہلو شکل پیدا ہوگی نو نقطوں یا اوس سے زیادہ نقطوں کے لگانے پر دائرہ یا صفر بننے لگتا ہے۔ بالفاظ دیگر دائرہ کا خط کاغذ کی سطح کو دو حصوں میں ایک کو اندر اور دوسرے کو باہر دکھاتا ہے سطح کو پورکھ یعنی اصل کہتے ہیں اور سیاہی کا خط مایا یا فرع موسوم ہوا ہے اگر کاغذ کی سطح سے وہ سیاہی مٹا دی جاوے تو کاغذ کا صفحہ صاف ہو جائے اور اندر اور باہر کا خیال رفع ہو جائے۔ اگر کسی سے صفر کے معنی پوچھے جاویں تو جواب یہی ملتا ہے کہ کچھ نہیں اِن الفاظ کے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی کچھ کہنے کی کیا مراد ہے اور اوسی کے ساتھ نہیں کہنے کا کیا مطلب ہے۔ کچھ اوسے کہتے ہیں جو حواس سے جانا جاوے اور نہیں کا کہنا اوسکی نفی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی علم ذات کچھ ہے جو یقین میں آ سکتا ہے



بیان میں نہیں آتا۔ علم صفات تغیر پذیر اور مثل سایہ کے بے وجود ہے جسے لفظ نہیں کا جاتا ہے اِس دیرے اِس بیان سے کچھ نہیں کہنے کے معنی کچھ سمجھ میں آ جاویں گے۔ المختصر ذات کچھ یعنی ہست ہے جس پر کوئی اطلاق نہیں آتا اور صفات نہیں یعنی نیست ہے اگرچہ حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں۔

اِس تصویر میں خاک آب و آتش وغیرہ الفاظ ایک جانب رنگین دائروں کے مقابل لکھے ہوئے ہیں اور اوسنے غرض رنگوں سے امتیاز کی ہے یعنی نیلا رنگ ہر تصویر میں خاک کو ہلکا آبی پانی کو لال رنگ آتش کو ہرا رنگ ہوا کو نیلا رنگ خلا کو اندھیرے کا رنگ من کو زرد رنگ بدھی کو کھتئی رنگ اہنکار کو گلابی رنگ چیتن یعنی مادہ حیات کو تعبیر کرتا ہے دوسرے خانہ سے اوپر کے چار درجہ اکھشر یعنی لافانی کو اور نیچے کے چھ کھشر یعنی فانی کو جاتے ہیں تیسرے خانہ میں دیہ شبد و شرتی وغیرہ الفاظ جو لکھے ہیں وہ نشید مکیتی یعنی طریقہ فنا کی منازل کو اِس طرح سمجھاتے ہیں کہ جسم کو اِسم میں اور اِسم کو خیال میں محو کرنا چاہیئے اور اِس سے اوپر اشراق کی منزل ہے جس میں علم اشراق کو مادہ حیات میں اور مادہ حیات کو عالم میں اور عالم کو علم میں اور علم کو معلوم میں فقدان کرنے سے آخر میں علم خالص رہ جاتا ہے اسی کا نام گیات اوستھا ہے اور اِس حالت میں کچھ عرصہ قایم رہنے سے وگمیان یا کیولیہ اوستھا ملتی ہے جسے بقا کا کیف کہتے ہیں اور جو انسانی ادراک کی اِنتہا ہے۔

درمیانی خانہ کے دونوں طرف ایک سے دس تک کے عدد ایک جگہ اوپر سے نیچے تک بڑھتے ہوئے نزول قدرت یا ودہی کو دکھاتے ہیں دوسری طرف کے نیچے سے اوپر کو بڑھتے ہوئے نشید یعنی لے چنتن کے طریقہ کو ظاہر کرتے ہیں اوپر کے نقطہ کی دسویں منزل یعنی انتہا خاک کا کرہ ہے دوسری جانب خاک سے عروج کرتے کرتے دسویں منزل یعنی شدھ برہم کے نقطے کا عین الیقین ہو جاتا ہے۔

نزول کے عددوں سے آگے جو خانہ ہے اوس میں تثلیث کی شکلیں دو طرح سے دکھائی ہیں نقطہ کو ایک شمار کرنے سے تین تثلیث کے بعد دسواں عدد نمایاں ہے اور ۲ دو عدد سے ۴ چار تک اور ۵ پانچ سے سات تک اور ۸ آٹھ سے ۱۰ دس تک جو تین تثلیث نظر آتی ہیں۔ اون میں نقطہ اولین تثلیثوں سے اوپر اور علیحدہ دکھتا ہے اور یہ نشید کی مکتی سے گن اتیت کہلاتا ہے اِس کی شرح ۱۴ ادھیائے میں ملیگی مگر اسی خانہ

میں تین گنوں کی تقسیم بھی کمی وبیشی یعنی سامان اوبشیش کے قاعدہ سے ظاہر کر دی گئی ہے یعنی پہلی مہیش کی ترپٹی میں ستو گن غالب یعنی پردہان اور رج اور تم مغلوب ہے علیٰ ہذا دوسرے برہما کی ترپٹی میں رج غالب اور ست و تم مغلوب ہے اسیطرح تیسری شیو کی ترپٹی میں تم غالب اور رج او ست مغلوب اپنی اپنی درجہ پر آشکارا ہوتی ہیں اور سب سے نیچے تینوں گنوں کا مجموعہ وراٹ ہے جو دسواں عدد بنتا ہے۔

آخری خانہ میں تشبیہہ و تنزیہہ یعنی مورتیمان وامورتیمان جنہیں متشکل وغیر متشکل بھی کہتے ہیں اون کی تقسیم دکھائی گئی ہے خاک آب و آتش میں عنصر متشکل ہیں ان سے اوپر کے سب غیر متشکل قرار دیے گئے ہیں۔ حاشیہ پر جو رنگین دائرہ دکھائے گئے ہیں وہ وید کے بیان کئے ہوئے دیوتاؤں کی صورتیں ہیں جن سے نظام عالم کا ہو رہا ہے اور سب سے چھوٹا سا جو ٹیلے رنگ کا دائرہ زمین سے مشابہت رکھتا ہے اوسیکو کُوبیر دیوتا یعنی زمین کا بھنڈاری کہتے ہیں۔

اوس سے نیچے جو دو دائرہ خاکی و آبی لے ہوئے ہیں وہ تصویر ورون دیوتا کی مانی گئی ہے تین طبقوں کے دائرہ کو جس میں خاکی۔ آبی و آتشی متشکل ہیں پرجاپتی ترلوکی اور استھول ترپٹی بھی کہتے ہیں چار دائرہ مشتعلہ کی صورت مرت دیوتا کی سمجھی گئی ہے اور اس میں چوتھا چرخ ہوا کا مشمول ہے پانچ دائروں کی مشترکہ شکل رودر دیوتا کی ہے جو پانچوں عناصر کا مجموعہ ہے۔

چھٹی مورتی اندر دیوتا کی ہے جس میں ہوا۔ اکاش اور من کی تین امورت یعنی بے شکل چرخ باہم پیوست ہیں ساتویں واسدیو دیوتا کی صورت ہے جس میں ساتوں طبقہ شامل ہیں اور وہ سب میں محیط ہونے کی وجہ سے واسدیو کہا جاتا ہے۔

آٹھویں چکر میں اہنکار بدہی اور چیتن ان تینوں کے ملاپ سے پورکھ کا سروپ مانا گیا ہے اس میں آہنکار تو ہرنیہ گربھ کی صورت اور بدہی انتہائے خاک تک جانے سے وراٹ کی مورت اور چیتن دونوں میں محیط اور بسیط ہونے کی وجہ سے پورکھ یعنی سب میں پورا کہلایا ہے۔

نویں چکر میں بارہ ادونکا نشان دیش یعنی بساط اور دسویں چکر میں سیاہی کا دائرہ کال یعنی زمانہ کو دکھاتا ہے اِن دونوں کے باہم ملنے سے جیسے کہ دھاگہ کی تانے اور بانے سے دھلیچہ بن گیا



بن جاتا ہے وستو پیدا ہوتی ہے یعنی برہم کا عکس دیش ہرنیہ گربھ کا عکس کال اور وراٹ کا عکس وستو کو سمجھ لینا چاہیئے۔

ناظرین جو دقایق اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ اس دسویں ادہیا وبھوتی یوگ نام کے جلوے اور حقایق کو کھولتی ہیں تاوقتیکہ اس نقشہ کو سامنے رکھکر ایک ایک عدد اور لفظ کو بغور اور متواتر نہ سمجھا جاوے اصلی مراد ان کی سمجھ میں نہیں آتی تاہم ہر ایک شخص جو صرف اسکو پڑھ لیگا حسب لیاقت اپنے کچھ نہ کچھ معنی اس کے اخذ کر لیگا۔ جو شخص اپنشدوں سے واقف ہوگا وہ بخوبی معنی اس کے حل کر سکے گا کہ بھگوت گیتا اپنشدون کا خلاصہ ہے۔

इतिश्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सुब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे विभूतियोगो नाम दशमोऽध्यायः ॥१०॥

---

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی دسویں ادہیا موسوم بہ وبھوتی یوگ ختم

—·◄ ہوئی ►·—

## دسویں ادہیا کا خلاصہ

اجسام صفاتی قوتوں سے بنتے ہیں اور وہ صفاتی قوتیں ذات پاک کی قدرت کی مختلف اشکال ہیں اور ذات اون اجسام میں جو اوس کی قدرت سے ظہور پاتے ہیں اور کثیر نظر آتے ہیں جلوہ گر ہوتی ہے اور اپنا تماشا آپ دیکھتی ہے - جو بشر انانیت کو ترک کرکے پہچان لیتا ہے کہ ذات قدیم لازوال اور کُل اجسام میں محیط ہے وہ جان جاناں ہو جاتا ہے اور سرور وصال حاصل کرتا ہے اور جو لوگ انانیت کو درست مانکر کثرت پر نظر رکھتے ہیں وہ ذات واحد کے ادراک سے بے نصیب رہتے ہیں پس انسان کو چاہیئے کہ وہ انانیت کو ترک کرکے ذات واحد کا دیدار بطون میں حاصل کرے -

---



## گیارہویں ادہیا وشوروپ درشن

### अर्जुनउवाच

मदनुग्रहाय परमं गुह्यमध्यात्मसंज्ञितम् ॥
यत्त्वयोक्तं वचस्तेन मोहोऽयं विगितो मम ॥१॥

### ارجن نے کہا

تلقین بالا سے نادانی دُور ہوئی

(۱) میرے حال پر مہربانی فرماکر جو آپ نے علم خودشناسی کے اعلیٰ اسرار بیان کئے اون سے میری نادانی رفع ہوئی -

دسویں ادہیا کے آخری منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ذات پاک نے اپنی قدرت کے ایک شمہ سے کُل عالم کو نمود دے رکھا ہے گیارہویں ادہیا میں اوس کیفیت کا مشاہدہ درج ہے -

भवाप्ययौहि भूतानां श्रुतौ विस्तरशो मया ॥
त्वत्तः कमलपत्राक्ष माहात्म्यमपि चाव्ययम् ॥२॥

قدرت کاملہ اور اجسام کے ظہور وغیوب کی کیفیت دریافت ہوئی

(۲) اے نرگس چشم میں نے آپ سے اجسام کی پیدائش فنا اور نیز غیر فانی قدرت کا مفصل حال سُنا

एवमेतद्यथात्थ त्वमात्मानं परमेश्वर ॥
द्रष्टुमिच्छामि ते रूपमैश्वरं पुरुषोत्तम ॥३॥

اب آپ کی قدرت کا مشاہدہ چاہتا ہوں

(۳) اے قادر مطلق اور ذات پاک - آپ نے اپنی حقیقت جیسے بیان فرمائی ویسی ہی ہے (اب) میں آپ کی قدرت کاملہ کو دیکھنا چاہتا ہوں

मन्यसे यदि तच्छक्यं मया द्रष्टुमिति प्रभो ॥
योगेश्वर ततो मे त्वं दर्शयात्मानमव्ययम् ॥

اوسے دکھائیے

(۴) اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں اوس کو دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہوں

تو آپ مجھے اپنا وہ لازوال ظہور دکھائیے۔

श्रीभगवानुवाच। पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रशः॥ नाना विधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतीनि च॥ ५

شری بھگوان نے فرمایا

جواب مشاہدہ کر بیشمار جلوؤں کو

(۵) دیکھہ میرے ظہور سینکڑوں بلکہ ہزاروں طرح طرح کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے۔

पश्यादित्यान् वसून् रुद्रानश्विनौ मरुतस्तथा॥
बहून्यदृष्टपूर्वाणि पश्याश्चर्याणि भारत॥ ६॥

صفاتی قوتوں کو

(۶) اے ارجن تو بہت سے آدیتہ وسو رودر اشونی کمار اور مرد توں کو دیکھہ اور بہت سے عجائبات دیکھہ جو تو نے پیشتر نہیں دیکھے۔

مسلکہ تصویر کو جلوہ جہاں نما کہنا چاہیئے اور وہ شایقین کے مطالعہ کے واسطے پیش نظر کی جاتی ہے تاکہ گیارہویں ادہیا کے معنی بخوبی سمجھہ میں آجائیں۔ اس تصویر کو ہر وقت خیال میں رکھنے کی مزاولت سے اور ہر لفظ کے مراد اور معنی سمجھنے سے کشایش باطنی آخر الامر ہوتی ہے۔ کرشن اور واجب الوجود میں جو فرق معلوم ہوتا ہے وہ عقل کا نقص ہے جیسے احول کو ہر ایک شے دو نظر آتی ہے اور یہ احولیت اپنے اہنکار یعنی پندار کے فنا کئے بغیر ہرگز جا نہیں سکتی ہے

اس تصویر عالم کو براہم باہیہ درشن اور وراٹ اور مہتو مہیاں کہتے ہیں اور یہ اوس صفت جلالی کا بیان ہے جو ایک ایک ذرے سے ظاہر ہوتی ہے۔

اسی کو ویدوں کی رچاؤں نے جابجا مختلف ضمائر سے ظاہر کیا ہے اور اوپنشدوں نے اس کے عملی طریقہ کو واضح طور سے اور تشریح کے ساتھہ کھولا ہے۔

رگ وید کے پورکھ سوکت میں جس آد پورکھ کی تعریف کی ہے اوس کی یہ مورتی ہے اوس میں جو ہزاروں سر اور بے انتہا آنکھیں اور بے شمار پاؤں بتائے گئے ہیں اوس سے تمام عالم کو





محاصرہ کرکے دس انگل پر مستقیم ہوا ہے وہ پورکھ ماضی اور مستقبل کا جاننے والا اور حیطہ ممات سے باہر ہے اور غلہ سے بڑہتا ہے یہ اوس کی قدرت ہے اور وہ ان سے برتر ہے یہ کل عالم اوسکے ایک قدم کے برابر ہے اور تین قدم اوسکے عالم بالا میں بے زوال ہوکر ٹہیرے ہیں۔

اب غور کرکے سمجھئے کہ تین پاؤں تین ترپٹیاں ہیں جن میں تین گنوں کے حصص لیکر ۹ کا عدد بنا اور دسویں صفر کی صورت میں ظاہر ہوا اور ایک کا عدد قایم بالذات دسواں انگل ہے ایک کے عدد پر ایک صفر بڑہانے سے دس اور دو صفر لگانے سے سو اور تین صفر لگانے سے ہزار اور علی ہذا اور صفروں کے بڑہنے سے اننت سنکھیا بنتی ہے اور اونکار کی چار ماترائیں اسی صورت کو دکھاتی ہیں زمین پانی اور آگ کی ایک ترپٹی ترلوکی ہے جس کا نقشہ پرجاپتی مورتی میں اوپر دکہایا جا چکا ہے یہ سب سے اندر کے دائرے اوس تصویر کے ہیں اور اسواسطے اس تصویر میں ان تینوں دائروں کے گرد ایک حلقہ سفیدی کا دکھا دیا گیا ہے اور یہ استہول کہلاتے ہیں۔ دوسرے ترپٹی جو حد نظر سے برتر ہے اوس میں ہوا خلا اور من مشمول ہیں اور وہ سوکہشم ترپٹی ہے اوس کے گرد بھی ایک سفیدی کا خط نمایاں ہے۔ تیسرے ترپٹی جو سب سے اوپر ہے اوسے کارن ترپٹی یعنی علمی تثلیث کہتے ہیں جس میں بدہی اہنکار اور چیتن کے تین دائرے مشمول ہیں یہ تین علم عالم اور معلوم کی قوتیں ہیں اور ان میں کوئی واقعی فاصلہ نہیں ہے صرف تفہیمی ہے اور ان کے مجموعہ کا نام گیات ہے۔ انہیں بدہی برہما کا روپ ہے اہنکار شو کا اور چیتن وشنو کا سروپ ہے اور یہ نویں قوت بسیط اور سب کا آدہار ہوکر اپیشر اور واسدیو نام سے مشہور ہے اور یہی جیو لوک اور مادہ حیات کل جاندار کی ہے یعنی اوس سے زندگی سب کی ہوتی ہے۔ دسویں قوت جو کاغذ کی مانند شفا اور بسیط ہے اور جس پر جزو کل کا نقش بنا ہے اصلی ذات ہے جسے پرشوتم کہتے ہیں۔ اور ان سب کے محو ہو جانے پر وہ درجہ حاصل ہوتا ہے جسے وگیان بدہیہ مکت یا نروکلپ سادہی کہا گیا ہے اور جسے کرشن بھگوان نے اپنا پرم دہام بتلایا ہے نیچے کے تین پاؤں اور چوتھے ارد ماترا اوم کے اسی کو ظاہر کرتی ہے جو دسویں قوت ہے۔ طالبان کو واضح ہو کہ گایتری منتر میں جو صرف سات طبق دکھاتے گئے

ہیں اور یہاں نو طبق اِن میں واقعی اختلاف نہیں ہے یعنی دو ترٹیاں تو بدستور رہیں اوپر والے ساتویں طبق میں اوس سے اوپر کے دو طبق بھی مشمول ہیں کہ اون میں کوئی تفاوت مقامی نہیں ہے نیچے سے دسویں یعنی اُس بیحد اور سب سے انتہا دائرہ کو جس کا کوئی نام و نشان نہیں ہے برہم کہا گیا ہے اور اکھنڈا بناشی اگوچر الفنا کے نفی والے لفظوں سے موسوم ہوا ہے - نواں چیتن کا گلابی دائرہ نرنجن نراکار نرونکار نرادھار لفظ نر کے نفی کے ساتھ آشکار کیا گیا ہے یعنی باوجود مایا کے ظہور کے وہ اوس سے برتر اور راسنگ ہے اور یہ وشنو کی تعریف ہے - آٹھویں دائرہ کو جو اہنگ اور شیو کا روپ ہے پورکھ سناتن نیتہ وبھو وغیرہ ناموں سے متقدمین نے بیان کیا ہے جو باریک تفاوت اِن الفاظ کا ہے وہ ہر ایک کو بلا غور کئے سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ تین قسم کے لفظ علیحدہ علیحدہ مدارج کے موافق ہیں چونکہ مبدا عالم کا اہنکار یا اوم ہے اِسواسطے ویدوں کے چار مہاواک ہیں جن میں تین تین لفظوں کے مجموعہ سے بارہ الفاظ دکھلائے گئے ہیں غرض یہ ہے کہ اِن اسماء کا شغل طالبان حق کی رسائی منزل مقصود تک کراتا ہے جو لوگ پندار جسم میں رہکر اِن کا شغل کرتے ہیں اون کو مطلوب کا دیدار حاصل نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ پندار کے حجاب میں رہتے ہیں -

اس تصویر کا اب دوسری طرح بیان کیا جاتا ہے سب سے اندر کا دائرہ جو زمین کے مشابہ ہے اوس کے وسط میں ذراسی سفیدی نظر آتی ہے یعنی کاغذ کا سفید رنگ ذرّہ سے بھی چھوٹا نمودار ہے اور اوس کی یکتائی صفحہ کاغذ سے واقعی ہے اور وہ ایک نقطہ چیتن بندو یا انش ہے اِس نقطہ کی بساط سے جب ایک خط کھنچا تب کال یا زمانہ کی پیدایش ہوئی ہے اور اوس کے دوسرے خط کے ساتھ مثلث ہوجانے پر عرض وطول دونوں ظاہر ہوئے کال کے تین عدد ہیں اور دیش کے چار سمت ۴ اور ۳ کو باہم ضرب دینے سے بارہ خطوط نے دیش اور کال کو باہم کر دیا اور اون سے یہ صورت تصویر کی جو دکھتی ہے خود بخود پیدا ہوگئی اور دستو کہلائی - بارہ برج اِسی تقسیم کا نتیجہ ہے یہ بارہ خطوط مثل تانے کے ہیں ... دائرہ خاک



آب آتش ہوا خلہ من اور بدّھی مختلف رنگوں میں دکھائی ہوئی ہیں بانے کی مانند ہیں انکے باف سے جو شے تیار ہوئی اوس میں ۱۲ اور ۷ کی ضرب سے ۸۴ گھر بنتے ہیں جسے عام طور پر چوراسی کا چکر کہتے ہیں اور اِن پر پانچ مادّی دائروں کے صفر لگانے سے چوراسی لاکھ کا عدد ثابت ہوتا ہے اور وہ عقل یعنی بدّھی تک محدود ہے - انبھو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا چوراسی سے نکلنا کہلاتا ہے اور پندار کے رفع ہونے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے - جب تک چیتن کی توجہ یعنی نظر نیچے کے طبقوں کے جانب رہتی ہے تب تک چوراسی کی گرفتاری کہلاتی ہے جب چیتن کی درشٹی یعنی نظر بیتن کے ذریعہ سے پلٹ کر اوپر کی جانب ہوجاتی ہے تب چوراسی سے خلاصی ہوتی ہے اور رستگاری کا مقام حاصل ہوتا ہے اور موت کا خیال صفحۂ دِل سے مٹ جاتا ہے - ہر سطر میں بارہ خانوں کے سات سات گھر جو بنے ہوئے ہیں اون کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے - اوّل خانہ میں تشدید کے اعداد درج ہیں - دوسرے خانہ میں بھگوت گیتا کی ساتویں ادہیا کے الفاظ ہیں جن کی بنیاد پر یہ تصویر تیار ہوئی ہے بھومی یعنی خاک[1] - آپہ یعنی آب[2] - انل یعنی آتش[3] - وایو یعنی ہوا[4] - کھم یعنی خلا[5] - من[6] - بدّھی[7] - اہنکار[8] اور قوت حیات[9] - اولین آٹھ قوتیں باعث ایجاد عالم اور نویں قوت اِن کا آدھار ہے -

تیسرے خانہ میں چھہ فلسفہ اور ساتواں علم اپنے اپنے منصب کے بموجب دکھائے گئے ہیں

چوتھے خانہ میں وہ برہم آکرتیاں جن کا بیان تصویر نمبر ۱۱ میں ہوچکا ہے ظاہر کیگئی ہیں -

پانچویں خانہ میں قدیم سات رشیوں کے نام جن سے نظام و قوانین عالم کی ایجاد ہوئی ہے لکھے گئے ہیں -

چھٹے خانہ میں وہ ہفت طبقات نیچے کے جو اوس کے مقابل کے سات طبقات بالا کا عکس ہیں بیان کیے گئے ہیں -

ساتویں خانہ میں اعداد نزول کی کیفیت مندرج ہیں -

آٹھویں خانہ میں سات مادّہ جسم کے جنہیں باستعارہ سات سمندر بھی کہا ہے اپنے اپنے موقعات

پر آشکارا کئے گئے ہیں۔

نویں خانہ میں ساتویں لوک جن کی حسب منشا اتھربن وید کے اپنشدوں نے تشریح کی ہے جتلائے گئے ہیں۔

دسویں خانہ میں سام وید کی مطابقت سے سات نادیا سات سُر ظاہر کئے گئے ہیں۔

گیارہویں خانہ میں رگ وید کی منشا کے موافق سات دیوتا یعنی منتظمان عالم کے مقامات درج ہیں۔

بارہویں خانہ میں یجر وید کے احکام کے موافق سات لوک جن کا عملی طریقہ گایتری اور ترکال سندھیا قرار دیا گیا ہے آشکارا کئے گئے ہیں۔

اِس ادھیا کے نمبرہ میں ہزاروں انواع کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے اشیاؤں کا بیان اور ۶ منتر میں آدیتوں وسودن۔ رودروں۔ اشونی کمار اور مرد توں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اِس تصویر کو چشم معرفت سے دیکھنے پر ثابت ہوگا کہ جو کچھ ارجن کو دکھایا گیا وہ سب اِس میں موجود ہے۔ آدیتوں کا بیان پرجاپتی کی تصویر نمبر۷ میں ہو چکا ہے۔ اشٹ وسو اس تصویر کے خانہ نمبر۲ میں مفصل درج ہوتے ہیں رودروں کی پنچ مُکھی صورت تصویر نمبر۱۱ میں دیکھو اور وہ تصویر اِس تصویر کے جزو ہیں۔ اشونوں کے جوڑے کا بیان تصویر نمبر۹ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اِس تصویر کا سمجھنا شوق اور کوشش پر منحصر ہے ایک بار پڑھ لینے سے وہ ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتی مگر اسکے بار بار دیکھنے اور غور کرنے سے ہر بار نیا لطف حاصل ہوگا اور جب اِس کا نقشہ دِل پر جم جائیگا تب ناظرین وشائقین اپنے دِل میں آپ انصاف کر سکیں گے۔

इहैकस्थं जगत्कृत्स्नं पश्याद्य सचराचरम् ॥
ममदेहे गुडाकेश यच्चान्यद्द्रष्टुमिच्छसि ॥७॥

ظہور عالم

(۷) اے ارجن تو آج تمام عالم کو معہ اوس کے متحرک اور ساکن موجودات کے اور جو کچھ دیکھنا چاہتا ہے میرے اِس جسم میں موجود دیکھ۔



شری کرشن جی کے جسم کو تو ارجن اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اوس میں کُل عالم کیونکر نظر آسکتا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ جس وقت انسان طریقہ فنا سے اپنے جسم کو نور مجسم یقین کرتا ہے اوسوقت تمام عالم اوسے اپنا ہی جلوہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ جب ارجن نے کرشن جی کی قدرت کی تصویر کو اپنے دِل میں باندھ لیا تو جو کیفیت عالم کی تھی وہ سب اوس کو اپنے اندر نظر آنے لگی۔

नतु मां शक्यसे द्रष्टुमनेनैव स्वचक्षुषा ॥
दिव्यं ददामि ते चक्षुः पश्य मे योगमैश्वरम् ॥८॥

اِس مشاہدہ کے لئے چشم ظاہری نہیں بلکہ انبھو یعنی علم اشراق درکار ہے

(۸) تو مجھے اپنی اِن آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا اِس لئے میں تجھے عجیب وغریب آنکھ دیتا ہوں کہ تو اوس سے میری قدرت کے جلال کو دیکھے۔

یہ منتر دلچسپ غور طلب اور پُر معنی ہے اور اوس کا مطلب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے عالم بطون کی سیر چشم ظاہری سے ہرگز نہیں ہو سکتی اوس کے دیکھنے کے لئے گیان نیتر یعنی چشم معرفت کا حاصل کرنا ضروری ہے اوسی کو عارفوں نے انبھو اور اشراق کہا ہے اور شغل کی مزاولت کے بعد اوس کا انسان کے بطون میں آشکارا ہونا بیان کیا ہے۔

संजयउवाच
एवमुक्त्वा ततो राजन्महायोगेश्वरो हरिः ॥
दर्शयामास पार्थाय परमं रूपमैश्वरम् ॥९॥

سنجے نے کہا

قدرت کاملہ کا مشاہدہ

(۹) اے راجہ (دہرت راشٹر) یہ کہکر قادر مطلق کرشن نے ارجن کو اپنی قدرت کا اعلیٰ جلوہ دکھایا۔

اِس موقعہ پر کرشن جی نے ارجن کو اوس کے قلب میں عالم علوی کی سیر کرائی اور اوسکی تشریح ذیل میں ہے

अनेक वक्त्र नयन मनेकाद्भुत दर्शनम् ॥
अनेक दिव्या भरणं दिव्यानेकोद्यतायुधम् ॥१०॥
दिव्यमाल्याम्बर धरं दिव्य गंधानुलेपनम् ॥
सर्वाश्चर्यमयं देव मनंतं विश्वतो मुखम् ॥११॥

عالم ملکوتی کی سیر

(۱۰ و ۱۱) جو کہ بے شمار مُنہ اور آنکھیں سب بے شمار عجیب شکلیں بے شمار نایاب زیور اور بے شمار نادر ہتیار رکھتا تھا اور عجیب مالائیں اور پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے اور عمدہ عطر لگائے ہوئے تھا اور نہایت حیرت انگیز اور روشن تھا جسکی کہیں انتہا نہ تھی اور جس کا ہر طرف رخ تھا۔

جو جلال کی کیفیت شاغلوں کے قلب پر ظاہر ہوا کرتی ہے اور اُس وقت ارجن کے دِل پر طاری ہوئی تھی اوس کا اِس منتر میں بیان کیا گیا ہے اب تک ارجن اپنے اور دیگر اشخاص کے جسم ہاتھ مُنہ آنکھ وغیرہ کو جُدا جُدا اون سے متعلق خیال کرتا تھا لیکن انانیت سے ترک کرنے کے بعد اوسے کامل یقین ہوگیا کہ ذات واحد تمام اجسام میں محیط ہو کر دیکھنا سننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعلوں کی ناظر ہے اور وہی ہر سمت میں جلوہ گر ہے۔

दिवि सूर्य सहस्रस्य भवेद्युग पदुत्थिता ॥
यदिभाः सादृशी सास्याद्भासस्तस्य महात्मनः ॥१२॥

جلال کا جلوہ

(۱۲) اگر آسمان میں یکبارگی ہزار سورجوں کی روشنی ہو تو وہ اُس ذات بزرگ کے جلال کے برابر نہو سکے گی۔

درحقیقت ذات بحت کے جلال کے سامنے ہزار سورجوں کی روشنی بھی ہیچ ہے۔

तत्रैकस्थं जगत्कृत्स्नं प्रविभक्त मनेकधा ॥
अपश्यद्देव देवस्य शरीरे पांडवस्तदा ॥१३॥

عین الیقین کی کیفیت

(۱۳) اوس وقت ارجن نے تمام عالم کو معہ اوس کی نیرنگیوں کے اوس



ذات مقدس کے جسم میں موجود پایا۔

ततः स विस्मया विष्टो हृष्टरोमा धनंजयः ॥
प्रणम्य शिरसा देवं कृतांजलि रभाषत ॥१४॥

حیرت کا مقام

(۱۴) تب حیرت کے مارے ارجن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور وہ سر جھکا کر دست بستہ کرشن بھگوان سے کہنے لگا۔

अर्जुन उवाच

पश्यामि देवांस्तव देव देहे सर्वांस्तथा भूत विशेष संघान् ॥
ब्रह्माणमीशं कमलासनस्थ मृषींश्च सर्वानुरगांश्च दिव्यान् ॥१५॥

برہما کا مقام یعنی عالم جبروت کی سیر

(۱۵) ارجن نے کہا اے کرشن میں آپ کے جسم میں تمام دیوتاؤں کو۔ ہر قسم کی موجودات کو۔ خداوند کائنات برہما جی کو جو کنول پر نشست رکھتے ہیں اور سب رشیوں کو اور عجیب عجیب سانپوں کو دیکھتا ہوں۔

अनेक बाहूदर वक्त्र नेत्रं पश्यामि त्वां सर्वतोऽनंत रूपम् ॥
नांतं न मध्यं न पुनस्तवादिं पश्यामि विश्वेश्वर विश्वरूप ॥१६॥

کثرت اور وحدت کا یکجا ہونا۔

(۱۶) اے عالم کے صاحب میں آپ کو بے شمار بازو۔ شکم۔ دہن۔ اور آنکھیں رکھنے والا محیط کُل پاتا ہوں اور مجھے آپ کی بنیایت ظہور کا آغاز وسط اور انجام نظر نہیں آتا۔

किरीटिनं गदिनं चक्रिणं च तेजोराशिं सर्वतो दीप्तिमंतम् ॥
पश्यामि त्वां दुर्निरीक्ष्यं समंता द्दीप्ता नलार्क द्युति मप्रमेयम् ॥१७॥

وشنو کا مقام یعنی عالم لاہوت کی سیر

(۱۷) میں دیکھتا ہوں کہ آپ تاج پہنے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں گدا اور چکر لئے ہوئے ہیں اور بیحد جلال رکھتے ہیں اور ہر سمت کو روشن کرتے ہیں آپ پر آنکھ بالکل نہیں ٹہیرتی کہ آپ کی روشنی شعلہ زن آفتاب کے مانند ہے اور بے انتہا ہے۔

ستوگن تاج - رجوگن گدا اور تموگن چکر ہے - ان تین لوازمات شاہانہ سے ذات نامتناہی کل عالم کا انتظام کرتی ہے اور اپنا تماشہ آپ دیکھتی ہے -

त्वमक्षरं परमं वेदितव्यं त्वमस्य विश्वस्य परंनिधानम् ॥
त्वमव्ययः शाश्वत धर्मगोप्ता सनातनस्त्वं पुरुषोमतोमे ॥ १८ ॥

لاانتہائی کیفیت

(۱۸) میرے عقیدے میں آپ کی ذات لازوال اعلیٰ اور جاننے کے لائق ہے اور اس عالم کا اصلی مخزن ہے وہ لافانی اور قدیم آئین راستی کی حامی ہے اور بے زوال ہے

अनादिमध्यांतमनंतवीर्यमनंतबाहुं शशिसूर्यनेत्रम् ॥
पश्यामित्वां दीप्तहुताशवक्त्रं स्वतेजसा विश्वमिदंतपंतम् ॥ १९

صفت جلال

(۱۹) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا آغاز وسط اور انجام نہیں ہے آپکی طاقت بے انتہا ہے آپ کے بازو بے شمار ہیں آنکھیں چاند اور سورج کی سی ہیں اور چہرہ روشن آگ کی مانند ہے اور آپ اپنے جلال سے اس عالم کو روشن کر رہے ہیں -

द्यावापृथिव्योरिदमंतरं हि व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः ॥
दृष्ट्वाऽद्भुतं रूपमुग्रं तवेदं लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन् ॥ २०

صفت محیط اور بسیط ہونے کے

(۲۰) اے ذات بزرگ آپ زمین آسمان خلے اور تمام اطراف میں محیط ہیں آپ کے اس عجیب اور جلال والی صورت کو دیکھکر تینوں عالم کانپتے ہیں

अमीहित्वां सुरसंघा विशंति केचिद्भीताः प्रांजलयो गृणंति ॥
स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षिसिद्धसंघाः स्तुवंतित्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः

صفت معبودی

(۲۱) بعض دیوتاؤں کے گروہ آپ کی پناہ میں آتے ہیں بعض خوف کے مارے ہاتھ جوڑکر آپ کی تعریف کرتے ہیں بعض صاحب کمال مہرشی خیرباد کہکر آپ کی بہت توصیف بیان کرتے ہیں -



रुद्रादित्या वसवो येच साध्या विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च
गंधर्वयक्षासुरसिद्धसंघा वीक्षंतेत्वां विस्मिताश्चैव सर्वे ॥ २२ ॥

حیرت کا دوسرا مقام

(۲۲) رودر - ادیتہ - وسو - اشونی کمار - مروت اور اوشم پا وغیرہ جتنے دیوتا ہیں اور گندھرب - یکش - راکشش اور سدھوں کے جتنے فرقہ ہیں وہ سب آپ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں -

اول وہ سات تجلیات کے وجود ہیں جنکا عارفوں نے زمانہ قدیم میں اشراق کی مدد سے مشاہدہ کیا تھا اور آخر چار اسماء فرقہ انسانی ہیں جو اس زمانے میں مختلف عقاید کے پیرو ہونے کی وجہ سے ان ناموں سے موسوم ہوئے -

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं महाबाहो बहुबाहूरुपादम् ॥
बहूदरं बहुदंष्ट्राकरालं दृष्ट्वालोकाः प्रव्यथितास्तथाहम् ॥ २३

شیو کا مقام یعنی عالم لاہوت کی سیر

(۲۳) اے قوی بازو آپ کے اوس بڑے جسم کو دیکھکر جس میں منہ آنکھ بازو - پانوں - شکم - اور خوفناک دانت بکثرت ہیں عالم کانپتا ہے اور میں بھی کانپتا ہوں -

नभःस्पृशं दीप्तमनेकवर्णं व्यात्ताननं दीप्तविशालनेत्रम् ॥
दृष्ट्वाहित्वां प्रव्यथितांतरात्मा धृतिंनविंदामिशमंचविष्णो ॥ २४

ہیبت کا جلوہ

(۲۴) اے کرشن آپ کے اوس دراز چہرہ کو جو آسمان سے باتیں کرتا ہے اور روشن ہے اور بے شمار رنگ رکھتا ہے اور جس میں بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہیں دیکھکر میرا دل گھبراتا ہے اور مجھے قرار و تسکین نہیں ہے

दंष्ट्राकरालानिच तेमुखानि दृष्ट्वैव कालानलसन्निभानि ॥
दिशोनजाने नलभेच शर्म प्रसीददेवेश जगन्निवास ॥ २५

ایضاً

(۲۵) خوفناک دانتوں والے اور آتش اجل کے مانند روشن دہنوں کو دیکھکر

مجھے راہ عافیت نظر نہیں آتی اور میرا استرار ہاتھ سے جاتا رہا ہے اے دیوتاؤں
کے مالک اور عالم کے پشت و پناہ آپ مجھپر کرم کیجئے۔

अमीच त्वां धृतराष्ट्रस्य पुत्राः सर्वे सहैवावनिपालसंघैः ॥
भीष्मो द्रोणः सूतपुत्रस्तथाऽसौ सहाऽस्मदीयैरपि योधमुख्यैः ॥२६
वक्त्राणि ते त्वरमाणा विशंति दंष्ट्राकरालानि भयानकानि ॥
केचिद्विलग्ना दशनांतरेषु संदृश्यंते चूर्णितैरुत्तमांगैः ॥२७॥

صفت قہاری

(۲۶ و ۲۷) یہ سب دہرت راشٹر کے بیٹے اور اون کے مددگار راجاؤں
کے گروہ بھیشم پتامہ - درونا چارج - رتھ وان کا بیٹا (کرن) اور نیز ہماری فوج کے دِلاور
آپ کے تیز دانتوں والے مہیب دہنوں میں نہایت تیزی کے ساتھ گھُسے چلے جاتے ہیں
اور اُنمیں سے کچھ پسے ہوئے سروں کے بل دانتوں کے دروازوںمیں لٹکے نظر آتے ہیں۔

यथा नदीनां बहवोऽम्बुवेगाः समुद्रमेवाभिमुखा द्रवंति ॥
तथा तवामी नरलोकवीरा विशंति वक्त्राण्यभितो ज्वलंति ॥२८

تشبیہ

(۲۸) جیسے دریاؤں کی بیشمار لہریں سمندر میں جاکر گرتی ہیں ویسے ہی یہ
مردان دلاور آپ کے شعلہ زن دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

यथा प्रदीप्तं ज्वलनं पतंगा विशंति नाशाय समृद्धवेगाः ॥
तथैव नाशाय विशंति लोकास्तवापि वक्त्राणि समृद्धवेगाः ॥२९

ایضاً

جیسے پروانے جلنے کے لئے بے اختیار ہو کر شعلہ پر گرتے ہیں ویسے ہی یہ
سب لوگ جذبہ میں آکر مرنے کے لئے آپ کے دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

लेलिह्यसे ग्रसमानः समंताल्लोकान्समग्रान्वदनैर्ज्वलद्भिः ॥
तेजोभिरापूर्य जगत्समग्रं भासस्तवोग्राः प्रतपंति विष्णो ॥३०॥

قادرظہور کا یکجا مشاہدہ

(۳۰) اے عالم کے صاحب آپ اپنے روشن دہنوں سے سب لوگوں کو



کھاکر خوب مزا لیتے ہیں اور آپ کی زبردست جلالی قوتیں سارے عالم کو روشن
کرتی ہیں اور حرارت پہونچاتی ہیں۔

आख्याहि मे को भवानुग्ररूपो नमोऽस्तु ते देववर प्रसीद ॥
विज्ञातुमिच्छामि भवंतमाद्यं नहि प्रजानामि तव प्रवृत्तिम् ॥३१

حیرت کا تیسرا مقام اور سوال کہ آپ کون ہیں

(۳۱) مجھے بتائے کہ آپ بصورت جلال کون ہیں میرا آپ کو نمسکار
ہے اے دیوتاؤں کے سرتاج آپ مجھ پر مہربان ہو جئے میں آپکی
اصلیت جاننے کی تمنا رکھتا ہوں اور آپ کے ظہور کو نہیں سمجھ سکتا۔
اوپر کے منتروں میں تت پد یعنی کُلّیت کا مشاہدہ ارجن کو ہوا تھا اور اب وہ توم پد یعنی انانیت کے پردہ
میں معرفت کا طالب ہوتا ہے۔

श्रीभगवानुवाच

कालोऽस्मि लोकक्षयकृत्प्रवृद्धो लोकान्समाहर्तुमिह प्रवृत्तः
ऋतेऽपि त्वां न भविष्यंति सर्वे येऽवस्थिताः प्रत्यनीकेषु योधाः ॥३२

## شری بھگوان نے جواب دیا

اکال روپ مشیو ہوں یعنی عالم ہاہوت کا صاحب ہوں

(۳۲) میں عالم کو معدوم کرنیوالی فنا سے کبرا ہوں اور اس موقع
پر عالم کو معدوم کرنے میں مصروف ہوں جو تو نہیں لڑے گا تو
بھی جتنے جوانمرد ہر دو لشکر میں موجود ہیں وہ سب معدوم ہو جائیں گے۔
جسم انسانی کے واسطے پیدایش اور فنا لازمی ہیں لہذا اون کے فنا ہونے کا فکر نہ کرکے امرِ حق
کے لئے جنگ کرنا انسان کا فرض ہے۔

तस्मात्त्वमुत्तिष्ठ यशो लभस्व जित्वा शत्रून्भुंक्ष्व राज्यं समृद्ध-
म् ॥ मयैवैते निहताः पूर्वमेव निमित्तमात्रं भव सव्यसाचिन् ॥३३

عالم ناسوتی یعنی اسباب فانی کا فکر نہ کرکے جنگ کر۔

(۳۳) پس اے تیرانداز تو کھڑا ہو اور نیکنامی حاصل کر دشمنوں پر

فتح پاکر سلطنت عظیم سے حظ اوٹھا اِن کو تو میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے تو برائے نام ایک ذریعہ بنجا

द्रोणंचभीष्मंचजयद्रथंच कर्णं तथाऽन्यानपियोधवीरान्॥
मया हतांस्त्वं जहिमा व्यथिष्ठायुध्यस्वजेतासिरणेसपत्नान् ३४

فتح ہوگی۔

(۳۴) تو درونا چاریہ - بھیشم پتامہ - جیدرتھ - کرن اور دیگر جوانمردونکو جنہیں میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے ہلاک کر - تامل نکر اور جنگ کر تو لڑائی میں دشمنوں پر فتح پاویگا

संजयउवाच।एतच्छ्रुत्वावचनंकेशवस्य कृतांजलिर्वेपमानः
किरीटी॥नमस्कृत्वाभूयएवाहकृष्णंसगद्गदंभीतभीतःप्रणम्यः ३५

## سنجے نے بیان کیا

تب ارجن نے خوف اور عاجزی کے ساتھ عرض کیا

(۳۵) کرشن جی کے اِس کلام کو سُنکر ارجن نے ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور سر جھکا کر کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے لکنت کے ساتھ اُن سے دوبارہ یہ کہا

अर्जुनउवाच।स्थानेहृषीकेश तव प्रकीर्त्याजगत्प्रहृष्यत्यनुरज्यते
च।।रक्षांसिभीतानिदिशोद्रवंतिसर्वेनमस्यंतिचसिद्धसंघाः॥३६

## کلام ارجن

سب لوگ آپ کی عظمت مانتے ہیں

(۳۶) اے کرشن مہاراج یہ بجا ہے کہ ایک عالم آپ کی توصیف بیان کرکے خوشی اور دلبستگی حاصل کرتا ہے اور بد افعال آپ کے خوف کے مارے ہر طرف بھاگتے ہیں اور کاملوں کی جماعتیں آپ کو سجدہ کرتی ہیں۔

कस्माच्च तेन नमेरन् महात्मन् गरीयसेब्रह्मणोऽप्यादिकर्त्रे॥
अनंतदेवेशजगन्निवास त्वमक्षरंसदसत्तत्परं यत्॥ ३७॥

آپ لافانی اور حق و باطل سے برتر ہیں

(۳۷) اے بزرگ منش وہ لوگ آپ کی اوس ذات واجب التعظیم کو جو عالم کی صانع کی بھی علت غائی ہے سجدہ کیوں نہ کریں۔ اے بے شمار



دیوتاؤں کے حاکم اور عالم کی پناہ آپ لازوال ہیں اور حق و باطل سے برتر ہیں

त्वमादिदेवः पुरुषः पुराण स्त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम्॥
वेत्तासि वेद्यंच परंच धाम त्वया ततं विश्वमनंत रूप॥३८॥

آپ کی یہ تعریف ہے

(۳۸) اے محیط عالم آپ صفات کا مبدا ہیں اور ذات قدیم ہیں اور اِس عالم کے اصلی مخزن ہیں آپ ناظر منظور اور اعلیٰ مقام ہیں اور عالم میں محیط ہیں۔

वायुर्यमोऽग्निर्वरुणः शशांकः पिता महस्त्वं प्रपितामहश्च॥
नमोनमस्तेऽस्तु सहस्र कृत्वः पुनश्चभूयोपिनमोनमस्ते॥३९॥

صفات ہفتگانہ کو آپ سے ظہور ہے

(۳۹) وایو - یم - اگنی - ورون - چندرما - پرجاپتی - اور برہما آپ ہیں میں آپ کو ہزار بار بلکہ بے شمار بار نمسکار کرتا ہوں۔

جب اِن ساتوں قوتوں کو اپنے اندر فکر رسا سے دریافت کیا جائے تب اِس منتر کے معنی بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔

नमः पुरस्तादथ पृष्ठ तस्ते नमोऽस्तुते सर्वत एव सर्व॥
अनंतवीर्यामित विक्रमस्त्वं सर्वं समाप्नोषि ततोऽसिसर्वः॥४०॥

آپ بے انتہا جلال رکھتے ہیں اور محیط کل ہیں میرا آپ کو دل و جان سے نمسکار ہے

(۴۰) اے محیط کل آپ کو رو اور پشت اور سب طرف سے نمسکار ہو آپ بے انتہا قوت اور بے اندازہ جلال رکھتے ہیں۔ آپ کل میں محیط ہیں پس کل ہیں۔

یہ اپروکش گیان یعنی حق الیقین کا مقام ہے جہاں نور حقیقی کا جلوہ بے حجابانہ آشکارا ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن حاضر و غایب ناممکنات کا امکان نظر آتا ہے اور حق و باطل کا عقدہ کھل جاتا ہے۔

सखेति मत्वा प्रसभं यदुक्तं हेकृष्ण हेयादव हेसखेति॥
अजानता महिमानं तवेदं मया प्रमादात्प्रणयेनवापि॥४१॥
यच्चाव हासार्थमसत्कृतोऽसि विहार शय्यासनभोजनेषु॥

एकोऽथवाप्य च्युततत्समक्षं तत्क्षामयेत्वामहमप्रमेयम् ४२

جو کچھ مجھسے غلطی اور قصور آپکی خدمتمیں ہوا اُسے معاف فرمائیے

(۴۱ و ۴۲) اپنا دوست سمجھکر اور آپکی اس عظمت کو نہ جانکر جو میں نے عالم بے خبری میں یا دوستانہ طور پر آپ کو کرشن۔ یادو۔ دوست کہکر اکثر پکارا ہے اور از راہ مذاق کھیلتے۔ سوتے۔ بیٹھتے اور کھاتے۔ وقت خلوت اور جلوت میں آپ کی گستاخی کی ہے اے عالی وقار اوسکی معافی میں آپ کی ذات برتر از قیاس سے مانگتا ہوں۔

| | |
|---|---|
| میں ہوں وہ گنہگار کہ ہنگام تفرّج | سو بار تجھے کہکے کنہیا ہے بو لایا |
| گلگشت چمن اور وہ کنگاش کی خلوت | وہ عیش کا جلسہ جو کہ یاروں میں اڑایا |
| تھا ترکِ ادب ایک لوازم میں سے اُسکے | یاروں کو جو یاری کا سبق تو نے پڑھایا |
| گر شوخی تھی میری تھی جو گستاخی تو میری | کِس لطف سے تو نے اونہیں با تو نمیں اڑایا |
| کیا حال میرا ہو جو ذرا قہر میں آوے | وہ ذات کہ جس نے ابھی عالم کو جلایا |

पितासि लोकस्य चराचरस्य त्वमस्य पूज्यश्च गुरुर्गरीयान् ॥
नत्वत्समोस्त्यभ्यधिकः कुतोन्यो लोकत्रयेऽप्यप्रतिमप्रभावः ४३

آپ عالم کے مخزن اور لاثانی ہیں۔

(۴۳) آپ اِس متحرک اور ساکن موجودات کے باپ اور واجب التعظیم بڑے اوستاد ہیں اے لاثانی قدرت رکھنے والے تینوں عالم میں کوئی آپکے برابر بھی نہیں ہے بڑا تو کون ہوسکتا ہے۔

तस्मात्प्रणम्य प्रणिधायकाय प्रसादयेत्वामहमीशमीड्यम् ॥
पितेव पुत्रस्य सखेव सख्युः प्रियः प्रियायार्हसिदेवसोढुम् ॥४४॥

میں آپ سے بصد التجا معافی مانگتا ہوں۔

(۴۴) اِسلئے میں آپکی ذات با وصاعت سے عاجزی اور تعظیم کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ جیسے باپ بیٹے کا۔ دوست دوست کا۔ شوہر بیوی کا قصور معاف کرتا ہے آپ میرا قصور معاف کریں۔



अदृष्टपूर्वं हृषितोस्मि दृष्ट्वा भयेनच प्रव्यथितं मनो मे ॥
तदेवमे दर्शय देव रूपं प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥४५॥

آپکی صورت جلال کو دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے۔

(۴۵) جو جلال کی صورت میں نے کبھی پہلے نہیں دیکھی تھی اوسے دیکھکر خوشی تو ہوئی لیکن میرا دل خوف سے دھڑکتا ہے اے صاحب مجھے وہی صورت دکھائیے اُسے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے جائے پناہ آپ مجھہ پر کرم کیجئے۔

किरीटिनं गदिनं चक्रहस्त मिच्छामित्वां द्रष्टुमहं तथैव ॥
तेनैव रूपेण चतुर्भुजेन सहस्रबाहो भव विश्वमूर्ते ॥४६॥

آپ میرے تصور جلال کو ہٹا دیجئے

(۴۶) میں آپ کو ویسے ہی تاج پہنے ہوئے گدا اور چکر ہاتھہ میں لئے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں اے ہزار بازو رکھنے والے محیط عالم۔ وہی چار بازو والی صورت اختیار کیجئے۔

چونکہ ارجن وشنو یعنی صورت جمال کے شغل کا عادی تھا اِسواسطے اوس نے اوسی صورت کے دیکھنے کی استدعا کی۔

श्रीभगवानुवाच। मयाप्रसन्नेन तवार्जुनेदं रूपं परं दर्शितमात्मयोगात् ॥ तेजोमयं विश्वमनंतमाद्यं यन्मे त्वदन्येन नदृष्टपूर्वम् ४७

شری بھگوان نے فرمایا

جواب میں نے از راہ کرم تجھے اپنی صورت جلال دکھائی ہے

(۴۷) اے ارجن تجھ پر مہربان ہوکر میں نے تجھکو اپنی قدرت کا وہ اعلیٰ جلوہ دکھایا جو جلال سے بھرا ہوا محیط۔ لاانتہا اور ازلی تھا اور جس کو تیرے سوائے اور کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

پندار ماسوا اور پردہ حجاب ہے جب اِس کا پردہ اوٹھتا ہے جمال ذات نظر آتا ہے۔

| | |
|---|---|
| صدف نہ رنگ کی ہے یاں نہ کلک صنعت ہے | مگر مصور صورت ہے پردۂ پندار |

| | |
|---|---|
| تمام حسن جو پردہ کے پیچھے تھا پنہاں | نکل پڑا جو ہیں پردہ کی ہٹ گئی دیوار |
| ظہور حسن میں پردہ رہا بنے کا بنا | وہ یہ لطف کہ عاشق کو ہو گئے دیدار |

न वेदयज्ञाऽध्ययनैर्न दानैर्न च क्रियाभिर्न तपोभिरुग्रैः ।।
एवंरूपः शक्य अहं नृलोके द्रष्टुं त्वदन्येन कुरुप्रवीर ।।४८।।

یہ صورت کسی عمل کے کرنے سے نہیں ہو سکتی

(۴۸) اے خاندان کرو کے جوان وید کی تحصیل کرکے یگ کی رچائیں پڑھ کے اور خیرات نیک اعمال اور سخت ریاضت کرکے بھی تیرے سوا اور کوئی شخص میری اس صورت کو نہیں دیکھ سکتا۔

| | |
|---|---|
| قومے متحیر اند در راہ یقین | قومے ست دگر بماندہ اندر غم دین |
| می ترسم ازاں بانگ برآید روزے | کاے بے خبران راہ نہ آنست و نہ این |

मा ते व्यथा मा च विमूढभावो दृष्ट्वा रूपं घोरमीदृङ्ममेदम् ।।
व्यपेतभीः प्रीतमनाः पुनस्त्वं तदेव मे रूपमिदं प्रपश्य ।।४९।।

اب بجائے جلال کے تصور کے جمال کا تصور کر

(۴۹) میری اس ہیبت ناک صورت کو دیکھ کر نہ گھبرا اور بدحواس ہو خوف دل سے دور کر اور اطمینان کے ساتھ میری اوسی صورت کو دوبارہ دیکھ

| | |
|---|---|
| کس کی طاقت ہے جو دیکھے روئے اعظم کو عیاں | یہ تیرا حصہ تھا ارجن سب کا تو سردار ہے |
| اب تصور کو بدل اور دیکھ تو میری طرف | اے کنہیا پھر وہی تیرا پرانا یار ہے |

संजयउवाच। इत्यर्जुनं वासुदेवस्तथोक्त्वा स्वकं रूपं दर्शयामा-
स भूयः। आश्वासयामास च भीतमेनं भूत्वा पुनः सौम्यवपुर्महात्मा ५०

سنجے نے کہا

تصور کا بدلنا

(۵۰) اے عالی منزلت (دھرتراشٹر) یہ کہکر کرشن نے ارجن کو اپنا جلوہ دوبارہ دکھایا اور خوش نما صورت اختیار کرکے اوس خوف زدہ کو تسکین دی



अर्जुनउवाच। दृष्ट्वेदं मानुषं रूपं तव सौम्यं जनार्दन ।।
इदानीमस्मि संवृत्तः सचेताः प्रकृतिं गतः ।।५१।।

ارجن نے کہا

صفت جمالی کا ارجن کے قلب پر ظہور

(۵۱) اے کرشن اب آپ کی اس خوش نما صورت انسانی کو دیکھکر میرے دل کو قرار اور طبیعت کو اطمینان ہوا ہے۔

श्रीभगवानुवाच। सुदुर्दर्शमिदं रूपं दृष्टवानसि यन्मम ।।
देवा अप्यस्य रूपस्य नित्यं दर्शनकाङ्क्षिणः ।।५२।।

شری بھگوان نے فرمایا

کرشن جی نے کہا جو صورت جلال و جمال تو نے دیکھی ہے اوس کا دیدار مشکل سے نصیب ہوتا ہے۔

(۵۲) جس صورت کا دیکھنا دشوار ہے اور جو تو نے دیکھی ہے دیوتا بھی میرے اوس دیدار کی تمنا رکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| شکر کر ارجن کہ کیا طالع ترا بیدار ہے | تو اوسے دیکھے جسے جلوہ سے ننگ و عار ہے |
| سب ملائک منتظر مدت سے تھے اس دید کے | یہ ترا صدقہ ہے اور یہ واجب الاظہار ہے |
| کیا عبادت کیا ریاضت کیا تھا سب ہیچ ہیں | ایسے جلوہ میں فقط اک لطف حق درکار ہے |

منتر نمبر ۴۹ کے معنی سمجھنے سے واضح ہوگا کہ جو دوسری صورت کرشن دیو نے ارجن کو دکھائی وہ کوئی اور صورت نہ تھی یعنی جب ارجن صورت جلالی یا جذب کی دیکھکر گھبرایا تب کرشن جی نے اپنی جمالی یا سلوک کی کیفیت دکھادی تصویر نمبر ۱۳ اور تصویر نمبر ۰ میں کوئی تفاوت نہیں ہے وہ تنزیہی اور یہ تشبیہی ہے اور یہ دونوں عکس اور معکوس ہوکر جیسا کہ تصویر نمبر ۰ میں اوپر بیان ہو چکا ہے واقع ہوئی ہیں اس تصویر نمبر ۱۳ کی بنیاد پر مورتی دھیان کا طریقہ شروع ہوا ہے جو نہایت ضروری ہے یعنی متشکل صورت کا خیال دل میں بندھ سکتا ہے غیر متشکل کا تصور قایم ہونا نہایت مشکل اور دشوار ہے آسانی کے خیال سے یہ طریقہ پسند کیا گیا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے اس تصویر کو سرگن اور نمبر ۰ کی تصویر کو نرگن روپ سمجھنا چاہئے

چاہئیے اور اِنمیں صرف تفاوت تفہیمی ہے اور واقعی نہیں ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا اور جیسے کسی بیج میں اوسکے درخت کی شکل معہ پھل پھول - پتہ کے موجود ہوتی ہے جو آنکھ سے نظر نہیں آتی اِسی طرح ہر ذی روح کے ہردے یعنی قلب میں روح اعظم آشکارا ہوتی ہے مگر آنکھ سے نہیں دکھ سکتی حق الیقین سے نظر آجاتی ہے - اب اِس تصویر کے اعداد کی مطابقت کرنے سے یہ عقدہ کھُل جائیگا کہ جو کچھ تصویر نمبر ۱۳ میں آشکارا ہوا ہے ویدوں نے اوسی کی حمد وثنا گائی ہے سر مو تفاوت نہیں ہے -

اِس وشنو کی تصویر میں جو حلقہ سفیدی کا ہے وہ صفحہ بسیط اور ایک کا عدد ہے گلابی رنگ چیتن شکتی یعنی مادہ حیات کا اشارہ ۲ کے عدد پر ہے شیش ناگ کال کو یا ۳ کے عدد کو بتاتا ہے اور لکشمی زرد رنگ والی ۴ کا عدد اور بدھی کا آکار ہے - اِن چاروں قوتوں کے مجموعہ سے نابھی یعنی ناف کے مقام پر مجموعہ انفاس یعنی پرانوں کا ہے جسے سمان وایو کہتے ہیں وہاں قدرتی طور پر اندر کی جانب باہر سے نفس کو کشش ہوتی ہے جس کی بدولت پران ظہور پاتا ہے اور اوسے مثل ڈنڈی کنول کے سمجھنا چاہئیے اِس پران کی ڈنڈی میں برھما یعنی بدھی کا کنول چار برگہ محسوس ہوتا ہے جس میں اہنکار[۱] چیتن[۲] - بدھی[۳] اور من[۴] کی چار علمی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ عکس اون پہلی چار شکتیوں کے ہیں جن کا بیان اوپر آچکا ہے - پران جب گلے کے مقام سے اوپر جاتا ہے تب وہ اودان کہلاتا ہے مگر اِس سے بیشتر وہ ویان ہے جو سارے جسم میں سما رہی ہے ملکر ایک مادہ پنج مکھی مورتی جسے رودر کہتے ہیں اور جو مجموعہ پنج عناصر کا ہے ظاہر کر دیتا ہے اِس کے بعد اپان شکتی جو سرخ رنگ والی آتش کا مادہ ہے اندر گئی ہوئی سانس کو جسم سے باہر کر دیتی ہے اور ایسا چکر ہر ذی حیات میں برابر چلتا رہتا ہے اور اِس کا نام زندگی ہے یہ پانچ اور چار کے عدد ملکر مساوی نو کے ہوتے ہیں اور اوّلین چار کا ایک مجموعہ علم خالص کے دسویں عدد سے مشابہت کلّی رکھتا ہے اِس تصویر میں جو ناف سے باہر کی جانب نقوش دکھائے ہیں یہ صرف سمجھانے کی غرض سے ہیں واقعی یہ سب فعل جسم کے اندر ہو رہے ہیں انسان کا دماغ کنول کا پھول ہے نرخرہ اوس پھول کی ڈنڈی ہے اور اِس میں سارے



عجائبات محسوس ہوتے ہیں -

برہماجی کے سر پر جو تاج سات رنگ کا دکھایا گیا ہے وہ ساتوں ویاہرتیاں یعنی طبقات ہیں اور رودر کے سر پر جو آٹھ رنگ کا تاج ہے وہ پنج مہا بھوت من بدھی اور اہنکار کا مجموعہ ہے یہاں پر ستوگنی وشنو کا رجوگنی برہما کا اور تموگنی شیو کا روپ ہے یہ تینوں گُن باہم ملکر تماشہ دکھا رہے ہیں جو دیدہ حق بین سے واشگاف ہوتا ہے سام وید میں جو طریقت عشق کی ظاہر کی گئی ہے وہ بلا صورت پرستی کے بن نہیں سکتی اور بھگتی کے لفظ سے مشہور ہے سب سے عمدہ اور آسان یہی طریقت مانی گئی ہے ماسوا پر نظر ٹھیرانا عشق مجازی کہلاتا ہے اور ذات پر توجہ کرنا عشق حقیقی ہے اور کرشن بھگوان کا ساری گیتا میں یہی فرمان ہوا ہے کہ اپنی انانیت و پندار کو دور کر کے بجائے اُسکے انسان ذات پاک کے مشاہدہ کی مزاولت کرے اور اُسکے حضور سے غائب نہو اِسی وجہ سے پرتما پوجن اور گرو کا دہیان جو بالمعنی ایک ہیں طالب کے واسطے لازمی ہے مذہب صوفیہ اہل اسلام نے اِس طریقت کو مان رکھا ہے گو وہ کسی وہ الفاظ میں بیان کیجا دے مگر معنی میں فرق نہیں ہے خدا شناسی کی اوّل منزل بت پرستی ہے کہ بلا اِسکے خدا شناسی نہیں ہوتی -

درونِ ہر بُتے جانیست پنہان
بزیر کفر ایمانیست پنہاں

नाहं वेदैर्न तपसा न दानेन न चेज्यया ॥
शक्य एवं विधो द्रष्टुं दृष्टवानसि मां यथा ॥५३॥

اس دیدار کا حاصل ہونا کس عمل کے ذریعہ سے ممکن ہوتا ہے

(۵۳) جیسا تو نے مجھے دیکھا ہے ویسا میں وید کے پڑھنے ریاضت کرنے خیرات دینے اور یگ کرنے سے نہیں دیکھا جا سکتا

وید پڑہنا جگ کا کرنا خیر اور خیرات سب
سب سے یکسو ہو کے جو مجھسے لڑاتا ہے نظر
ایسے جلوہ میں ہر ایک لاچار ہے بیکار ہے
میں بھی اوس کو دیکھتا ہوں یہ میرا اسرار ہے

भक्त्या त्वनन्यया शक्य अहमेवं विधोऽर्जुन ॥
ज्ञातुं द्रष्टुंच तत्वेन प्रवेष्टुंच परंतप ॥५४॥

(۵۴) اے ارجن فاتح دشمنان عشق حقیقی کے وسیلہ سے میرا علم اور دیدار کما حقہ حاصل ہوتا ہے اور وصال نصیب ہوتا ہے -

البتہ عشق حقیقی کے وسیلہ سے علم اور دیدار اور وصال حاصل ہوتا ہے -

دایم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال
می دارد نہفتہ چشم دِل جانب یار

मत्कर्म कृन्मत्परमो मद्भक्तः संगवर्जितः।।
निर्वैरः सर्वभूतेषु यः समामेति पाण्डवः ।।५५।।

(۵۵) اے ارجن جو شخص اپنے فعلوں کو مجھے تفویض کرکے اونہیں کرتا ہے میرا طالب ہوتا ہے میرا عشق حقیقی رکہتا ہے اور کُل مخلوقات سے بے تعصب رہتا ہے وہ مجھہ میں وصل ہوجاتا ہے -

مجکو اپنی ہستی تسلیم کرنا عشق حقیقی ہے اور ذریعہ وصال ہے

مضمون ادہیاے یازدہم منظومہ پنڈت پران کشن صاحب ہاکچر ساکن گوالیار

جو کرے سو میری خاطر جو دہرے میرے لئے
ہو محبت اوس کو اون سے جن کو میں پیدا کروں
مجھہ سے چاہے مجکو اور میری پرستش میں رہے
جو بتانا تھا بتایا دیکھہ کیا باقی رھا
ترک کر سب ملتیں لے مجھہ اکیلے کی پناہ

سادگی میں میرا عاشق کیا غضب ہوشیار ہے
بے طمع ہو بے غرض ہو جب وہ میرا یار ہے
دوسری صورت سے جب دیکھو جبھی بیزار ہے
ایک نکتہ ہے جو تیرے حق میں اب درکار ہے
یہ میرا ذمہ ہے ارجن تیرا بیڑا پار ہے

इतिश्रीमद्भगवद्गीता सूप निषत्सु ब्रह्म विद्यायांयोग शास्त्रे श्रीकृष्णार्जुन संवादे विश्वरूप दर्शन योगो नाम एकादशोऽध्यायः ।।११।।

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی وشوروپ درشن یوگ نام والی گیارہویں ادہیا ختم ہوئی



# گیارہویں ادہیا کا خلاصہ

دسویں ادہیا تک تو علم الیقین کی منزل بیان کی گئی ہے اِس ادہیا میں عین الیقین اور حق الیقین کی اعلیٰ منازل دکہائی گئی ہیں اور طریقت فنا سے اون تک رسائی کا ہونا ممکن ظاہر کیا گیا ہے اور زہد ریاضت نیک اعمالی وغیرہ سے اِن کا حاصل ہونا محال بتایا گیا ہے۔ جس وقت یوگ اور سانکھہ اور ویدانت کے قدیم طریقوں پر بخوبی عمل درآمد کا ہونا دشوار ثابت ہوگیا تھا اوس وقت شری بھگوان نے عامۂ خلایق کی مخلصی کیلئے زمانہ آیندہ کے حسب حال اون شاستروں کے اصول کا اِنتخاب کرکے فنا کے آسان طریقت کو فروغ دیا

فنا کے طریقت میں عشق کے وسیلہ سے انانیت ترک کرکے نور حقیقی کو اپنی ہستی تسلیم کرنا ہوتا ہے جب وہ تسلیم بالکل عین الیقین ہوجاتی ہے بعد ازاں وہ حق الیقین کا درجہ پاتی ہے اوسوقت طالب کُل عالم کو اپنا ہی جلوہ دیکھتا ہے اور اِسی کو وشوروپ درشن یعنی جلوۂ جہاں نما عارفوں نے کہا ہے عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے حق الیقین کی کیفیت میں کثرت میں وحدت ہی موجود نظر آتی ہے -

# بارہویں ادھیا بھگتی یوگ

## अर्जुनउवाच

एवं सतत युक्ताये भक्तास्त्वां पर्युपासते॥
येचाप्यक्षर मव्यक्तं तेषां के योग वित्तमाः॥१॥

## ارجن نے دریافت کیا

طریقت شغل ذکر تصور اور طریقت فنا

(۱) بعض طالب تو اِسطور پر ہمیشہ آپ کی پرستش میں مشغول رہتے ہیں اور بعض ذات لازوال و بے نشان کی پرستش کرتے ہیں اون میں سے کونسے وصال کا بہتر طریقہ جانتے ہیں۔

لفظ اِسطور کا اشارہ فنا کے طریقہ پر ہے جو گیارہویں ادھیا میں بیان کیا گیا ہے اور لازوال اور بے نشان ذات کی پرستش سے حصول معرفت کا وہ طریقہ مراد ہے جو زمانہ سابق میں جاری تھا اور جس کے لئے کرم یوگ یعنی عملی طریقت ضروری تھی۔ ذات لازوال کو اور کرشن بھگوان کی حقیقت کو جُدا نہ سمجھنا چاہیئے یہاں تو صرف طریقت کے اختلاف پر سوال پیدا ہوا ہے۔

## श्रीभगवानुवाच

मय्यावेश्य मनोयेमां नित्ययुक्ता उपासते॥
श्रद्धया परयो पेता स्तेमे युक्ततमा मताः॥२॥

## شری بھگوان نے فرمایا

طریقت فنا بہتر ہے

(۲) جو دل کو مجھ میں لگا کر خلوص عقیدت سے ہمیشہ میری پرستش کرتے ہیں وہ واصلوں میں اعلیٰ ہیں۔

جو لوگ فنا کے طریقہ سے طالب وصول ذات ہوتے ہیں وہ اور طریقوں کے پیروان پر سبقت رکھتے ہیں

येत्वक्षर मनिर्देश्य मव्यक्तं पर्युपासते॥
सर्वत्रगमचिन्त्यंच कूटस्थमचलं ध्रुवम्॥३॥





सन्नियम्येंद्रिय ग्रामं सर्वत्र समबुद्धयः॥
ते प्राप्नुवंति मामेव सर्वभूत हिते रताः॥४॥

شغل ذکر اور تصور کے طریقوں سے بھی وصال ہوتا ہے

(۳ و ۴) جو سب کو یکساں سمجھتے ہیں اور سب کی بہتری مدنظر رکھتے ہیں اور تمام حواس کو روک کر بے زوال۔ حیطہ کلام سے باہر۔ بے نشان محیط کل۔ قیاس سے برتر۔ پاک قایم اور قدیم ذات کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی مجھی کو پاتے ہیں

جو لوگ ضبط حواس اور ریاضت کے وسیلہ سے ذات بے نشان کے متلاشی ہوتے ہیں وہ کرشن بھگوان کی ذات میں جو واقعی بے نشان ہے وصل ہوتے ہیں۔

क्लेशोऽधिकतरस्तेषा मव्यक्ता सक्त चेतसाम्॥
अव्यक्ताहि गतिर्दुःखं देह वद्भिर वाप्यते॥५॥

مندرجہ بالا طریقے مشکل اور دیر طلب ہیں۔

(۵) لیکن اونہیں ذات بے نشان کے تصوّر قایم کرنے کی وجہ سے زیادہ دِقّت پیش آتی ہے انسان کے لئے ذات بے نشان کا تصوّر مشکل ہے۔

حصول علم ذات کے دو طریقہ ہیں ایک میں اپنی ہستی کو برہم یعنی ذات محیط تصور کرنا ہوتا ہے دوسری میں انانیت کو ترک کرنا پڑتا ہے پہلے طریقہ میں ضبط حواس کے وسیلہ سے ذات بے نشان کا تصوّر قایم کیا جاتا ہے اور وہ سخت مشکل ہے۔ دوسرے طریقہ سے بشرطیکہ طالب تیز فہم ہو بہت جلد کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے اور اوس کے لئے لوازمات بیرونی کا ترک بھی لازمی نہیں ہے صرف باطنی ریاض کافی ہے پندار کی موجودگی میں ذات بے نشان کا تصور قایم ہونا ممکن نہیں ہے پندار کے ترک کرنے پر جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ذات بے نشان ہے ضبط حواس کے طریقت کے پابندوں کو بھی آخر الامر فنا کی منزل طے کرنی پڑتی ہے (ادھیاے پنجم کا منتر ۶ بغور دیکھو)

येतु सर्वाणि कर्माणि मयि संन्यस्य मत्पराः॥
अनन्ये नैव योगेन मांध्यायंत उपासते॥६॥

तेषामहं समुद्धर्ता मृत्यु संसार सागरात्॥
भवामि नचिरात्पार्थ मय्या वेशित चेतसाम्॥७॥

طریقت فنا آسان اور زود رسان ہے

(۶ و ۷) جو میرے طالب اپنے سارے افعال مجھکو تفویض کر کے عشق کامل کے ساتھہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میری پرستش کرتے ہیں اے ارجن میں اونکو بحر عالم فانی سے جلد پار کردیتا ہوں۔

جو شخص عشق کی کشتی کو ذکر اور فکر کا چپو اور بادبان لگاکر دریائے فنا کے پار لیجاتا ہے وہ عالم جاودانی کی سلطنت پاتا ہے۔

मय्येव मन आधत्स्व मयि बुद्धिं निवेशय ॥
निवसिष्यसि मय्येव अत ऊर्ध्वं नसंशयः॥८॥

دہیان یعنی تصور

(۸) دل کو مجھہ میں لگا اور عقل کو میری سپردگی میں رکھ اس کے بعد تو بے شک مجھہ میں وصل ہوگا۔

| | |
|---|---|
| روز خود گم شو وصال این است و بس | گم شدن گم کن کمال این است و بس |

अथ चित्तं समाधातुं नशक्नोषि मयि स्थिरम्॥
अभ्यास योगेन ततो मामिच्छाप्तुं धनंजय॥९॥

ابہیاس یعنی شغل

(۹) جو تو میرا تصور قایم نہیں کر سکتا تو اے ارجن تو شغل کی مزاولت سے میرے حاصل کرنے کی کوشش کر۔

| | |
|---|---|
| غافل زاحتیاط نفس یک نفس مباش | شاید ہمین نفس نفس واپسین بود |

अभ्यासेप्य समर्थोसि मत्कर्म परमो भव॥
मदर्थ मपि कर्माणि कुर्वन्सिद्धिमवाप्स्यसि॥१०॥

بچار یعنی فکر

(۱۰) جو تو شغل بھی نہیں کر سکتا تو اپنے فعلوں کو مجھسے منسوب کر اون افعال کو مجھسے منسوب کرنے پر بھی تجھے درجۂ کمال حاصل ہوگا



| | |
|---|---|
| فکر کن تا وارہی از فکر خود | فکر کن تا فرد گردی از جسد |
| فکر آن باشد کہ بکشاید رہے | راہ آن باشد کہ پیش آید شہے |
| شاہ آن باشد کہ از خود شہ شود | نے بہ مخزن ہا و لشکر ہا شود |

अथैतदप्य शक्तोऽसि कर्त्तुं मद्योग माश्रितः॥
सर्व कर्म फलत्यागं ततः कुरु यतात्मवान्॥११॥

تیاگ یعنی فنا

(۱۱) جو یہ بھی نہیں کر سکتا ہے تو بہر میرے وصال کا طالب ہوکر اور اپنے دل پر قادر ہوکر افعال کے نتیجہ سے کلیتاً نظر اوٹھا۔

| | |
|---|---|
| انسان لفظ است معنیش را دریاب | دریاب ز لفظ معنی و روئے متاب |
| رو لفظ فنا ساز بہ معنی دل بند | در بحر وجود محو شو ہمچو حباب |

श्रेयो हि ज्ञान मभ्यासाज्ज्ञाना द्ध्यानं विशिष्यते॥
ध्यानात्कर्म फलत्यागस्त्यागाच्छांतिरनंतरम्॥१२॥

طریقہ فنا اعلیٰ ہے

(۱۲) شغل سے ذکر اعلیٰ ہے ذکر سے تصور۔ تصور سے ترک نتیجۂ فعل اور ترک نتیجہ فعل سے محویت۔

طالب کے لئے ابہیاس یعنی شغل سے بچار یعنی فکر جس کو سیر القلب بھی کہتے ہیں اعلیٰ ہے بچار سے آتم دہیان یعنی ذات بحت کا تصور فضیلت رکھتا ہے آتم دہیان سے تیاگ جس کو طریقہ فنا کہتے ہیں عمدہ ہے اور فنا کے بعد بقا ہے شغل کا تعلق دل حواس اور نفس سے ہے فکر کا عقل سے تصور قوت متخیلہ کا فعل ہے فنا ترک انانیت کو کہتے ہیں ان چاروں مختلف طریقوں کی تشریح مندرجہ بالا چاروں شروں میں درج ہو چکی ہے اور اون سب کی آخری منزل محویت ہے۔

| | |
|---|---|
| پیش نظر و فکر دل و ذکر زبانش | یار است ہمیں یار ہمیں یار دگر ہیچ |

अद्वेष्टा सर्व भूतानां मैत्रः करुण एवच ॥
निर्ममो निरहंकारः समदुःखसुखः क्षमी॥१३॥

संतुष्टः सततं योगी यतात्मा दृढ निश्चयः ॥

मय्यर्पित मनो बुद्धि र्यो मद्भक्तः समे प्रियः ॥१४॥

[شاغل] (۱۳ و ۱۴) جو میرا طالب دنیا میں کسی سے حسد اور دشمنی نہیں رکھتا ہے اور رحمدل حلیم اور بے پندار ہے تکلیف و راحت کو مساوی سمجھتا ہے تحمل اور صبر رکھتا ہے اور شغل کرتا ہوا حواس پر قادر اور یقین کا پکا ہے اور اپنے دل اور عقل کو مجھ میں لگائے رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

यस्मान्नो द्विजते लोको लोकान्नो द्विजते च यः ॥

हर्षामर्ष भयोद्वेगै र्मुक्तो यः स च मे प्रियः ॥१५॥

[ایضاً] (۱۵) جس سے اہل دنیا کو آزار نہیں پہونچتا ہے اور جس کو اہل دنیا آزار نہیں پہونچا سکتے ہیں اور جو خوشی اور رنج خوف اور غصہ سے آزاد رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

अनपेक्षः शुचिर्दक्ष उदासीनो गतव्यथः ॥

सर्वारम्भ परित्यागी यो मद्भक्तः स मे प्रियः ॥१६॥

[طریقہ فکر کا طالب] (۱۶) جو میرا طالب بے خواہش۔ پاکباز اور ہوشیار ہے۔ آزادہ ہے اور مکروہات سے بری رہتا ہے اور اپنے سب فعلوں کے نتیجہ پر نظر نہیں رکھتا وہ مجھے عزیز ہے۔

यो न हृष्यति न द्वेष्टि न शोचति न कांक्षति ॥

शुभाशुभ परित्यागी भक्तिमान्यः स मे प्रियः ॥१७॥

[ایضاً] (۱۷) جو طالب شوق و نفرت بیم و امید نہیں رکھتا ہے اور نیکی اور بدی کو ترک کر دیتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

समः शत्रौ च मित्रे च तथा मानापमानयोः ॥

शीतोष्ण सुखदुःखेषु समः संग विवर्जितः ॥१८॥

तुल्यनिंदास्तुति र्मौनी संतुष्टो येन केनचित् ॥



अनिकेतः स्थिरमति र्भक्तिमान्मे प्रियो नरः ॥

[طریقہ تصوّر کا طالب] (۱۸ و ۱۹) جو طالب دوستی اور دشمنی تعظیم اور اہانت میں یکساں رہتا ہے اور سردی و گرمی شادی و غم سے مساوی بے تعلق ہے مدح و مذمت کو برابر خیال کرتا ہے اور سکون رکھتا ہے اور جو کچھ پیش آجائے اوسی میں خوش رہتا ہے اور کاروبار خانہ داری کے ساتھ دلی تعلق نہیں رکھتا ہوا مستقل مزاج رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

ये तु धर्म्या मृतमिदं यथोक्तं पर्युपासते ॥

श्रद्दधाना मत्परमा भक्तास्तेऽतीव मे प्रियाः ॥२०॥

[طریقہ فنا کا طالب] (۲۰) جو میرے طالبان صادق خلوص عقیدت سے اس کلام کو جس میں علم الوہیت کا آب حیات بھرا ہوا ہے حرز جان بناتے ہیں وہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔

| | |
|---|---|
| عشق بشگافد فلک را صد شگاف | عشق لرزاند زمین را از گزاف |
| عاشقان اندر عدم خیمہ زدند | چون عدم یک رنگ نقش واحد اند |
| عشق قہار است و من مقہور عشق | چون شکر شیرین شدم از شور عشق |

इति श्रीमद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योग शास्त्रे श्रीकृष्णार्जुन संवादे भक्तियोगो नाम द्वादशोऽध्यायः ॥१२॥

شری بھگوت گیتا کی مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی بھکتی یوگ نام والی بارہویں ادہیا ختم ہوئی

## بارہوین ادھیا کا خلاصہ

بارہوین ادھیا میں شغل فکر اور تصور کے طریقوں کا جو قدیم زمانے میں جاری تھے عشق و فنا کے طریقے سے جس کو کرشن بھگوان نے فروغ دیا فرق دکھایا گیا ہے۔ اون طریقوں سے مطلوب کا پانا مشکل اور دیر طلب ہے طریقہ فنا اہل دانش کے لئے آسان ہے اور اوس میں کامیابی بھی جلد حاصل ہوتی ہے منجملہ اون تین طریقوں کے شغل پر فکر کو اور فکر پر تصور کو فضیلت ہے اور فنا کا طریقہ اون سب سے اعلیٰ ہے شغل میں حواس اور دل کو ضبط کرنا ہوتا ہے فکر میں عقل کے ذریعہ سے حق و باطل کا تمیز کرنا پڑتا ہے تصور میں خیال کو یکسو کر کے جان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

طریقۂ فنا کے عامل پندار ہستی کو ترک کر کے ذات مطلق میں محو ہو جاتے ہیں۔ طالب کو ہر ایک طریقہ سے درجہ بدرجہ کشایش باطنی اور ذات پاک کی قربت حاصل ہوتی ہے لیکن محویت کے مقام پر پہونچنے کے لئے فنا کی شاہراہ طے کرنی لازمی ہے۔





## تیرہوین ادھیا کشیتر کشیتر گیہ یوگ

### अर्जुनउवाच

प्रकृतिं पुरुषं चैव क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ मेवच ।।
एतद्वेदितु मिच्छामि ज्ञानं ज्ञेयंच केशवः ।।१।।

### ارجن نے سوال کیا

(۱) اے کرشن آپ مجھے صفات ۔ ذات ۔ جسم ۔ جان ۔ علم اور علیم کے معنی سمجھائے

ذات اور صفات کی تین تین ظہوروں کو ان مختلف چھ اسماء سے بیان کیا ہے

| | | |
|---|---|---|
| کارن | علیم | علم |
| سوکشم | ذات | صفات |
| ستھول | جان | جسم |

श्रीभगवानुवाच । इदंशरीरं कौंतेय क्षेत्र मित्यभिधीयते ।।
एतद्यो वेत्तितं प्राहुः क्षेत्रज्ञ इति तद्विदः ।।२।।

### شری بھگوان نے جواب دیا

جسم اور جان کی تعریف

(۲) اے ارجن اس کالبد عنصری کا نام جسم ہے اور جو اس کو جانتا ہے اوسے عارف جان کہتے ہیں۔

کھیتر زبان سنسکرت میں زمین مزروعہ کو کہتے ہیں اور کھیتر گیہ کے معنی کسان یعنی مزارعہ کے ہیں اس موقع پر کھیتر سے مراد مکان یعنی جسم ہے اور کھیتر گیہ مکین یعنی جان کے معنی رکھتا ہے۔

क्षेत्रज्ञं चापि मां विद्धि सर्व क्षेत्रेषु भारत ।।
क्षेत्र क्षेत्रज्ञयो र्ज्ञानं यत्तज्ज्ञानं मतं मम ।।३।।

اجسام کی کثرت جان کی وحدت

(۳) اے ارجن جان لے کہ سب جسموں میں جان میں ہی ہوں میری

دائے میں جسم اور جان کا تمیز کرنا علم معرفت ہے -

ذات کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول بنکر آشکارا ہوئی ہے اور اپنی ناظر آپ ہی ہے چونکہ استھول اوس کی حد ظہور کے طرف ہے لہذا اس کے معنی اوّل بیان کئے گئے ہیں سوکشم اور کارن کے معنی آگے بیان کئے جائیں گے اِن تینوں منازل کی تحقیقات میں کلّ علم معرفت آجاتا ہے -

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारियतश्चयत् ॥
सच्चयोयत्प्रभावश्च तत्समासेन मेश्रृणु ॥ ४ ॥

جسم وجان کے علم کا خلاصہ

(۴) وہ جسم جو کچھ ہے جیسا ہے اوس کے جو جو خواص ہیں اوس کا جس سے ظہور ہے وہ جیسی ہے اور جیسی قدرت رکھتی ہے اوس کا مجمل بیان مجھسے سن

اِس ادھیا کے چھٹے منتر میں بیان ہوگا کہ جسم پانچ عنصروں کا پتلا ہے اور ان میں قوتوں سے آراستہ ہے ساتویں منتر میں اوس کے خواص کی تشریح درج ہے جسم کا جان سے ظہور ہوتا ہے اور اِس کی حقیقت ۲۲ منتر میں اور تعریف اور قدرت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ منتر میں ظاہر کیجائیگی -

ऋषिभिर्बहुधा गीतं छंदोभि र्विविधैः पृथक् ॥
ब्रह्मसूत्र पदैश्चैव हेतुमद्भि र्विनिश्चितैः ॥ ५ ॥

جسم وجان کے علم کی وسعت

(۵) عارفوں نے نئے نئے طرز پر اور ویدوں نے مختلف طور پر اور فلسفہ ویدانت کے مسئلوں نے دلیل اور صحت کے ساتھ اِسی راگ کو گایا ہے -

وید اور فلسفہ اور تمام عارف واجب الوجود کے اِنھیں تین منازل کو مختلف انواع سے حیطہ بیان میں لائے ہیں مگر عوام بوجہ عدم واقفیت لفظی بحثیں پیش کرتے ہیں درحقیقت علم معرفت ایک ہے اور اوس میں اختلاف کا ہونا ممکن نہیں -

महा भूतान्य हंकारो बुद्धि रव्यक्त मेवच्च ॥
इंद्रियाणि दशैकंच पंच चेंद्रियगोचराः ॥ ६ ॥





इच्छाद्वेषः सुखं दुःखं संघात श्चेतना धृतिः ॥
एतत्क्षेत्रं समासेन सविकार मुदाहृतम् ॥ ७ ॥

اجزاء جسمانی

(۶) پانچ عناصر بسیط - انانیت - عقل - قوت متخیلہ - دس حواس - دل اور پانچ آلہ حواس - (۷) رغبت اور نفرت - آرام اور تکلیف - موت - زندگی اور پیدایش یہ جسم اور اوس کے خواص کی مجمل تفصیل ہیں -

خلا - باد - آتش - آب - خاک - انانیت - عقل - قوت متخیلہ - سامعہ - لامسہ - باصرہ - ذائقہ - شامہ - ہاتھ پانوں - موںھ - مقام بول - مقام براز - دِل - کان - پوست - آنکھ - زبان - ناک - یہ چوبیس تو یعنی اجزاء جسم انسان کے فلسفہ سانکھ نے تحققات کے بعد ثابت کئے ہیں پچیسواں ذات مطلق ہے جن سے اِن سب کو نمود ہے -

ان چوبیس اجزا کی ترکیب سے رغبت و نفرت آرام و تکلف موت زندگی اور پیدایش کی ساتوں حالتیں پیدا ہوتی ہیں -

अमानित्व मदंभित्व महिंसा क्षांतिरार्जवम् ॥
आचार्योपासनं शौचं स्थैर्यमात्म विनिग्रहः ॥ ८ ॥

علم کی تعریف

(۸) انکساری - راستبازی - رحمدلی - تحمل - سچائی - اوستاد کی تعظیم کا خیال - صفائی قلب - استقلال - ضبط دِل -

इंद्रियार्थेषु वैराग्य मन हंकार एवच्च ॥
जन्म मृत्यु जराव्याधि दुःखदोषानुदर्शनम् ॥ ९ ॥

ایضاً

(۹) محسوسات سے بے تعلقی - ترک پندار - پیدایش - موت - بڑھاپے اور بیماری کی تکلیفات کے نقص سے آگاہ رہنا -

असक्ति रनभिष्वंगः पुत्र दार गृहादिषु ॥
नित्यंच समचित्तत्व मिष्टा निष्टोप पत्तिषु ॥ १० ॥

| ایضاً | (۱۰) اولاد - بیوی - اور متعلقین وغیرہ کی الفت میں نہ پھنسنا آزاد رہنا اور خوشی اور رنج کے موقع پر یکساں رہنا - |
|---|---|

मयि चानन्य योगेन भक्तिरव्यभि चारिणी ॥

विविक्त देश सेवित्व मरतिर्जन संसदि ॥ ११ ॥

| ایضاً | (۱۱) عشق حقیقی کے ساتھ میرا ہی طالب ہونا - گوشہ گزین رہنا اہل دنیا سے بے تعلق رکھنا - |
|---|---|

अध्यात्म ज्ञान नित्यत्वं तत्वज्ञानार्थ दर्शनम् ॥

एतज्ज्ञानमिति प्रोक्त मज्ञानं यदतोऽन्यथा ॥ १२ ॥

| ایضاً | (۱۲) علم ذات میں ثابت قدم ہونا اور علم صفات سے واقف ہونا علم کی تشریح ہے جو اس کے برعکس ہے وہ جہل ہے - |
|---|---|

بطون کی طرف توجہ کا رجوع ہونا گیان یعنی علم ہے - حواس سے مغلوب ہوجانا اگیان یعنی جہل ہے

ज्ञेयं यत्तत्प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वाऽमृत मश्नुते ॥

अनादि मत्परं ब्रह्म नसत्तन्ना सदुच्यते ॥ १३ ॥

| علیم کی تعریف | (۱۳) اب میں اوس علیم کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے جاننے سے زندگانی جاوید ملتی ہے جس کا آغاز نہیں ہے اور جو ذات لازوال ہے اور حق و باطل نہیں کہا جاسکتا - |
|---|---|

علیم کا مشاہدہ اوس وقت ہوتا ہے جبکہ علم اور عالم دونوں علیم میں محو ہوجاتے ہیں جب تک علم اور عالم کا تمیز موجود رہتا ہے محویت کا ہونا نہیں کہا جاسکتا - عالم پندار ہے اور علم نمود عالم ہے اور یہ دونوں علیم کا حجاب ہو رہے ہیں -

सर्वतः पाणिपादं तत् सर्वतोऽक्षिशिरोमुखम् ॥

सर्वतः श्रुतिमल्लोके सर्वमावृत्य तिष्ठति ॥ १४ ॥



| محیط | (۱۴) اوس کے سب طرف ہاتھ پانوں ہیں سب طرف آنکھیں سر اور منہ ہیں سب طرف کان ہیں اور وہ سارے عالم میں محیط ہے - |
|---|---|

جتنے انسانوں کے ہاتھ پانوں آنکھ سر اور منہ ہیں یہ سب اوسی علیم کے ہیں جو سب میں محیط ہے

| | |
|---|---|
| ذاتت ہمہ صفات جامع در تو | زان نور حقیقت است لامع در تو |
| برخود تو عبث تہمت ہستی داری | حق است کہ شد قایل و سامع در تو |

सर्वेंद्रिय गुणाभासं सर्वेंद्रिय विवर्जितम् ॥

असक्तं सर्व भृच्चैव निर्गुणं गुणभोक्तृ च ॥ १५ ॥

| پاک | (۱۵) وہ سب حواس کے فعلوں کو روشنی دیتا ہے اور سب حواس سے برتر ہے سب سے مبرا ہے اور سب کو ظہور دیتا ہے صفات سے منزہ ہے اور صفات کو تمیز کرتا ہے - |
|---|---|

| | |
|---|---|
| عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد | عاشق سوختہ دل در طمع خام افتاد |
| این ہمہ نقش مے و عکس مخالف کہ نمود | یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد |

علیم عالم کی نیرنگی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اقوال کو سنتا ہے زبان سے بولتا ہے اور پانوں سے چلتا ہے اور باوجود ان سب فعلوں کے کرنے کے اِن میں آلودہ نہیں ہوتا -

बहिरन्तश्च भूताना मचरं चरमेव च ॥

सूक्ष्मत्वात्तद विज्ञेयं दूरस्थ चांतिके चतत् ॥ १६ ॥

| لطیف | (۱۶) اجسام کے اندر اور باہر ہے اور ساکن اور متحرک ہے وہ کمال لطافت کے سبب معلوم نہیں ہوتا ہے اور دور اور نزدیک موجود ہے - |
|---|---|

علیم کل عالم میں اور ہر ذرّہ میں محیط ہے اور باوجود اجسام کو حرکت دینے کے خود غیر متحرک ہے وہ بہ سبب کمال لطافت حواس کے پردہ میں چھپا ہوا ہے اور اون سے تمیز نہیں ہو سکتا وہ قریب سے قریب ہے مگر بوجہ جہل و نادانی نہایت دور معلوم ہوتا ہے -

अविभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम्॥
भूतभर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च॥१७॥

واحد

(۱۷) وہ واحد ہوکر اجسام میں منقسم نظر آتا ہے اور اوسی کو موجودات کے ایجاد قیام اور فنا کا باعث جاننا چاہئے۔

علیم دراصل واحد ہے مگر جہل کی وجہ سے اوس کی کثرت کا خیال انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते॥
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य धिष्ठितम्॥१८॥

منوّر

(۱۸) وہ سب نوروں کا نور ہے اور ظلمت سے دُور ہے اور عالم علم اور معلوم بنکر سب کے دِل میں مقیم ہے۔

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः॥
मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते॥१९॥

علم اور علیم کا تمیز ذریعہ وصال ہے

(۱۹) یہاں تک جسم علم اور علیم کا مجمل بیان ہوا ہے جو میرا طالب اِسے سمجھ لیتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے۔

جسم اور جان کا بیان نمبر ۲ سے ۷ تک علم کا بیان ۸ سے ۱۲ تک اور علیم کا بیان ۱۳ سے ۱۸ تک مختصر طور پر ہوا ہے۔

प्रकृतिं पुरुषं चैव विद्ध्यनादी उभावपि॥
विकारांश्च गुणांश्चैव विद्धि प्रकृतिसंभवान्॥२०॥

ذات وصفات

(۲۰) تو سمجھ لے کہ ذات اور صفات دونوں کی ابتدا نہیں ہے اور نیک اور بد خاصیتیں صفات سے ظہور پاتی ہیں۔

ذات اور صفات کا باہم ہونا مثل عکس اور معکوس کے ہے ذات قایم ہے اور صفات متحرک اور متغیر۔



कार्यकारणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते॥
पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते॥२१॥

ذات مصدر علم اور صفات مصدر فعل ہے

(۲۱) فعل فاعل اور فاعلیت کا سبب صفات بیان کی گئی ہیں اور تکلیف و آرام کی تمیز کرنے کا سبب ذات ہے۔

افعال صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ذات صرف اون کی علیم ہے۔

पुरुषः प्रकृतिस्थो हि भुंक्ते प्रकृतिजान्गुणान्॥
कारणं गुणसंगोऽस्य सदसद्योनिजन्मसु॥२२॥

ذات اور صفات کا تعلق

(۲۲) ذات صفات میں مقیم ہوکر اون خواص کو جو صفات سے پیدا ہوتے ہیں برداشت کرتی ہے اور خواص کے ساتھ اوس کا تعلق ہونے سے نیک اور بد انسانوں کی پیدایش ہوتی ہے۔

ذات اور صفات کے الحاق سے کل مخلوقات کی پیدایش ہوتی ہے اور اِس الحاق کا نام حیات ہے

उपद्रष्टाऽनुमंता च भर्ता भोक्ता महेश्वरः॥
परमात्मेति चाप्युक्तो देहेऽस्मिन्पुरुषः परः॥२३॥

ذات کا جلوہ

(۲۳) وہ ذات پاک اِس جسم اِنسان میں نزول کرکے شاہد۔ مالک پروردگار علیم۔ قادر مطلق اور ہست مطلق کہلاتی ہے۔

ذات اِنسانی حیات کو اختیار کرکے مندرجہ بالا صفتوں کا ادراک کرتی ہے۔

य एवं वेत्ति पुरुषं प्रकृतिं च गुणैः सह॥
सर्वथा वर्तमानोऽपि न स भूयोऽभिजायते॥२४॥

ذات وصفات کا علم باعث رستگاری ہے

(۲۴) جو اِنسان ذات اور صفات اور صفات کے خواص کی ماہیت کو سمجھ لیتا ہے وہ چاہے کسی حال میں رہے پھر پیدا نہیں ہوتا۔

جو بشر ذات اور صفات کے عقدہ کو حل کر لیتا ہے وہ عارف کامل ہو جاتا ہے۔

در ذاتی و با ذات تو اے طالب ذات
این چاہ خودی را دو سہ گز گر بکنی

موجود بذاتی نہ بر آیات صفات
از خانۂ خود بیابی آن آب حیات

ध्याने नात्मनि पश्यंति केचिदात्मा नमात्मना॥
अन्ये सांख्येन योगेन कर्मयोगे न चापरे॥२५॥

شغل فکر اور تصور کے طریقے سے وصال ذات ہوتا ہے

(٢٥) بعض آدمی تصور کے وسیلہ سے ذات مطلق کو اپنے باطن میں مشاہدہ کرتے ہیں بعض فکر یا شغل کے ذریعہ سے۔

अन्येत्त्वेव मजानंतः श्रुत्वाऽन्येभ्य उपासते॥
तेपि चातितरंत्येव मृत्युं श्रुति परायणाः॥२६॥

سُرت سادھنا وصال کا ذریعہ ہے۔

(٢٦) اور جو لوگ اِن طریقوں سے ناواقف ہیں اور غیروں سے سنکر یاد حق کرتے ہیں وہ بھی سُرت سادھنا کے ذریعہ سے دریائے اجل سے پار ہو جاتے ہیں

علم ذات کا حاصل ہونا استعداد اور قابلیت پر منحصر نہیں ہے بلکہ صفائی قلب پر ہے جو کہ اشغال سے حاصل ہوتی ہے بہت سے متقدمین تحصیل علم کے بغیر عارف کامل ہو چکے ہیں جن کے کلام کی ضمیر عالمان و محققان گذشتہ کی تصانیف کی ضمیر سے مطلق فرق نہیں رکھتی۔ سُرت سادھنا کا طریقہ جس کا اِس منتر میں بیان ہوا ہے دیگر اشغال سے مختلف ہے کہ اوس میں بجائے کسی تصور کے قایم کرنے کی قوت متخیلہ کو اپنے فعل سے باز رکھنا ہوتا ہے اور اسی طریقہ سے کشایش باطنی حاصل ہو جاتی ہے۔

यावत्संजायते किंचित्सत्वं स्थावर जंगमम्॥
क्षेत्र क्षेत्रज्ञ संयोगा त्तद्विद्धि भरतर्षभ॥२७॥

جسم و جان کا اتصال موجب حیات ہے

(٢٧) اے ارجن جتنے حس و حرکت کرنے والے جاندار اور غیر متحرک مخلوق پیدا ہوتے ہیں تو جان لے کہ وہ جسم اور جان کے اتصال سے پیدا ہوتے ہیں۔



समं सर्वेषु भूतेषु तिष्ठंतं परमेश्वरम्॥
विनश्यत्स्व विनश्यंतं यः पश्यति स पश्यति॥२८॥

جسم اور جان کی شناخت

(٢٨) جو شخص دیکھتا ہے کہ قادر مطلق کُل مخلوقات میں یکساں ہے اور اون کے فنا ہونے سے فنا نہیں ہوتا وہ اہل بینش ہے۔

समं पश्यन् हि सर्वत्र समवस्थित मीश्वरम्॥
नहिनस्त्या त्मनात्मानं ततोयाति परांगतिम्॥२९॥

نظر کلیت اور وصال

(٢٩) وہ شخص قادر مطلق کو جو سب میں یکساں ہے یکساں دیکھکر اپنے آپکو گرداب فنا سے بچا لیتا ہے اور اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے۔

प्रकृत्यैवच कर्माणि क्रियमाणानि सर्वशः॥
यः पश्यति तथात्मान मकर्त्तारं स पश्यति॥३०॥

طریقہ فنا

(٣٠) جو بشر کُل فعلوں کا صدور صفات سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو فاعل نہیں مانتا وہ روشن ضمیر ہے۔

यदाभूत पृथग्भाव मेकस्थ मनु पश्यति॥
तत एवच विस्तारं ब्रह्म संपद्यते तदा॥३१॥

توحید اور وصال

(٣١) جب اوس کی نگاہ میں عالم کی کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور کثرت وحدت کا جلوہ نظر آتی ہے اوسوقت وہ ذات بے زوال ہو جاتا ہے۔

دو عالم چیست نقش صورت دوست
بصد آئینہ یک روے مقابل

چہ جاے نقش صورت بلکہ خود اوست
اگرچہ صد نماید لیک یک اوست

अनादित्वा न्निर्गुणत्वा त्परमात्मा यमव्ययः॥
शरीरस्थोपि कौंतेय न करोत्ति न लिप्यते॥३२॥

جان کی تعریف

(٣٢) چونکہ ذات بے زوال آغاز اور صفت نہیں رکھتی اِسلئے وہ جسم میں

مقیم ہوکر بھی کوئی فعل نہیں کرتی اور آلودہ نہیں ہوتی۔

| | |
|---|---|
| تخم این پنج عنصر آن ذات ست | برتر از پنج دان ہمان ذات ست |
| شجر از دانہ گرچہ شد پیدا | دانہ باشد ز بیخ و شاخ جدا |

यथा सर्वगतं सौक्ष्म्या दाकाशं नोपलिप्यते॥
सर्वत्रावस्थितो देहे तथात्मा नोपलिप्यते॥३३॥

لطیف (۳۳) جس طرح خلا ہر شئے میں محیط ہونے پر بھی بوجہ لطیف ہونے کے کسی شئے سے آلودہ نہیں ہوتا اوسی طرح ذات مطلق سب جسموں میں محیط ہونے پر بھی آلودہ نہیں ہوتی۔

| | |
|---|---|
| حق مطلق و بے سو بود در گل چو در گل بو بود | جان عناصر او بود تحقیق شد تحقیق شد |
| از پنج عنصر شد جہان آن پنج از حق شد عیان | حق را برون زین پنج دان تحقیق شد تحقیق شد |

यथा प्रकाशयत्येकः कृत्स्नं लोकमिमं रविः॥
क्षेत्रं क्षेत्री तथा कृत्स्नं प्रकाशयति भारत॥३४॥

منوّر (۳۴) اے ارجن جیسے ایک سورج تمام عالم کو روشن کرتا ہے ویسے ہی ایک جان سب جسموں کو روشن کرتی ہے۔

| | |
|---|---|
| در ہزاران جام گوناگون شرابے بیش نیست | گرچہ بسیار اند انجم آفتابے بیش نیست |
| گرچہ برخیزد ز آب بحر موج بے شمار | کثرت اندر موج باشد لیک آبے بیش نیست |

क्षेत्र क्षेत्रज्ञयोरेव मंतरं ज्ञान चक्षुषा॥
भूत प्रकृति मोक्षंच येविदुर्यांति तेपरम्॥३५

علم معرفت ذریعہ وصال ہے۔ (۳۵) جو لوگ جسم اور جان کا فرق اور عالم موجودات اور صفات سے مخلصی پانے کا طریقہ علم معرفت سے دریافت کر لیتے ہیں وہ اعلیٰ مقام پر پہونچتے ہیں۔



جو لوگ جسم اور جان کی حقیقت کو اپنے بطون میں مشاہدہ کرتے ہیں اور جسمانی افعال کی قید سے رہائی پانے کا طریقہ جان لیتے ہیں وہ کمال کا درجہ پاتے ہیں مگر جسمانی افعال میں مقید ہونے کا سبب جہل اور انانیت ہیں لہذا اون سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جہل اور انانیت کا دور کرنا ضروری ہے۔ علم سانکہہ میں شرون منن ندہیاسن اور ساکشات چار مدارج ذات میں وصل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں شرون کے لغوی معنی سماعت اور اصطلاحی معنی تحقیق علم ذات کے ہیں منن تسلیم کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں قوت فکری کے ذریعہ سے حق اور باطل کا تحقیق کرنا مراد ہے جو کچھ تحقیق ہو چکا اوس پر ثابت قدم ہونا ندہیاسن ہے اوس کے بعد ساکشات کا درجہ ملتا ہے یعنی جس علم میں پیشتر ثابت قدمی حاصل ہوئی تھی اوس کا جلوہ اب ظاہر و باطن میں نظر آتا ہے۔

इतिश्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सुब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे प्रकृतिपुरुष विवेकयोगोनाम त्रयोदशोऽध्यायः॥१३

شری مدبھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی تیرہویں ادہیا کشیتر کشیتر گیہ یوگ نام ختم ہوئی

## تیرہویں ادہیا کا خلاصہ

بارہویں ادہیا میں فنا کا طریقہ عشق کے وسیلہ سے بتایا گیا ہے اور عشق ایک ایسا خط ہے جس کے انجام پر عاشق و معشوق دو نقطہ ہیں تیرہویں ادہیا میں تمیز سہ گانگی سے توحید کی منزل پر پہونچنے کا طریقہ عیاں کیا گیا ہے اور فلسفہ سانکہہ کے وہ اُصول مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں جن کی تشریح ادہیائے دوم میں ہو چکی ہے۔

کبیر صاحب نے اسی مضمون کو اپنی قوت اشراقیہ سے ذیل کے الفاظ میں بیان کیا ہے

| | | |
|---|---|---|
| ارے او مورکھہ کہیتی و ا ر ا | | جتن بن مرگون نے کہیت ا د جاڑا |
| پانچ مرگ پچیس مرگنی چنچل تین چکارا | | اپنے اپنے رس کے لوبھی چرتے بہریں نیارا نیارا |
| کام کرودہ دو اصل مرگ ہیں نت اوٹھ چرت سویرا | | پریم بان لے چڑہو پارہی بہاؤ بھگت کر مارا |
| بیدی بید سکل سب ہانجیں جاسے بھید نرالا | | اٹل جوت شن گھر تاپے پر سے پریم پیارا |
| ست کی باڑ دھرم کی کہیتی گرو کا شبد رکھالا | | کہے کبیر سنو بھئی سادہو بریان بہلی سبنہالا |

| | |
|---|---|
| | جتن بن مرگون نے کہیت ا د جاڑا |



## چودہوین ادہیا گن تر ے وبھاگ یوگ

श्रीभगवानुवाच ।

परंभूयः प्रवक्ष्यामि ज्ञानानां ज्ञान मुत्तमम् ॥
यज्ज्ञात्वा मुनयः सर्वे परांसिद्धिमितोगताः ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

علم حقیقت کا بیان

(۱) اب میں اوس پاک علم کو دوبارہ بیان کرتا ہوں جو کل علوم میں افضل ہے اور جس کی واقفیت حاصل کر کے تمام طالب حق دنیوی پابندیوں سے آزاد ہوئے ہیں اور درجہ کمال پر پہونچے ہیں۔

इदं ज्ञान मुपाश्रित्य ममसाधर्म्य मागताः ॥
सर्गेऽपि नोपजायंते प्रलये न व्यथंतिच ॥२॥

علم حقیقت نجات کا وسیلہ ہے۔

(۲) جو لوگ اِس علم کے فیض سے مجھہ میں وصل ہو جاتے ہیں وہ پیدایش کی قید میں نہیں آتے اور موت سے امن میں رہتے ہیں۔
طالب قوت اشراقیہ کی مدد سے مطلوب کو اپنے جسم میں بصورت جان جلوہ گر مشاہدہ کر کے پیدایش اور فنا کے خیال سے آزاد ہو جاتا ہے یعنی وہ اِن کا اطلاق صرف جسم پر مانتا ہے۔

ममयोनि महद्ब्रह्म तस्मिन्गर्भं दधाम्यहम् ॥
संभवः सर्वभूतानां ततो भवति भारत ॥ ३ ॥

عالم کی پیدایش کا طریقہ

(۳) اے ارجن جب میں اپنی صفات کی بطن کو بارور کرتا ہوں اوس وقت کل موجودات کا نشو و نما ہوتا ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| آن روح مجردم کہ خلقم بدن است | | بے آتش و آب و باد و خاکم وطن است | |
| این چرخ فلک باین ہمہ جرم کہ ہست | | در گردش ازان است کہ جویاے من است | |

सर्वयोनिषु कौंतेय मूर्त्तयः संभवंतियाः ॥
तासां ब्रह्म महद्योनिरहं बीजप्रदः पिता ॥४॥

ذات سے صفات کا قیام ہے

(۴) اے ارجن جو تمام اقسام کے وجود پیدا ہوتے ہیں صفات اون کی ماں ہے اور میں پیدا کرنے والا باپ ہوں۔

درین خانہ ذاتست بس باصفات — ہمان نقش نقاش ونقش آوراست
درین خانہ آن خانہ سازاے دلی — ہمون صنع مصنوع وصورت گراست

सत्वं रजस्तम इति गुणाः प्रकृति संभवाः ॥
निबध्नंति महाबाहो देहेदेहि नमव्ययम् ॥५॥

صفات سہ گانہ ذات کا حجاب ہیں

(۵) اے قوی بازو۔ ستوگن۔ رجوگن اور تموگن۔ جن کی پیدایش قدرت سے ہوتی ہے غیر فانی جان کو جسم میں مقید کرتے ہیں۔

ذات پاک صفات سہ گانہ سے عالم کو ظہور دیکر رنج و راحت وغیرہ کو جو اوس سے متعلق ہیں اِدراک کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

तत्रसत्वं निर्मलत्वा त्प्रकाश कमना मयम् ॥
सुखसंगेन बध्नाति ज्ञानसंगेन चाऽनघ ॥६॥

ستوگن مصدر علم و سرور ہے

(۶) اے نیک مرد منجملہ اونکے ستوگن بسبب لطیف ہونے کے اوس نورانی اور بے زوال جان کو علم و سرور کے تعلقات کا پابند کرتا ہے

ستوگن یعنی اعلیٰ صفت عقل کو روشنی دیتی ہے اور آسودگی کے سامان پیدا کرتی ہے

रजो रागात्मकं विद्धि तृष्णासंग समुद्भवम् ॥
तन्निबध्नाति कौंतेय कर्मसंगेन देहिनम् ॥७॥

رجوگن خواہش اور افعال کا سبب ہے

(۷) اے ارجن تو سمجھ لے کہ رجوگن شوق کی صورت رکھتا ہے خواہش کے ہمراہ پیدا ہوتا ہے اور وہ جان کو افعال کے تعلقات کا پابند کرتا ہے۔



رجوگُن یعنی صفت درمیانی سے اسباب دنیوی کے ساتھہ دل بستگی پیدا ہوتی ہے جو خواہشات کو پیدا کرکے انسان کو تدبیر اور کوشش میں مصروف رکھتی ہے۔

तमस्त्व ज्ञानजं विद्धि मोहनं सर्व देहिनाम् ॥
प्रमादालस्य निद्राभि स्तन्निबध्नाति भारत ॥८॥

تموگن سے جہل و غفلت کی پیدایش ہے

(۸) اے ارجن تو سمجھ لے کہ تموگن سب انسانوں کو غفلت میں پھنساتا ہے وہ جہل سے پیدا ہوتا ہے اور عشرت کاہلی اور نیند کا پابند کرتا ہے۔

تموگن یعنی صفت ادنیٰ تیرگی عقل پیدا کرکے عشرت اور کاہلی میں انسان کو پھنساتی ہے۔

सत्वं सुखे संजयति रजः कर्मणि भारत ॥
ज्ञानमावृत्य तुतमः प्रमादे संजयत्युत ॥९॥

ست رج اور تم کے لوازمات

(۹) اے ارجن ستوگن آسودگی پیدا کرتا ہے رجوگن افعال کو کراتا ہے تموگن علم کو پوشیدہ کرکے عیش و عشرت میں پھنساتا ہے۔

جن تین صفتون کا بیان مندرجہ بالا منتروں میں ہوچکا ہے اون کے خواص آسایش تکلیف اور غفلت اِس منتر میں ظاہر کیے گئے ہیں۔

रजस्तमश्चाभि भूय सत्वं भवतिभारत ॥
रजः सत्वं तमश्चैव तमः सत्वं रजस्तथा ॥१०॥

ست رج اور تم کی کمی و بیشی

(۱۰) اے ارجن رجوگن اور تموگن کے مغلوب ہونے پر ستوگن غالب ہوتا ہے۔ ستوگن اور تموگن کے مغلوب ہونے پر رجوگن۔ علیٰ ہذا ستوگن اور رجوگن کے مغلوب ہونے پر تموگن۔

کسی ایک صفت کے غلبہ کے ہونے پر باقی دو صفتیں مغلوب ہوجاتی ہیں۔

सर्व द्वारेषु देहेऽस्मिन् प्रकाश उपजायते ॥
ज्ञानं यदा तदा विद्या द्विवृद्धं सत्वमित्युत ॥११॥

**شناخت حالت ستوگن**

(۱۱) جس وقت اِس جسم کے تمام دروازوں کو علم روشن کرتا ہے اُسوقت
ستوگن کا غلبہ سمجھنا چاہیئے۔

جسوقت انسان علم کی روشنی سے حق وباطل کو تمیز کر سکتا ہے اوس وقت ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے

लोभः प्रवृत्तिरारंभः कर्मणामशमः स्पृहा॥
रजस्येतानि जायंते विवृद्धे भरतर्षभ॥१२॥

**شناخت حالت رجوگن**

(۱۲) اے ارجن لالچ۔ تدبیر۔ کوشش اضطراب اور خواہش رجوگن کا غلبہ
ہونے پر پیدا ہوتے ہیں۔

جس وقت رگ طمع حرکت میں آکر دلکو اُمید اور کوشش کیطرف رجوع دلاتی ہے اور اضطراب
کی حالت پیدا کرتی ہے اوسوقت رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔

अप्रकाशोऽप्रवृत्तिश्च प्रमादो मोह एवच ॥
तमस्येतानि जायंते विवृद्धे कुरुनंदन॥१३॥

**شناخت حالت تموگن**

(۱۳) اے ارجن تیرگی عقل کاہلی۔ بیہودگی اور غفلت تموگن کے غلبہ کے
وقت پیدا ہوتی ہیں۔

جس وقت عقل کا علم سے نفاق اور جہل سے اتفاق ہوتا ہے اور حق سے اِنکار اور باطل کا
اقرار کیا جاتا ہے اوسوقت غلبہ تموگن کا سمجھنا چاہیئے۔

यदा सत्वे प्रवृद्धे तु प्रलयं याति देहभृत्॥
तदोत्तमविदां लोकानमलान्प्रतिपद्यते॥१४॥

**ستوگن کا اپنے طبقہ سے اتصال**

(۱۴) جو انسان ستوگن کے غلبہ کے وقت جسم کو ترک کرتا ہے
وہ عارفوں کے پاک عالم میں پہونچتا ہے۔

علم وراستی اِنسان میں ستوگن سے پیدا ہوتے ہیں لہذا جو لوگ علم وراستی کے غلبہ کی حالت میں
جسم کو ترک کرتے ہیں اونکی وہ اعلیٰ خاصیتیں ستوگن کے طبقہ میں جس سے وہ برآمد ہوئی تھیں جذب



ہو جاتی ہیں عارفوں کے پاک عالم کا اِسی طبقہ پر اشارہ ہے۔

रजसि प्रलयं गत्वा कर्मसंगिषु जायते॥
तथा प्रलीनस्तमसि मूढयोनिषु जायते॥१५॥

**رجوگن اور تموگن اپنے اپنے طبقات کی طرف کشش کرتے ہیں**

(۱۵) انسان رجوگن کے غلبہ کے وقت وفات پاکر نیک اعمالوں
میں پیدا ہوتا ہے تموگن کے غلبہ کے وقت رحلت کرنے سے
جاہلوں میں پیدا ہوتا ہے۔

اشیاء دنیوی کے ساتھ اِنسان کی دِل بستگی ہونے کا سبب رجوگن ہے پس جو لوگ حرص و
ہوا میں آخری وقت تک گرفتار رہتے ہیں اون کی اوسط درجہ کی قوتیں رجوگن کے طبقہ میں جو اون کا
سرچشمہ ہے شامل ہو جاتی ہیں۔ جہالت اور ناراستی تموگن سے پیدا ہوتی ہیں اِسلئے جو شخص مرتے دم
تک جہالت اور ناراستی سے رہائی نہیں پاتے اون کی صفات ذمیمہ تموگن کے ادنیٰ طبقہ میں جذب
ہوتی ہیں غرضیکہ وقت وفات انسان کی جو صفتیں ہوتی ہیں وہ اوس طبقہ میں جہاں سے کہ اونہوں نے
نمود پایا ہوتا ہے کھینچ جاتی ہیں یعنی جزو سے کل کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

कर्मणः सुकृतस्याहुः सात्विकं निर्मलं फलम्॥
रजसस्तु फलं दुःखमज्ञानं तमसः फलम्॥१६॥

**ست رج اور تم کے عملی نتائج**

(۱۶) ستوگن کا عمدہ نتیجہ نیک اعمالی ہے رجوگن کا نتیجہ تکلیف تموگن
کا نتیجہ افعال بیہودہ ہیں۔

सत्वात्संजायते ज्ञानं रजसो लोभ एवच॥
प्रमादमोहौ तमसो भवतोऽज्ञानमेवच॥१७॥

**ست رج اور تم کے عملی نتائج**

(۱۷) ستوگن سے علم پیدا ہوتا ہے۔ رجوگن سے حرص و ہوا۔ تموگن
سے بیہودگی غفلت اور نادانی۔

بہشت اعراف اور دوزخ وغیرہ الفاظ صفات کی تقسیم سہ گانہ سے اختراع ہوئے ہیں وہ دراصل

انسان کی انہیں تین حالتوں کے نام ہیں۔

ऊर्ध्वं गच्छंति सत्वस्था मध्ये तिष्ठंति राजसाः ॥

जघन्यगुण वृत्तिस्था अधोगच्छंति तामसाः ॥१८॥

ست رج اور تم کی منازل

(۱۸) جو ستوگن رکھتے ہیں وہ بلندی پر جاتے ہیں۔ رجوگن کے رکھنے والے وسط میں رہتے ہیں۔ تموگن والے جو اخلاق ذمیمہ کے پیرو ہوتے ہیں پستی میں گرتے ہیں

جن لوگوں کا شعار دانشمندی اور راستبازی ہے اونہیں صفات کی عملداری میں اعلیٰ مرتبہ پر سرفراز سمجھنا چاہیئے جو لوگ تعلقات دنیوی میں بدل معروف ہیں وہ اوس عملداری میں متوسط درجہ رکھتے ہیں جو لوگ جہل اور ناراستی کے پیرو ہیں وہ بمقابلہ اون دونوں قسم کے آدمیوں کی جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ادنیٰ درجہ کے سمجھے جاتے ہیں۔

नान्यं गुणेभ्यः कर्त्तारं यदा द्रष्टाऽनुपश्यति ॥

गुणेभ्यश्च परं वेत्ति मद्भावं सोऽधिगच्छति ॥१९॥

ست رج اور تم سے بریت

(۱۹) جو دانشمند صفت سہ گانہ کے سوائے اور کسی کو فاعل نہیں مانتا اور اوس ذات کو جو صفت سہ گانہ سے برتر ہے جان لیتا ہے وہ میرا وصال حاصل کرتا ہے۔

جو بشر اپنے افعال کو صفات سے منسوب کرتا ہے اور اپنی ذات کو اون سے برتر جانتا ہے وہ عارف ہے۔

गुणानेतान तीत्यत्रीन्देही देह समुद्भवान् ॥

जन्म मृत्यु जरादुःखै र्विमुक्तोऽमृत मश्नुते ॥२०॥

دل کی آزادی حیات ابدی کے لئے ضروری ہے۔

(۲۰) جو انسان ان تین صفتوں پر جو جسم کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں حکومت کرتا ہے وہ پیدایش موت پیری اور بیماری سے نجات حاصل کر کے آب حیات نوش کرتا ہے۔



عارف اون صدمات کو جو جسم پر عاید ہوتے ہیں اپنی ذات سے متعلق خیال نہیں کرتا اسلیئے وہ علم و سرور کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا

अर्जुन उवाच

कैर्लिंगैस्त्रीन्गुणानेता नतीतो भवति प्रभो ॥

किमाचारः कथं चैतां स्त्रीन्गुणानतिवर्तते ॥२१॥

آزادی کی شناخت

(۲۱) اے صاحب جو شخص ان تین صفتوں سے آزاد ہے اوس کی کیا شناخت ہے اوس کا برتاؤ کیسا ہوتا ہے اور وہ کیونکر ان تین صفتوں پر حاوی ہو جاتا ہے۔

श्रीभगवानुवाच

प्रकाशं च प्रवृत्तिंच मोहमेव च पाण्डव ॥

नद्वेष्टि संप्रवृत्तानि ननिवृत्तानि कांक्षति ॥२२॥

شری بھگوان نے جواب دیا

ترک و اخذ کے خیال سے تعلق نہ رکھنا

(۲۲) جو انسان علم۔ شوق اور نادانی کی حالتوں کے طاری ہونے پر اون سے بچنا نہیں چاہتا اور اون کے موجود نہونے پر اون کے ہونیکی تمنا نہیں کرتا۔

یہ مسئلہ بہت باریک ہے اور بہت غور و فکر سے حل ہو سکتا ہے۔ عارف کے جسم میں اثر سہ گانہ ہوتے رہتے ہیں مگر استغراق ذات میں وہ اونکی موجود ہو جانے اور جاتے رہنے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا اون کا تماشہ دیکھتا ہے اور اپنی ذات پر اون کا اثر نہیں مانتا۔

उदासीन व दासीनो योगुणै र्न विचाल्यते ॥

गुणावर्त्तन्त इत्येव योवतिष्ठति नेंगते ॥२३॥

تغیرات کا اثر نہ ماننا

(۲۳) اور کسی شے کے ساتھ دل بستگی نہ رکھکر مفائی تغیرات کے اثر کو

قبول نہیں کرتا اور یہ جانکر کہ کُل حرکتیں صفات سے پیدا ہوتی ہیں سکون و قرار رکھتا ہی

समदुःखसुखः स्वस्थः समलोष्टाश्मकाञ्चनः ।।
तुल्यप्रियाप्रियो धीरस्तुल्य निंदात्म सस्तुतिः ।।२४।।

**مساویت کی تسلیم کا ہونا**

(۲۴) اور رنج و راحت میں مساوی اطمینان رکھتا ہے۔ لوہے پتھر اور سونے کو یکساں جانتا ہے بھلائی اور برائی کے پیش آنے پر یکساں مستقل رہتا ہے اور اپنی تعریف اور ہجو کو یکساں خیال کرتا ہے۔

मानापमानयोस्तुल्यस्तुल्यो मित्रारिपक्षयोः ।।
सर्वारंभ परित्यागी गुणातीतः स उच्यते ।।२५।।

**افعال سے بے تعلقی**

(۲۵) اور جس کے نزدیک عزت اور اہانت دوست اور دشمن مساوی ہیں اور جس کو سب فعلوں سے آزادی حاصل ہے اوس کو صفاتی تعلقات سے آزاد کہنا چاہیے۔

جو شخص صفتوں کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اوس کی حالت کا بیان اوپر کے چار منتروں میں شناخت کیواسطے ہوا ہی۔

मां च योऽव्यभिचारेण भक्तियोगेन सेवते ।।
स गुणान्समतीत्यैतान्ब्रह्म भूयाय कल्पते ।।२६।।

**عشق حقیقی سے حاصل ہوتی ہی**

(۲۶) جو بشر عشق حقیقی کے وسیلہ سے میرا طالب ہوتا ہے وہ اِن صفات پر عبور پاکر واجب الوجود میں وصل ہوتا ہے۔

صفت سہ گانہ سے بریت عشق حقیقی کے پیدا ہونے پر حاصل ہوتی ہے۔

ब्रह्मणो हि प्रतिष्ठाऽहममृतस्याव्ययस्य च ।।
शाश्वतस्य च धर्मस्य सुखस्यैकांतिकस्य च ।।२७।।

**ذات میں محویت عشق حقیقی ہے۔**

(۲۷) کیونکہ میں اوس واجب الوجود کا ظہور ہوں جو لافانی اور بیزوال



ہے اور عین راستی اور آرام خالص کا مخزن ہے۔

کرشن بھگوان کی ذات لافانی اور مصدر علم و سرور ہے اور اوس کا عشق عشق حقیقی ہے

इतिश्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां
योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे गुणत्रयविभाग
योगोनाम चतुर्दशोऽध्यायः ।।१४।।

شری بھگوان گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی چودہویں ادہیا موسوم بہ تقسیم صفات سہ گانہ ختم ہوئی

## چودہویں ادہیا کا خلاصہ

تیرہویں ادہیا میں جسم اور جان کی تشریح ہو چکی ہے اِس ادہیا میں اوس تعلق کا بیان ہوا ہے جو جسم اور جان کے درمیان واقع ہے اور اِس تعلق سے لوازمات صفات کا جو اثر ذات پر پڑتا ہے ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ذات باوجود اوس صفاتی تعلق کے موجود ہونے کے اوسکے اثر کو قبول نہیں کرتی اور جو عقل اِس اثر کو حواس کی شہادت سے تسلیم کرتی ہے وہ ناقص اور محدود ہے ذات محیط بے زوال پاک اور صفات سے برتر ہی اور جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ سب صفات میں شامل ہے چونکہ جان ذات کا جلوہ ہے اور جسم صفات کا کرشمہ ہے پس جان ہمیشہ جسمانی قیود سے آزاد ہے اور ایک حالت پر قایم ہے جبکہ جان جسم میں مقید اور محدود نہیں ہے اور پیدایش و فنا کے حیطہ سے باہر ہے تو پھر عوام کے خیالات جو اوس کے پیدا ہونے اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکے نسبت ہیں وہ واقعات پر مبنی نہیں ہیں اور علم حقیقت سے اونکی ناواقفیت ظاہر کرتے ہیں بعض متقدمین

نے اپنی تصریحات میں آواگون یعنی تناسخ کے مسئلہ کو ناسمجھوں کے بدافعالی سے بچانے کے لئے بیم ورجا کے پیرایہ میں بیان کیا ہے مگر اہل دانش اِس کو بیم ورجا کے کلام سے زیادہ وقعت نہیں دیتے آجکل آواگون کے معنی عام طور پر یہ لئے جاتے ہیں کہ جان ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے قالب میں پیدا ہوتی ہے اور جسم سابق کے فعلوں کا نتیجہ وہاں پاتی ہے مگر اس خیال کے ثبوت میں کوئی کافی دلیل نہیں دیجاتی ہے اور جو دلائل پیش کیجاتی ہیں وہ غور و فکر کرنے پر پایہ ثبوت سے گرجاتی ہیں۔ منتر ۱۴ و ۱۵ کے معنی بہت دقیق ہیں اور اون کے سمجھنے کے واسطے علم حقیقت سے کافی واقفیت درکار ہے اسلئے جو لوگ بیم ورجا کے پابند ہیں وہ دفعتاً اِن منتروں کے اصلی مطلب کو تسلیم نہیں کرسکتے۔ جو معنی وید کے ضمیر اور عارفوں کے کلمات کے موافق حل ہوئے ہیں اور معقولات کے بھی خلاف نہیں ہیں بالتصریح ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

تناسخ ایک تسلسل کی صورت ہے جو پرکرتی یعنی صفات کے چرخ میں واقع ہے صفات کی تین قسمیں ہیں جنہیں ست رج اور تم کہتے ہیں یہ تینوں اِس چرخ میں اپنا اپنا فعل کرتی ہیں اور کل عالم ان کی کشش میں بندھا ہوا ہے چنانچہ ہر ایک صفت اپنا فعل کرتی ہے یعنی اپنی قوت کو پھیلا کر پھر کسیوقت کھینچ لیتی ہے اور اِس تسلسل کو قایم رکھتی ہے۔ ستوگن کے طبقہ کو اعلیٰ اور رجوگن کے طبقہ کو اوسط اور تموگن کے طبقہ کو ادنیٰ مانا ہے۔ اعلیٰ۔ اوسط اور ادنیٰ کا قرب و بعد سے تعلق نہیں ہے وہ بسبب عقل سے تمیز کئے جاتے ہیں۔ چونکہ ستوگن علم و سرور کا مبدا ہے اِس کیفیت قلبی کو عارفوں نے تسلیم کیا ہے رجوگن کی حالت میں تعلقات کی پابندی ہوتی ہے لہذا وہ متوسط کہلاتا ہے تموگن جہل اور بیدانشی کا مخزن ہے اور انسان کے دل کو پستی میں گراتا ہے اِسوجہ سے وہ ادنیٰ مانا گیا ہے جس صفت کے غلبہ کے وقت کسی جاندار کے حیات اور جسم کا خاتمہ ہوتا ہے اوس وقت اوسکی جو کچھ حالت ہوتی ہے وہ صفات کے چرخ کے اوس طبقہ میں جس سے کہ اوس کو نمود ہوا ہے جذب ہوجاتی ہے اور پیدا ہونے والے وجودوں میں آشکارا ہو کر پیدایش و فنا کا سلسلہ جاری رکھتی ہے جب تک انسان اپنی ہستی کو ان صفات سہ گانہ میں محدود اور مشمول خیال کرتا ہے تب تک اوس کا علم صفات کے چرخ



میں گردش کرتا رہتا ہے۔ جسوقت علم حقیقت آشکارا ہوتا ہے۔ اور عالم کے واقعی صورت پیش نظر ہوجاتی ہے اوس وقت وہ ذات کو صفات سے جُدا جان کر ذات میں وصل ہوجاتا ہے اِسکے بعد جیسے بھنے ہوئے چنے سے پھر چنے کی پیدایش نہیں ہوتی اوس کا علم ہستی یعنی پندار دوبارہ پیدا نہیں ہوتا۔

تناسخ تولید کی شکل میں واقع ہوتا ہے اور تولید دو قسم کی ہے جسمی اور علمی جسمی تولید کا مادی اشیا اور حواس کی قوتوں کے ساتھ تعلق ہے جن کا ظہور تموگن اور رجوگن کے غلبہ سے ہوتا ہے علمی تولید کا اشارہ عقل وغیرہ اُن لطیف قوتوں پر ہے جو ستوگن کے غلبہ میں نمود پاتی ہیں۔ اِن دونوں قسم کی تولید کا الحاق کرم یعنی افعال کے ساتھ ہوتا ہے یعنی باپ کے فعلوں سے بیٹے اور پوتے کی نسل پر اثر پڑتا ہے انہیں کو پرالبدھ سنچت اور کریہ مان کہتے ہیں۔ پرالبدھ کرم نسل گذشتہ کے فعلوں کا نام ہے جن سے سنچت کرم یعنی نسل موجودہ کے افعال بنے ہیں کریہ مان کرم اون فعلوں کو کہتے ہیں جو نسل موجودہ کے فعلوں سے زمانۂ مستقبل کی پیدا ہونے والی نسلوں میں ظاہر ہونگے (دیکھو تیتریہ اپنشد) اگرچہ فعلوں کی تین قسمیں بیان کیگئی ہیں لیکن فعل کی اصلیت ایک ہی ہے یعنی ماضی حال اور مستقبل کی نظر سے اون کو سہ گانہ کہا ہے تمام عالم اِن تین صفتوں کے تانے بانے سے بنا ہوا ہے اور مجموعی طور پر نظام پا رہا ہے یعنی یہ صفتیں اختلاط باہمی سے رنگا رنگ کی صورتیں پیدا کرتی ہیں اور ستوگن کی افزونی سے انسان کا وجود بناتی ہیں جس میں وہ اپنی ہستی کو محدود خیال کرکے بیم ورجا کی قید میں آجاتا ہے۔ فی الحقیقت ایک قوت (پرکرتی) جسے جو کچھ چاہو کہو کل اجسام میں محرک ہے اور اوس کی کشش سے کل افعال بحالت جبر ہر ایک بشر سے ظہور پاتے ہیں جبکہ یہ قوت ذات واحد و بے نام و نشان کا جلوہ ہے اور وہ ذات پاک اوس کے ہر ذرہ میں محیط ہے تو پھر وہ آواگون جسے عام لوگ درست سمجھے ہوئے ہیں کس کو اور کیونکر ہو سکتا ہے اِس خیال کے پیدا ہونیکا سبب اگیان یعنی نادانی ہے۔ گیان یعنی علم حقیقت کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ ذات یگانہ خود ناظر و منظور بنکر صفات کے پردہ میں عالم کی سیر کر رہی ہے۔

## پندرہویں ادہیا پرشوتم یوگ (منتر ۲۰)

### श्रीभगवानुवाच

ऊर्ध्वमुल मधः शारवमश्वत्थं प्राहुर व्ययम् ॥
छन्दांसि यस्य पर्णानि यस्तं वेद सवेद वित्त॥१॥
अधश्चोर्ध्वप्रसृतास्तस्य शारवागुण प्रवृद्धा विषय प्रवालाः ॥
अधश्च मूलान्यनु संततानि कर्मानु बंधीनि मनुष्यलोके ॥२॥

مایا روپی برکش یعنی علم صفات کا درخت

شری بھگوان نے فرمایا (۱) (عارفوں نے علم اشراق سے) ایک بے زوال درخت کا ہونا بیان کیا ہے جس کی اوپر جڑ ہے اور نیچے شاخیں ہیں اور جس کے پتے وید ہیں اور جس کا جاننے والا (ہر چہار) وید کا عالم مانا گیا ہے۔

(۲) اوس کی شاخیں جو صفات (کی تنہ) سے پھوٹی ہیں اور جن میں محسوسات کے شگوفہ لگے ہوئے ہیں اوپر اور نیچے پھیلی ہوئی ہیں اور اوس کی جڑیں جو کہ اِنسانوں سے افعال کے صادر ہونیکا سبب ہیں نیچے کی طرف لٹکی ہوئی ہیں۔

یجُروید کی تیترے اوپنشد اور اتھرون وید کی کٹھولی اُپنشد میں مضمون بالا مفصل طور پر درج ہے اور تفسیر لکھنے والوں نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق اوس کے مختلف معنی بیان کئے ہیں اوپنشدوں کے مطالعہ سے کامل طور ثابت ہے کہ اِس درخت کا اشارہ جسم کے پردہ میں ایشور یعنی جان کے نزول پر ہے جسکو عارفوں نے بذریعہ اشراق اپنے بطوں میں تحقیق کیا ہے اور جس سے عالم ظاہری کا شہود ہوا ہے اوس کی جڑ پر کرتی یعنی حرکت ابتدائی ہے جو اِنسان کے دماغ میں پیدا ہو کر علمی قوتوں اور حواس کو روشنی دیتی ہے اور افعال جسمانی کراتی ہے اوس کا تنہ صفات سہ گانہ ہیں جنکو ست رَج اور تم کہتے ہیں اور جن کی تشریح چودہویں ادہیا میں ہو چکی ہے اوسکی شاخیں چاروں



قوت ہائے مدرکہ اور حواس خمسہ ہیں جن کے وسیلہ سے اِنسان اِس عالم میں اطراف و جوانب کی موجودات کو تمیز کرتا ہے۔ اوس کے شگوفہ محسوسات ہیں جنہیں خلا۔ ہوا۔ آگ۔ پانی اور خاک کہتے ہیں۔ اور پتوں سے وہ علوم مُراد ہے۔ جو کہ ذات اِنسان سے پیدا ہوئے ہیں۔ وید کے اصلی معنی اوس علم کے ہیں جو سینہ انسان میں ازل سے چلا آیا ہے اور جو علم کتاب اور سفینہ میں موجود ہے وہ بھی کسی زمانہ میں علم سینہ سے کلام بنکر قلمبند ہوا ہے اور ازلی نہیں کہا جا سکتا کلمہ چار حرکتوں کی ترکیب سے بنتا ہے جن کو زبان سنسکرت میں پرا۔ پشینتی۔ مدہمان اور بیکھری کہتے ہیں اون میں سے اول حرکت اہنکار یعنی قوت حافظہ کا فعل ہے دوسری حرکت چت یعنی قوت متخیلہ سے پیدا ہوتی ہے اور تیسری حرکت بدھ یعنی قوت ممیزہ سے اور چوتھی حرکت من یعنی قوت مدرکہ سے اِن چاروں کی ترکیب سے کلمات بنکر گفت و شنود میں اِستعمال کئے جاتے ہیں اور دستور پر مطالب دینوی حاصل ہوتے ہیں وہی کلمات حیطہ تحریر میں آکر متقدمین کے خیالات کو متاخرین پر ظاہر کرتے ہیں بالفاظ دیگر یہ درخت حضرت اِنسان کی مجموعی کیفیت ہے جو شغل (اجپا جاپ) کے کرنے کے بعد اشراق کیحالت میں واقعی نظر آتی ہے۔ اور عام طور پر بھی انسان اوس درخت کی صورت رکھتا ہے جس کی جڑ یعنی دماغ اوپر کی طرف ہے اور حواس اور ہاتھ پانوں وغیرہ بمنزلہ شاخوں کے نیچے کی طرف پھیلے ہیں۔

جسم اِنسان میں جان کے نزول کو عارفان گذشتہ نے بغرض اختصار اونکار کے اِسم اعظم سے تعبیر کیا ہے اور تحریر میں بھی ॐ کی شکل مانند اوس درخت کے ہوتی ہے جس کی جڑ اوپر اور شاخیں نیچے کی طرف پھیلی ہوئی ہیں اونکار کی عظمت پرنو وغیرہ بہت سے اُپنشدوں میں تشریح کے ساتھہ بیان کی گئی ہے لہذا اوس کا مفصل بیان کرنا اِس مقام پر طوالت سمجھا جاتا ہے یہ درخت قدیم ہے مگر ہمیشہ رنگ برنگ کی شاخ اور شگوفہ پیدا کرتا رہتا ہے اور تغیر اور تبدل کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔

چونکہ کل علوم اِسی درخت سے پھوٹے ہیں اِسلئے جو بشر اِس درخت سے واقف ہو جاتا ہے وہ

کل علوں پر عبور حاصل کرتا ہے۔ گوشائیں ولی رام جی نے اپنی قوّت اشراقیہ سے اِس درخت کے بیان کو زبان فارسی میں یوں منظوم کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| شُد یک درخت ظاہر و باطن و بے نمود | باطن درخت یا شجر و ظاہرش ثمر |
| صد جلوہ یار میکند از شش جہت ترا | اے بے خبر زیار مگر نیستت خبر |
| چشمت اگر بود بکشا در نگاہ باش | درہا کشادہ اند برائے تو بے خبر |
| از تو در نیست جانب عشرت گہ نگاہ | از خویش درگذر و دروں خویش درنگر |

नरूपमस्येह तथोपलभ्यते नांतोन चादिर्न च संप्रतिष्ठा॥
अश्वत्थमेनं सुविरूढ़ मूल मसंग शस्त्रेण दृढ़ेन छित्त्वा॥३॥
ततः पदं तत्परि मार्ग तव्यं यस्मिन्गता ननिवर्त्तति भूयः॥
तमेव चाद्यं पुरुषं प्रपद्ये यतः प्रवृत्तिः प्रसृता पुराणी॥४॥

ایضاً

(۳) اِس عالم میں اوس کی شکل نظر نہیں آتی اور اوس کا آغاز انجام اور مقام معلوم نہیں ہوتا۔ (انسان کو لازم ہے) کہ وہ اِس درخت کو جس کی جڑ نہایت سخت ہے تجرید کی مضبوط تلوار سے کاٹ کر

(۴) اوس مقام کو تلاش کرے جہاں پہونچکر بازگشت نہیں ہوتی اور اوس ذات بے ہدایت کو پاوے جس کے باعث اِس عالم کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے۔

اِنسان اپنے بطون میں حرکت ابتدائی کے اون لطیف فعلوں کو جو جان سے سرزد ہوتے ہیں چشم ظاہری سے نہیں دیکھ سکتا اور اون کی ابتدا اِنتہا اور خاص مقام تا نہیں سکتا بطون وہ خزانہ معنی ہے جس کو عارفان ہند نے سمان وایو کہا ہے اوس میں ایک قسم کی کشش موجود ہے جو نفس کی بالا و پائیں دو حرکتیں پیدا کرتی ہے اون میں سے ہر ایک حرکت میں ست رج اور تم کی تین صفتیں نمایاں ہوتی ہیں جس جگہ سے حرکت نفس کی شروع ہوتی ہے وہ ست کا مقام ہے حرکت کی ابتدا کو رج اور خاتمہ کو تم کہتے ہیں اِن تینوں صفتوں کی جڑ وہ کشش



ہے اور اوسیکو بالفاظ دیگر حرکت ابتدائی بیان کیا ہے۔ اِن دونوں حرکتوں کے اعتدال سے اِنسان کی حیات قایم ہے اور حواس علمی و افعالی اپنا اپنا فعل کرتے ہیں اِسطور پر جان کا نزول لطافت سے کثافت کی طرف ہوتا ہے شاغل کو چاہئے کہ وہ اپنی ہستی کے علم کو اوس حرکت ابتدائی سے جس کے سلسلہ میں دیگر حرکات لطیف کے پیدا ہونے پر عالم نمایاں ہو جاتا ہے جذبہ معرفت کی مدد سے جُدا سمجھ لیوے اور منزل لامکان و بے نشان کو اپنا مسکن بناوے دانسگ شستر یعنی تیغ تجرید کی تشریح اتھرون وید کے چہورکا اوپنشد میں دیکھو)

| | |
|---|---|
| گر ایں نُہ داسے عنصری از تیغ عرفانی جُری | قند حقیقت میخوری بر خود مبیں در خود ببیں |
| شمشیر عرفاں صاف کُن قطع ہمہ اوصاف کُن | رو با حقیقت باف کُن بر خود مبیں در خود ببیں |
| از خود گذر در خود نگر بیخود و بخود شو باخبر | زین ہر دو بالا کُن نظر بر خود مبیں در خود ببیں |
| از خود اگر یکسو شوی بیخود سراپا او شوی | از سوئے خود بے سو شوی بر خود مبیں در خود ببیں |
| جویائے خود در خود خود او خود جلوہ ہائے او برآد | حرف نمود ما و تو بر خود مبیں در خود ببیں |
| او در نشاں بس بے نشاں او بے نشاں در ہر نشاں | بل برتر از وہم و گماں بر خود مبیں در خود ببیں |

निर्मांण मोहा जित संग दोषा अध्यात्म नित्या विनिवृत्तकामाः॥
द्वंद्वै विमुक्ताः सुख दुःख संज्ञै र्गच्छंत्य मूढा पदमव्ययं तत्॥५॥

مقام محویت پر پہونچنے کا طریقہ

(۵) دانشمند پندار اور نادانی سے بری ہو کر دِل پر فتح پا کر اپنی ذات میں ہمیشہ محو رہ کر خواہشات سے کنارہ کرکے اور رنج و راحت دونوں سے تعلق نہ رکھکر اوس بے زوال مقام پر پہونچتے ہیں۔

دریائے قدرت کا بہاؤ حواس اور عالم ظاہری کی طرف جاری ہے اور اوس سے پندار نادانی خواہشات رنج اور راحت کی لہریں اور بُلبلے ہر انسان کے دِل میں اوٹھ رہے ہیں شاغل کو چاہئے کہ وہ اپنی علم ہستی کی کشتی کو اوس تلاطم سے بچاتا ہوا دریائے قدرت کے بہاؤ پر چڑھا لیجاوے اور معرفت کے کنارے پر پہونچے دریائے قدرت کے عبور کرنے کا طریقہ

اِس منتر میں کھول دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ شاغل حرکت ابتدائی سے اپنی ذات کو برتر اور پاک جاننے کی یعنی انانیت کے خیال کو روکنے کی مزاولت کرتا رہے کہ اِس مزاولت سے ہشیاری پیدا ہوتی ہے خواہش جاتی رہتی ہے دل پر فتح حاصل ہوتی ہے اور رنج و راحت مساوی ہو جاتا ہے اور سرورِ ابدی نصیب ہوتا ہے۔

از خود بگذر کہ ہر دو عالم — در تست نہاں چو قطرہ در یم
خود را ہمگی بخویشتن دہ — ایں دادن و ایں دہ از ہمہ بہ
جز و سر خود ز خود بدر کن — از صافی و از کدر گذر کن
از موت و حیات شو کنارہ — کافی ست ولی ہمیں اشارہ

ननतद्भासयते सूर्यो नश शांकोन पावकः ॥
यद्गत्वा ननिवर्त्तन्ते तद्धाम परमं ममः ॥ ६ ॥

مقام محویت کا نشان (۶) جہاں سورج - چاند اور آگ کی روشنی کا دخل نہیں ہے اور جہاں پہونچکر بازگشت نہیں ہوتی ہے وہ اعلیٰ مقام میرا ہے۔

ذات بے نشان کا جلوہ بطون میں مشاہدہ کیا جاتا ہے جہاں پر سورج چاند اور آگ کی روشنی نہیں پہونچتی ہے اور ذات پاک کا نور چمکتا ہے سورج - چاند اور آگ کی روشنی تو مادّی ہے اور حواس کے ذریعہ سے تمیز کیجاتی ہے نُورِ ذات غیر مادّی ہے اور وہ علم اشراق کی صورت رکھتا ہے چونکہ اوس کا مقام حواس اور محسوسات کے حیطہ سے برتر ہے لہذا اوسکو اعلیٰ بیان کیا ہے ذات پاک وہاں سے کلُ عالم کو ظہور دیتی ہے۔

نظم

ز خلوت چوں بصحرا زد علم را — منوّر ساختہ لوح و قلم را
صفات از ذات و ذات از وصف ظاہر — بجز ذاتش بذاتش نیست ماہر
جہاں و جسم و جاں مرآت ذاتش — چہ باشد جسم و جاں عکسِ صفاتش
زباطن ظاہرش چوں گل شگفتہ — زہے پیدا بہ پیدائی نہفتہ



زباطن ظاہرش چوں سر کشیدہ — لباس ظاہری در بر کشیدہ
من و ما را نمود از بود او شد — دو عالم را وجود از جود او شد
دو عالم چیست عکس نور رویش — زعکس او پدید ایں ہائے ہویش
ہمہ حق است و حق از حق ہویدا — بجز حق ذرّہ خود نیست پیدا

ममैवांशो जीवलोके जीवभूतः सनातनः ॥
मनः षष्ठा नीन्द्रियाणि प्रकृतिस्थानि कर्षति ॥ ७ ॥

مقام محویت سو جان کا شہود (۷) میری غیر فانی طاقت جانداروں کی جان بنکر دل اور حواس خمسہ کو جن کا قدرت سے ظہور ہوتا ہے کشش کرتی ہے۔

تن زندہ ز روح و روح از حق زندہ — زاں روست پدید صاحبی در بندہ
کاریست ترا معرفت نفس خودت — بیکار نشستہ چو نقش کندہ

لفظ آنش جس کا ترجمہ یہاں پر طاقت کیا گیا ہے لغوی معنی جزو کے رکھتا ہے مگر اوس کا اطلاق صرف مادی اشیاء پر مثل خاک و آب و آتش کے ہو سکتا ہے جن کے ذرہ ایک دوسرے سے جُدا ہو جانے ممکن ہیں نور ذات بوجہ غیر مادّی اور لطیف ہونے کے منقسم نہیں ہو سکتا ہے لیکن اگیان یعنی نادانی کے باعث اجسام میں منقسم معلوم ہوتا ہے - جب ہم دیکھتے ہیں کہ خلا کسی مادّی اشیاء کے ذریعہ سے بوجہ لطیف ہونے کے تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے اور اوس کا اثر مطلق قبول نہیں کرتا ہے تو پھر وہ طاقت جسکو جان کہتے ہیں بوجہ لطیف تر ہونے کے کیونکر جزو کی صورت اختیار کر سکتی ہے جیو لوک کا لفظ جو اِس منتر میں اِستعمال کیا گیا ہے اوس کا کلُ حیوانات کے مادّہ حیات پر اشارہ ہے جو اِس عالم میں زندہ اور متحرک ہیں اون میں سے کسی جاندار کی حیات و ممات سے کوئی تغیر اوس طاقت حیّ میں واقع نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ قایم اور موجود ہے اور ذات بے نشان کا نور ہے (دیکھو ساتویں ادہیا کا پانچواں منتر اور تیرہویں ادہیا کے ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ منتر)

**शरीरं यदवाप्नोति यच्चाप्युत क्रामतीश्वरः ।।**

**गृहीत्वै तानि संयाति वायु गंधानिवाशयात् ।। ८ ।।**

جان کا نزول جسم میں

(٨) جب جان نزول کر کے جسم کو قبول کرتی ہے تب وہ جیسے ہوا بو کو اوڑا لیجاتی ہے اپنے مقام سے اُن کو ساتھ لیجاتی ہے۔

جان کا جسم میں نزول قاعدہ ازلی ہے اور نزول کی صورت یہ ہے کہ ابتدا میں ہر نیہ گربھہ یعنی مادہ لطیف کے خزانہ سے جو کل عالم میں محیط ہے ایک خواہش اِنسان میں پیدا ہوتی ہے اور وہ تولید نسل کا سبب ہے اور اوس کے فعل سے لطیف مادہ کثیف ہو کر نطفہ کی شکل اختیار کرتا ہے اور پشت پدر سے شکم مادر میں جاتا ہے اوس وقت وہ اون پانچ حواس اور دل کو جن کا ذکر اگلے منتر میں ہوگا اپنے اندر لیجاتا ہے۔ جیسے بیج میں تنہ۔ شاخ۔ پتہ۔ پھول۔ پھل وغیرہ اور انڈے میں پر و بازو و دیگر اعضاء جسمانی بصورت اختصار موجود ہوتے ہیں اُسی طرح نطفہ میں تمام حواس اور اعضائے جسمانی نا مکمل طور پر مشمول رہتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| در باطن دانہ شجر و بر دیدم | خود عین طلا صورت زیور دیدم |
| ایں کثرت عالم است در وحدت حق | چوں مرغ درون بیضہ مضمر دیدم |

آیتریہ اُپنشد میں اِنسان کی تولید کا بیان ہے اور اوس کا ترجمہ منشی کنھیا لال الکھ دھاری نے کیا ہے چونکہ اوس مضمون کا تعلق اس منتر کے مضمون سے ہے لہذا وہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"نطفہ پشت پدر میں ہوتا ہے اور وہ خلاصہ اجزاء پدر کا ہوتا ہے اوس کی حفاظت باپ کرتا ہے جب ماں کے شکم میں مخلوط ہوتا ہے جو ہر اجزاء بدن پدر کا تولد اول کہلاتا ہے (اور ماں کے جیسے عضو جسم کے بنے تھے ہوتا ہے) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نطفہ کی صورت بنکر شکم میں عورت کے آتا ہے اور حمل کی مدت میں جورو خاوند کی محافظ رہتی ہے اور شوہر اسوجہ سے کہ جو ہر یک دگر سے وہ حمل ہوتا ہے الفت اور حفاظت کرتا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے سمجھنا



چاہیئے کہ شوہر خود بمرتبہ ثانی تولد ہوتا ہے"۔

**श्रोत्रं चक्षुः स्पर्शनंच रसनं घ्राण मेवच ।।**

**अधिष्ठाय मनश्चायं विषयानुप सेवते ।। ९ ।।**

ایضاً

(٩) وہ (جان) کان[1]۔ آنکھہ[2]۔ پوست[3]۔ زبان[4]۔ ناک[5] اور دل کے وسیلہ سے محسوسات کو ادراک کرتی ہے۔

نطفہ زمانہ حمل میں بالیدگی پاکر اور بچہ کی صورت اختیار کر کے شکم مادر سے باہر آتا ہے تب وہ دل اور حواس کے ذریعہ سے موجودات بیرونی کو تمیز کرتا ہے اور اُس کی عقل عمر کے ساتھہ ترقی پاتی جاتی ہے۔

**उत्क्रामंतं स्थितं वापि भुंजानं वा गुणान्वितम् ।।**

**विमूढा नानु पश्यंति पश्यंति ज्ञान चक्षुषः ।। १० ।।**

اشراق وسیلہ ادراک جان ہی

(١٠) کم فہم اوس کی نزول[1]۔ قیام[2]۔ حس و حرکت[3] اور نیک و بد صفت[4] میں پابند ہونے کو نہیں دیکھہ سکتے البتہ وہ لوگ جو چشم معرفت رکھتے ہیں دیکھتے ہیں۔

خواہش[1] کا پیدا ہونا اور نطفہ بنکر شکم مادر میں پہونچنا نزول کی صورت ہے۔ مدت[2] حمل تک شکم مادر میں رہکر بالیدگی پانے کا اِشارہ قیام پر ہے۔ بعد ولادت[3] بچہ کے ہوش اور حواس کا ترقی پانے کا وقت جس میں اوسکو نیک و بد کا علم پیدا نہیں ہوتا حس و حرکت کا زمانہ کہلاتا ہے جب[4] بچہ کو نیک و بد کا تمیز عمر کے بڑھنے پر حاصل ہوتا ہے اور وہ نیک و بد صفتوں کو اپنے سے منسوب کرتا ہے اور اون کا اثر اپنے اوپر مانتا ہے اوسیکو پابندی صفات کا زمانہ کہتے ہیں

غرضکہ جان اِن چاروں حالتوں میں نزول کر کے اپنی اصلیت کو بھول جاتی ہے اور اپنی ہستی کو مقید خیال کرتی ہے مگر جس وقت جہل کی تاریکی رفع ہوتی ہے اوس وقت وہ اپنے آپ کو پاک اور اس نزول کی کیفیت کو اپنا بازیچہ جانتی ہے۔

यतंतो योगिन श्चैनं पश्यंत्यात्मन्य वस्थितम् ॥
यतंतो ऽप्य कृतात्मानो नैनं पश्यंत चेतसः ॥११॥

خود شناسی میں کوشش کرنے سے اشراق حاصل ہوتا ہے

(۱۱) شاغل (علم خود شناسی میں) کوشش کرنے والے اِسکو اپنے اندر مقیم دیکھتے ہیں غافل جنکے باطن پر نظر نہیں ہے کوشش کرنے پر بھی اِسے نہیں دیکھ سکتے۔

دیدار ذات صرف کوشش پر منحصر نہیں ہے بلکہ اوس کے واسطے بطون پر نظر ہونی بھی ضروری ہے پس جو لوگ ذات کی تلاش عالم کی طرف کرتے ہیں وہ باوجود کوشش ناکام رہتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| راست بین از نظر راست بمقصود رسید | احوال از چشم دو بین در طمع خام فتاد |

यदा दित्य गतं तेजो जगद्भासयते ऽखिलम् ॥
यच्चन्द्रमसि यच्चाग्नौ तत्तेजो विद्धिमामकम् ॥१२॥

اشراق کی حالت

(۱۲) جو آفتاب کا جلال عالم کو روشنی بخشتا ہے اور جو چاند اور آگ میں موجود ہے اوسکو میرا جلال سمجھ۔

شاغل بطون میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس طور پر جان زندہ اجسام میں علم اور حواس کو روشنی دیتی ہے اوسی طرح وہ آفتاب ماہتاب اور آگ کو روشنی بخشتی ہے۔

गामाविश्यच भूतानि धारयाम्यहमो जसा ॥
पुष्णामि चौषधीः सर्वाः सोमो भूत्वारसात्मकः ॥१३॥

جمادات اور نباتات کی پیدایش۔

(۱۳) میں زمین میں دخل کر کے جمادات کو سہارا رہا ہوں اور مادّہ بارِدہ بنکر نباتات کو بالیدگی دیتا ہوں۔

جان زمین میں تصرّف کر کے مادّہ حارّہ کے غلبہ سے جمادات و معدنیات کو پیدا کرتی ہے زمین کی شکل انڈے کے مانند ہے اور انڈے میں جیسے اوپر چھلکہ اور اندر غدود ہوتا ہے اوسی طرح زمین کا بالائی طبقہ مثل چھلکہ کے ہے اور اوس کے اندر مادّہ رقیق موجود ہے اِس مادّہ کی حرارت





سے جو زمین کے بالائی طبق کی طرف آتی ہے اور آفتاب کی طپش سے جو اوس کے اوپر پڑتی ہے اوس میں جواہرات دھات اور پتھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔
اِنکی پیدایش کا طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پزاوہ میں کچی مٹی کو پکا کر اینٹیں اور ظروف بنانے کا ہے مادّہ بارِدہ کے غلبہ سے سطح زمین پر نباتات کا نشو ونما ہوتا ہے۔

अहं वैश्वानरो भूत्वा प्राणिनां देहमाश्रितः ॥
प्राणापान समायुक्तः पचाम्यन्नं चतुर्विधम् ॥१४॥

حیوانات کا ظہور

(۱۴) میں حرارت غریزی بنکر حیوانات کے جسم میں مقیم ہوں اور بالا اور پایئں انفاس کی ترکیب سے چاروں قسم کی غذا کو ہضم کرتا ہوں۔

حرارت غریزی حرارت اور برودت کے اعتدال سے بنتی ہے اور وہ غذا کو ہضم کر کے حیات کو قایم رکھتی ہے اون میں سے حرارت کی پیدایش اپان سے ہوتی ہے اور برودت کی پیدایش پران سے۔ اپان اوس قوت کا نام ہے جو اندر سے سانس کو باہر کی طرف اوچھالتی ہے اور جسکے فعل کے ختم ہوتے ہی پران کا فعل شروع ہوجاتا ہے یعنی سانس کی کشش اندر کی طرف ہونے لگتی ہے۔

सर्वस्य चाहं हृदि संनिविष्टो मत्तः स्मृतिर्ज्ञान मपोहनंच ॥
वेदैश्च सर्वै रहमेव वेद्यो वेदान्त कृद्वेदवि देव चाहम् ॥१५॥

انسان کا وجود

(۱۵) میں سب کے دل میں مقیم ہوں اور حافظہ تمیز اور سہو کا مخزن ہوں کل ویدوں کے ذریعہ سے میرا ہی جاننا مقصود ہے میں علم توحید کا مصنّف اور ویدوں کا عالم ہوں

جان کل جسموں میں عالم- علم اور معلوم بنکر جلوہ گر ہوتی ہے اور تمیز حافظہ اور سہو کو ست رج اور تم اِن تین صفتوں سے نمود دیتی ہے سب ویدوں کا مقصد جان کا پہچاننا ہے اور جان سے کل وید پیدا ہوئے ہیں اور جان ہی اون کا علم رکھتی ہے۔

| | |
|---|---|
| یک سر بصد سینہ یک رو بصد آئینہ | یک شاہ بصد کشور یک ماہ بصد ایوان |

द्वाविमौ पुरुषौ लोके क्षरश्चाक्षर एवच ॥
क्षरः सर्वाणि भूतानि कूटस्थोऽक्षर उच्यते ॥१६॥

**ذات وصفات کی تعریف**

(۱۶) عالم میں دو قسم کی ہستی ہے حادث اور قدیم کلُ موجودات حادث مانی گئی ہے اور جو ہستی تغیر و تبدل سے بری رہتی ہے وہ قدیم کہلاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| اصلِ تو دِگر باشد و فرعِ تو دِگر | مطلق اصل است و فرع از رنگ و صوَر |
| تشریع تو بہ اصل نست ہست و قایم | بر صفحۂ کاغذ است نقش مستر |

جو کچھ حواس اور عقل کے ذریعہ سے تمیز ہوتا ہے اور تغیر و تبدل اختیار کرتا رہتا ہے وہ سب حادث اور فانی ہے جس ہستی پر فنا اور تبدّل کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور جس کی حقیقت صرف اشراق کی حالت میں دریافت کی جاتی ہے اوسے قدیم او رباقی کہتے ہیں۔ ہر شے میں یہ دونوں مشمول ہیں پس کوئی ذرہ اون سے خالی نہیں ہے دو شے کا ایک جگہہ ہونا عقل سے محال معلوم ہوتا ہے مگر مشاہدہ بطون سے یہ عقدہ کھل جاتا ہے۔

उत्तमः पुरुषस्त्वन्यः परमात्मेत्युदाहृतः ॥
योलोकत्रय माविश्य बिभर्त्यव्यय ईश्वरः ॥१७॥

**ہستی بحت کا نشان**

(۱۷) جو ذات پاک اون (دونوں) سے برتر ہے اوسے ہستی بحت کہتے ہیں اور جو ہستی عالم سہ گانہ میں متصرّف ہو کر اوسے سہارتی ہے وہ غیر فانی جان ہی ہستی بحت کا علم انتہائے ادراک انسانی ہے اور اس ذات پاک کو عارفان ہند نے کیول برہم اور پرشوتم وغیرہ ناموں سے تعبیر کیا ہے جسوقت علم خالص رہجاتا ہے اور عالم اور معلوم دونوں محو ہو جاتے ہیں اوسوقت ہستی بحت کا کیف پیدا ہوتا ہے عالم علم اور معلوم کی تمیز کا ہونا ہی جان ہی اور وہ ہستی بحت کا جلوہ ہے۔

यस्मात्क्षर मतीतोऽह मक्षरा दपि चोत्तमः ॥
अतोऽस्मि लोके वेदेच प्रथितः पुरुषोत्तमः ॥१८॥





**ہستی بحت کی فضیلت**

(۱۸) چونکہ میں حدوث اور قدم سے برتر ہوں لہذا مجھے عوام الناس نے اور کتب علوم نے ذات بے نشان کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| از جسم و جان برترمنم برفرق جملہ عنصرم | در ملک وحدت داورم برخود مبین درخود بہین |

योमा मेवम संमूढो जानाति पुरुषोत्तमम् ॥
ससर्व विद्भजति मां सर्व भावेन भारत ॥१९॥

**عارف کی کیفیت**

(۱۹) اے ارجن جو دانشمند میرے اوس مقدّس ذات کو جانتا ہے وہ سب کچھہ جان لیتا ہے اور سب فعلوں کو کرتے ہوئے میری بندگی کرتا ہے۔

جب عارف ذات بے نشان کے نور کو بطون میں دریافت کرتا ہے تب وہ اوسی کا جلوہ ہر شے میں دیکھتا ہے اور اوس کے مشاہدہ میں مسرور رہتا ہے۔

इति गुह्यतमं शास्त्र मिद मुक्तं मयानघ ॥
एतद्बुद्ध्वा बुद्धिमान्स्यात् कृतकृत्यश्च भारत ॥२०॥

**عارف ہونے کے لئے نزول ذات کے اسرار کا جاننا ضروری ہے**

(۲۰) اے ارجن جو کوئی اوس نہایت دقیق فلسفہ کو جس کی میں اوپر تشریح کرچکا ہوں سمجھہ لیتا ہے وہ عالم عمل کی منزل سے پار ہو جاتا ہے

بطون کی جن کیفیتوں کا اِس ادہیا میں بیان ہوا ہے اونہیں کو اسرار غیب سمجھنا چاہئے جب انسان ان رموز کے معنی کو بخوبی حل کر لیتا ہے اور عارف ہو جاتا ہے تب وہ کسی قسم کی ریاضت اور عمل سے تعلق نہیں رکھتا ہے اور ذات بحت کے مشاہدہ میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے عارفان گذشتہ نے معرفت کی اِس منزل اعلیٰ کو سہج اور سہ کلپ و نروکلپ سمادہی اور نربان اوستھا اور نیز جیون اور بدیہہ مکت کے ناموں سے موسوم کیا ہے اور اوس کی سب منازل پر فضیلت مانی ہے عارف کامل گوسائیں دی رام جی نے اِس منزل کی کیفیت کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| | سادھون سہج سمادہ بھلی ہے<br>گورپرساد جادن سی لاگی نیک کبھوں ٹلی ہی | |

| | |
|---|---|
| آنکھ نہ موندوں کان نہ روندوں کوئی کشٹ نہ دھارا | اوگھڑے نین پہچانا ہنس ہنس سندر روپ نہارا |
| جیتا چلوں سوئی پر دکھنا جو کچھ کروں سو پوجا | گرہ اوُدیاں ایک سم جانا بھاؤ مٹایا دوجا |
| سن محل میں آن سمائے ملن باسنا تیاگی | سووت جاگت اوٹھت بیٹھت ایسی تاڑی لاگی |
| یہ ہی رہنی یہ ہی گہنی دلی پرگھٹ کھہ گائی | دوکھ سوکھ سے جو پرے پرم پد وہ پد ہی سکھ دائی |

سادھون سہج سمادہ بھلی ہے

इति श्रीमद्भगवद्गीतासु० पुरुषोत्तमयोगो-
नाम पञ्चदशोऽध्यायः ॥१५॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی پندرہویں
ادھیا موسوم بہ پرشوتم یوگ
ختم ہوئی

## پندرہویں ادھیا کا خلاصہ

| | |
|---|---|
| بدریا قطرہ چوں واصل شود دریاست در معنی | حباب و موج ہم آب اند بشگاف این معما را |

یہ وہی معما ہے جس کے حل کرنے کی کوشش میں تمام وید اور علوم پیدا ہوئے ہیں اور جس کسی نے اس معمّے کو حل کیا ہے اوس نے تمام ویدوں کا ماحصل پایا ہے یہ جان اور جسم اور عالم کے شہود کا ایک عجیب وغریب معمّا ہے جس کا اپنی حیات میں حل کر لینا ہر فرد بشر کا فرض ہے اس ادھیا میں یہ معما واسطے رہنمائی طالبان صادق کے علم اشراق کی مدد سے کھولا گیا ہے جبتک انسان اپنی ہستی کو مثل حباب دریائے وحدت سے جُدا مانتا ہے بیم ورجا کی تلاطم میں غوطہ کھاتا رہتا ہے اور اس عقدہ کو کھول نہیں سکتا۔



جب بشر دریائے وحدت میں شناوری کرتا ہے اور اوس دریا کی روانگی سے موج و حباب کو ظہور پاتے دیکھتا ہے تب وہ اپنی ہستی کے بلبلے کو اوس سے جُدا نہیں پاتا ہے اور جزویت سے کلّیت میں سماتا ہے۔

جب وہ دریا کی ماہیت پر نظر ڈالتا ہے اور بلبلے اور موج کی اصلیت دریافت کرتا ہے تب یہ اشعار اوسکے حال پر صادق آتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| آبیست کہ دریا شدہ امواج برانگیخت | گہ گشت حباب گہ یخ شدہ در عالم تکرار درآمد |
| ہرچند بگویم رہ بیہودہ پنویم | رازیست نہفتہ ہرکس کہ بفہمید سبکسار برآمد |
| | در این دو آن شد خود جملہ جہاں شد |

کل عارفوں نے اسی رمز کو مختلف کلمات میں کھولا ہے اور چاروں مہا باک یعنی چاروں ویدوں کے اسم اعظم کا اس پر اشارہ ہے۔ منجملہ اون کے سام وید کا اسم اعظم تتومسی جو تت توم اور اسی تین لفظوں سے بنا ہے اس پر دلالت کرتا ہے اوّل لفظ تت کا اشارہ عالم بطون پر ہے جو بالذّات لافانی اور باقی ہے اور جس نے کثیف مادّے کی صورت اختیار کی ہے۔

دوسرے لفظ توم سے عالم ظاہری مُراد ہے جو کہ کثیف مادّے کی شکل رکھتا ہے اور تغیّر پذیر اور فانی ہے۔

تیسرا لفظ اسی ذات پاک کا نشان بتلاتا ہے جو کہ باقی و فانی سے برتر ہے اور جس کی کمال قدرت نے اِن دونوں کو نمود دیا ہے۔

تُوم پد یعنی عالم ظہور کا علم عقل اور حواس کے ذریعہ سے انسان کو حاصل ہوتا ہے اور واقعات پر مبنی نہیں ہوتا اوس کے باعث انسان اپنی جان کو جسم میں محدود سمجھتا ہے اور افعال جسمانی کا پابند ہو جاتا ہے۔

تت پد یعنی عالم بطون کا علم اشراق کی حالت میں پیدا ہوتا ہے اور واقعی صورت کو دکھلاتا ہے جب بشر کی رسائی معرفت کی اس منزل تک ہو جاتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ جس جان کو وہ پہلے یعنی اپنی جان جانتا تھا وہ دراصل کلّ عالم کی جان یعنی ایشور ہے۔

اس پد یعنی مقام محویت جزویت اور کلّیت کے علم سے بلند اور برتر ہے اور اِس کا نام وصالِ ذات ہے۔

محویت کے حاصل کرنے کے لئے ابتدا میں اجپا جاپ یعنی پاسِ انفاس کی مزاولت کرنی پڑتی ہے اوس کی مزاولت سے طالب کے دِل کو کشایش ہوتی ہے اور نفس کی رفتار میں سکون پیدا ہوجاتا ہے بعدازاں وہ حرکت ابتدائی جو کہ تت پد یعنی ایشور کی منزل سے اوٹھتی ہے محسوس ہوتی ہے اور جب انسان کی رسائی یہاں تک ہوجاتی ہے تب جیو اور ایشور کے جُدا ہونیکا خیال رفع ہوجاتا ہے یعنی اُس کا علمِ جزدیت علمِ کلّیت میں مبدّل ہوجاتا ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ وہ اوس کو آخری منزل نہ سمجھے اور اپنی ہستی بحت کو اُس حرکت سے جو جزو کلُ کی ہستی کی صورت میں آشکارا ہوتی ہے جُدا جان لے یعنی جزویت اور کلّیت کے علم سے جنھوں نے کہ علم خالص سے ظہور پایا ہے توجہ کو ہٹا کر علم خالص میں جو سرور و کیف کا چشمہ ہے محو ہوجائے یہی نکتہ ہے جس کو اِس ادھیا میں مُصنّف نے اسنگ شستر یعنی تیغ تجرید سے درخت کلّیت کا کاٹنا بطور استعارہ بیان کیا ہے۔

## کبیر صاحب کا مقولہ

گیان محل کے دو دروازے سرگن نرگن باری ہے
کبھی اِس در کبھی اُس درباری جھو نکا جھانک
دوڑے نیچے دوڑے اوپر مدھ نہیں ٹھراے
ایسا ٹھوڑ ٹھکانا نیڑے پاوت نائیں اندھ
گی دیہی گیا تا اہنگ گیان لکھو نج پران

گی گیا تاہیں دو دروازے آتم وست نیاری ہے
چڈ آکاس بیٹھے نہیں لگے نہیں پل آنکھ
نانا بدھ کے جتن کرت ہے سوجھے آپ نہ کائے
ٹک کرپا کر آپ بچار و مٹے سکل دُرگندھ
سوتہ پرکاشے جیو ہے ابناشی نربان

جب اِنسان مندرجہ بالا طریقت سے محویت کی منزل پر پہونچتا ہے تب اوسکو کسی طرح کے عمل اور شغل سے تعلق نہیں رہتا اور وہ تا قیام جسم ... مستغرق رہتا ہے



گوشائیں چرنداس جی نے وگیان سمادھ یعنی محویت کے درجہ کو اِن لفظوں میں بیان کیا ہے

جب لگ تتو بچار کے کہے ایک اور دوئے
میں تو یہ وہ بھول کر رہے جو سہج سوبھائے
گیان رہت گیا تا رہت اور رہت گے جان

برہم برت باندھی رہے تب لگ دھیان ہی ہوئے
آپا دیہہ اوٹھائے کر گیان سمادھ لگائے
لگی کبھی چھوٹی نہیں یہ سمادھ وگیان

# سولھویں ادھیا دیوا اُسر سمپت یوگ

अभयं सत्त्व संशुद्धि र्ज्ञानयोग व्यवस्थितः ॥
दानं दमश्च यज्ञश्च स्वाध्याय स्तप आर्जवम् ॥१॥

**صفات ملکوتی** (۱) بیباکی - پاک باطنی - علم اور عمل میں استقامت - فیاضی - ضبط حواس
تکمیل فرائض مذہبی - تحصیل علم - ریاضت - راستبازی -

अहिंसा सत्यम क्रोध स्त्यागः शांतिरपैशुनम् ॥
दया भूतेश्व लोलुप्त्व मार्दवं हीर चापलम् ॥२॥

**ایضاً** (۲) خیر طلبی - سچائی - تحمّل - نیکی - اطمینان - عیب پوشی - رحمدلی - قناعت
حلم - حیا - سنجیدگی

तेजः क्षमा धृतिः शौच मद्रोहो नाति मानिता ॥
भवंति संपदं दैवी मभिजातस्य भारत ॥३॥

**ایضاً** (۳) جلال - عفو - استقلال - پاکبازی - صلح جوئی - اور انکسار اے
ارجن فرشتہ صفت انسانوں میں پائے جاتے ہیں -

دیوتاؤں کی کوئی نسل یا قوم انسانوں کے علاوہ کبھی پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ جو
انسان اِن صفتوں سے موصوف تھے وہ دیوتا کہلائے ہیں -

दंभो दर्पो ऽभिमानश्च क्रोधः पारुष्य मेवच ॥
अज्ञानं चाभिजातस्य पार्थ संपद मासुरिम् ॥४॥

**صفات شیطانی** (۴) اے ارجن فریب - خودنمائی - غرور - غصہ - سنگدلی اور جہالت
شیطانی خصلت رکھنے والے اِنسانوں میں ہوتی ہیں -

شیطان کوئی مجسم شے بد افعالی کی ترغیب دینے والا نہیں ہے بلکہ وہ تموگن اور





تموگن کے غلبہ کا نام ہے جس کی وجہ سے اِنسان کے دِل میں صفات ناقصہ پیدا ہوتی ہیں

दैवी संपद्वि मोक्षाय निवंधाया सुरीमता ॥
माशुचः संपदं दैवी मभिजातोऽसि पांडव ॥५॥

**ملکوتی اور شیطانی صفتوں کے نتائج** (۵) صفات ملکوتی ذریعہ مخلصی کا اور صفات شیطانی باعث
گرفتاری کا مانی گئی ہیں - اے ارجن تو فکر نکر کہ تیری پیدائش
صفات ملکوتی سے ہے -

خوے خوش و اخلاق نکو جنت و باغ | خوے بد و اوصاف بد ست دوزخ و راغ

द्वौ भूतसर्गौ लोके ऽस्मिन्दैव आसुर एवच ॥
दैवो विस्तरशः प्रोक्त आसुरं पार्थमे श्रृणु ॥६॥

**دو قسم کے انسان ہیں** (۶) اِس دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں فرشتہ صفت اور شیطان
خصلت اے ارجن فرشتہ صفت لوگوں کا تو مفصل بیان ہو چکا ہے اب تو شیطان
خصلت لوگوں کا حال سُن

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च जना न विदुरा सुराः ॥
नशौचं नापि चाचारो नसत्यं तेषु विद्यते ॥७॥

**شیطان خصلت انسان** (۷) شیطان خصلت انسان امر اور نہی کو تمیز نہیں کر سکتے اور
پاک باطنی نیک اعمالی اور راستبازی اونمیں نہیں ہوتی -

असत्यम प्रतिष्ठंते जगदाहु रनीश्वरम् ॥
अपरस्पर संभूतं किमन्यत्काम हैतुकम् ॥८॥

**ایضاً** (۸) وہ بیان کرتے ہیں کہ اِس باطل اور حادث عالم کا کوئی صاحب نہیں
ہے اور ذروں کے اتصال کے سوائے اوس کی پیدائش کا کوئی اور سبب نہیں ہو سکتا
یہ عقیدہ اون لوگوں کا ہے جو ذرّوں کی قوت اتصال سے عالم کی پیدائش بتاتے ہیں اور

ناستک کہلاتے ہیں

एतां दृष्टि मवष्टभ्य नष्टात्मानोऽल्पबुद्धयः ॥

प्रभवंत्युग्र कर्माणः क्षयाय जगतोऽहिताः ॥९॥

ایضاً (٩) جو اِس خیال کے پابند ہو کر اپنی جان کے دشمن بنجاتے ہیں وہ کم عقل بداعمال اور عالم کو ضرر پہونچانے والے آخرکار غارت ہوتے ہیں۔

काम माश्रित्य दुष्पूरं दंभमान मदान्विताः ॥

मोहाद्गृहीत्वा ऽसद्ग्राहा न्प्रवर्त्तन्ते ऽशुचि व्रताः ॥१०॥

ایضاً (١٠) وہ ایسی نفسانی خواہش میں پھنسکر جو کبھی پوری نہیں ہوتی فریب غرور اور جوش کو کام میں لاتے ہیں اور جہالت کے باعث ناراستی کے طریقہ کو اختیار کرکے بدافعالی میں زندگی گذارتے ہیں۔

चिंताम परिमेयांच प्रलयांता मुपाश्रिताः ॥

कामोप भोग परमा एतावदिति निश्चिताः ॥११॥

ایضاً (١١) وہ ایسی فکر میں جو بعید از عقل ہوتی ہے اور مرتے دم تک قایم رہتی ہے گرفتار رہتے ہیں اور حظّ نفس کو عمر کا ماحصل جانکر اوسی میں مشغول رہتے ہیں۔

आशापाश शतैर्बद्धाः काम क्रोध परायणाः ॥

ईहंते काम भोगार्थ मन्यायेना र्थसंचयान् ॥१२॥

ایضاً (١٢) وہ اُمید کے صدہا دام میں گرفتار ہو کر اور خواہش اور غضب میں مبتلا ہو کر لذّات نفسانی حاصل کرنے کے لئے ناجائز طریقوں سے دولت جمع کرتے ہیں۔

इदमद्य मयालब्ध मिमं प्राप्स्ये मनोरथम् ॥

इदमस्ती दमपि मे भविष्यति पुनर्धनम् ॥१३॥



ایضاً (١٣) میری مراد تو حاصل ہوگئی ہے اب میں اِسے حاصل کرتا ہوں یہ اسوقت میرا ہے اور آیندہ بھی میرا ہی رہیگا۔

असौ मयाहतः शत्रु र्हनिष्ये चापरानपि ॥

ईश्वरोऽहमहं भोगी सिद्धोऽहं बलवान्सुखी ॥१४॥

ایضاً (١٤) میں نے فلاں دشمن کو تو مار ڈالا اور میں باقی دشمنوں کو بھی مارونگا میں حکومت کرتا ہوں۔ لذّات دنیوی سے حظّ اوٹھاتا ہوں۔ صاحب کمال اور زبردست ہوں اور آرام سے زندگی بسر کرتا ہوں۔

आढ्योऽभिजनवानस्मि कोऽन्योऽस्ति सदृशो मया ॥

यक्ष्ये दास्यामि मोदिष्य इत्यज्ञान विमोहिताः ॥१५॥

ایضاً (١٥) میں دولتمند اور عالی خاندان ہوں میری برابر اور کون ہو سکتا ہے میں یگ کروں گا خیرات دونگا اور عیش سے عمر بسر کرونگا۔ اِس قسم کے جاہلانہ خیالات نے جن کی عقل کو تیرہ کر دیا ہے۔

| | |
|---|---|
| نفس ہر گہ دلیر میگردد | اندریں بیشہ شیر میگردد |
| عقل بیچارہ ہچو روباہے | نشود روبرو با دگاہے |

अनेक चित्त विभ्रांता मोहजाल समावृताः ॥

प्रसक्ताः काम भोगेषु पतंति नरकेऽशुचौ ॥१६॥

ایضاً (١٦) اور جو طرح طرح کے واہمات میں سرگردان اور دام غفلت میں گرفتار ہیں اور عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں وہ ناپاک دوزخ میں پڑتے ہیں۔

تیرگی عقل اور دام غفلت میں گرفتار ہو کر برے فعلوں کا کرنا دوزخ میں پڑنا ہے ورنہ دوزخ کوئی جیلخانے کا سا مکان بنا ہوا نہیں ہے۔

आत्म संभाविताः स्तब्धा धनमान मदान्विताः ॥

यजंते नाम यज्ञैस्ते दंभेना विधि पूर्वकम् ॥ १७॥

| | |
|---|---|
| ایضاً | (۱۷) جو مغرور، سنگدل اور دولت کے غرور سے مدہوش ہیں اور مکر سے قاعدہ کے خلاف نام کے واسطے یگ کرتے ہیں |

| | |
|---|---|
| چند چوں گرگ و مار و شیر و پلنگ | تافتہ رو ز صلح و ماندہ بجنگ |

अहंकारं बलं दर्पं कामं क्रोधंच संश्रिताः ॥

मामात्म परदेहेषु प्रद्विषंतो ऽभ्यसूयकाः ॥ १८॥

| | |
|---|---|
| ایضاً | (۱۸) اور پندار - قوت جسمانی کے جوش - نخوت - خواہش اور غصہ سی مغلوب ہوکر میری ذات کو جو اون کی اور اوروں کے جسموں میں مقیم ہے غیر سمجھکر آزار پہونچاتے ہیں - |

तानहं द्विषतः क्रूरान् संसारेषु नराधमान् ॥

क्षिपाम्यजस्रम शुभा नासुरी ष्वेव योनिषु ॥ १९॥

| | |
|---|---|
| خصلت شیطانی سے انسان ہمیشہ تنزل پاتا ہے | (۱۹) اون موذی - بے رحم - اذل الخلایق - بد خصلت انسانوں کا تنزل میں شیطانی نسل میں ضرور کرتا ہوں |

ساتویں منتر سے اُنیسویں منتر تک اون لوگوں کا بیان ہوا ہے جو خصلت شیطانی رکھتے ہیں اور عقل کے تیرہ ہو جانے سے اپنی اور عالم کی ہستی کو جُدا اور غیر سمجھکر فساد اور ایذا رسانی کا باعث ہوتے ہیں اور اِس طور پر اور بھی زیادہ بدافعالی میں گرفتار ہوکر تنزل کرتے چلے جاتے ہیں

आसुरीं योनि मापन्ना मूढ़ा जन्मनि जन्मनि ॥

माम प्राप्यैव कौंतेय ततो यांत्य धमांगतिम् ॥ २०॥

| | |
|---|---|
| متواتر تنزل سے ترقی ناممکن ہو جاتی ہے | (۲۰) اے ارجن جو بدعقل شیطانی نسل کو کئی مرتبہ پاکر بھی میرا وصال حاصل نہیں کرتے وہ پستی میں گرتے ہیں |



جو علم تیرگی اور بدافعالی سے جہل کی صورت اختیار کرتا ہے تا وقتیکہ اوس کی کثافت دُور نہو وہ قدرت کے چرخ میں اپنی مرکز پر لوٹ لوٹ کر نسل آیندہ میں ظاہر ہوا کرتا ہے

त्रिविधं नरकस्येदं द्वारं नाशन मात्मनः ॥

कामः क्रोधस्तथा लोभ स्तस्मादेत त्त्रयंत्यजेत् ॥ २१॥

| | |
|---|---|
| خواہش غصہ اور طمع سے خصلت شیطانی پیدا ہوتی ہے | (۲۱) خواہش - غصہ اور طمع دوزخ کے تین مختلف دروازے ہیں جن سے اِنسان پر زوال آتا ہے اِسواسطے اون تینوں کا ترک لازم ہے - |

اگر خواہش غصہ اور طمع دوزخ کے دروازے ہیں تو بہرہتے انسان اِن خصلتوں سے مغلوب ہیں وہ گرفتار دوزخ ہیں -

एतै र्विमुक्तः कौंतेय तमोद्वारै स्त्रिभिर्नरः ॥

आचरत्यात्मनः श्रेय स्ततो याति परांगतिम् ॥ २२॥

| | |
|---|---|
| خواہش غصہ اور طمع کا سرچشمہ جہل ہے | (۲۲) اے ارجن جو انسان تموگن کی اِن تین دروازوں سے بچکر اپنی بہبودی میں کوشش کرتا ہے وہ اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے - |

جو انسان خصلت ناقصہ سے مغلوب نہیں ہوتے وہ بہشت پاتے ہیں یعنی علم و سرور کی اعلیٰ منزل کیطرف رجوع کرتے ہیں -

यः शास्त्र विधि मुत्सृज्य वर्त्तते काम कारतः ॥

न स सिद्धि मवाप्नोति न सुखं न परांगतिम् ॥ २३॥

| | |
|---|---|
| جہل کا پیرو درجہ کمال نہیں پاتا - | (۲۳) جو شخص شاستر کے اصول کے خلاف اپنی مرضی کے موافق عمل کرتا ہے وہ کمال کو نہیں پاتا ہے اور آسایش اور اعلیٰ درجہ سے محروم رہجاتا ہے - |

| | |
|---|---|
| زشت دان خوئے مردم آزاری | گرچہ بینی تو دانیا خواری |

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणंते कार्याकार्य व्यवस्थितौ॥
ज्ञात्वा शास्त्र विधानोक्तं कर्म कर्त्तुमिहार्हसि॥२४॥

علم اور نیک اعمالی سبب رستگاری ہیں

(۲۴) اِس لئے تجھے اون اُصول سے واقف ہو کر جو شاستر میں امر و نہی کی تقسیم کے بارہ میں درج ہیں شاستر کی ہدایت کے موافق عمل کرنا واجب ہے۔

شاستر یعنی فلسفہ نے امر و نہی کا فرق ظاہر کیا ہے اور امر پر کاربند ہونے اور نہی کے چھوڑنے کی ہدایت کی ہے امر سے وہ افعال حسنہ مراد ہیں جو صفات ملکوتی سے پیدا ہوتے ہیں نہی اون افعال ذمیمہ کا نام ہے جو خصلت شیطانی سے سرزد ہوتے ہیں۔

इतिश्रीमद्भगवद्गीतासु० दैवासुरसंपद्विभाग योगोनाम षोड़षोऽध्यायः॥१६॥

## شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سولھویں ادھیا موسوم بہ تقسیم صفات شیطانی و ملکوتی ختم ہوئی

---

## سولھویں ادھیا کا خلاصہ

نیک خصلت اور نیک افعال انسان کے دلکو کثافت سے پاک اور روشن کرکے اوس اعلیٰ منزل پر جو بالفاظ دیگر بہشت کہلاتی ہے پہونچاتے ہیں بدخصلت اور افعال ذمیمہ دلکو کثیف اور تیرہ کرکے پستی میں گراتے ہیں اور یہی دوزخ ہے عارف بیم و رجا کی اصلیت سمجھکر اور واقعات کو چشم



معرفت کے وسیلہ سے دیکھکر ہرگز افعال ذمیمہ کا مرتکب نہیں ہوتا۔

## نظم

خانۂ عمر تو بود بر دمے — بھر دمے می طلبی عالمے
بھر دمے کینۂ و کبر و ریا — بھر دمے این ہمہ حرص وہوا
بھر دمے غصّہ و بد خوئیت — بھر دمے با ہمہ بے رویت
بھر دمے این ہمہ شرّ و فساد — ہفت ہزاری شدنت اجتہاد
حیف بریں دانش وآئین تو — کور شدہ دیدۂ حق بین تو
عقل تو نقش تو ز تو در ربود — خوئے دو رنگی و دو دانی فزود
خواہش دنیاے تو دراز دیاد — آخرت از یاد تو رفتہ چو باد
ناز بر ایّام جوانی کُنی — فخر بر آرائے دخانی کُنی
سرد شود گرم دکانئ تو — خواب و خیال است جوانئ تو
پارہ کن این جامۂ ہستی خویش — اوج طلب چند بہ پستی خویش
صاف شو از بوئے دو رنگی ہمہ — موم صفت باش زنگی ہمہ
صدق و صفا را بہ یقین پیشہ کُن — واقفِ خود شو بخود اندیشہ کُن
رہبر خود مَن عَرَفَ اینجا بساز — خودی خود را ہمہ در خود بباز
محرم خود شو کہ تو خود چیستی — چوں ہمہ خود اوست تو خود کیستی
غافلی از صورت و معنی خویش — چند شوی فرش رہ کفر و کیش

---

# سترہویں ادھیا شردھا تری وبھاگ یوگ

## अर्जुनउवाच

येशास्त्र विधि मुत्सृज्य यजंते श्रद्धयाऽन्विताः॥
तेषां निष्ठातुका कृष्ण सत्वमाहो रजस्तमः॥१॥

عقیدے کی بابتہ سوال

ارجن نے سوال کیا (۱) اے کرشن جو عقیدت مند انسان شاستر کے موافق عمل نہیں کرتے اون کا عقیدہ ستوگنی رجوگنی اور تموگنی میں سے کونسا ہوتا ہے

## श्रीभगवानुवाच

त्रिविधा भवति श्रद्धा देहिनां सा स्वभावजा॥
स्वात्विकी राजसी चैव तामसी चेतितां शृणु॥२॥

جواب عقیدے تین قسم کے ہیں

شری بھگوان نے جواب دیا (۲) عقیدہ انسانونکا طبعی خاصہ ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں ستوگنی رجوگنی اور تموگنی اب تو اونکا حال مجھسے سن

सत्वानु रूपा सर्वस्य श्रद्धा भवति भारत॥
श्रद्धामयो ऽयं पुरुषो यो यच्छ्रद्धः स एवसः॥३॥

عقیدہ لازمہ بشریت ہے

(۳) اے ارجن ہر بشر کا عقیدہ اوس کی طبیعت کے موافق ہوتا ہے اور عقیدہ کا ہونا جزو بشریت ہے پس جس کا جو عقیدہ ہے وہی اوس کی ہستی ہے طبیعت صفات سہ گانہ کی امتزاج کا نام ہے جو ہر انسان کو اپنی ماں اور باپ سے ورثہ میں ملتا ہے بعد میں وہ صحبت کے اثر سے ایک خاص یقین کو پیدا کرتا ہے جس کا عقیدہ نام ہے ہر شخص کا کچھہ نہ کچھہ عقیدہ ہوتا ہے اور جو جس کا عقیدہ ہوتا ہے وہی اوس کی ہستی ہوتی ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | اے برادر تو ہمہ اندیشۂ | | مابقی تو استخوان وریشۂ |



यजंते सात्विका देवा न्यक्षर क्षांसि राजसाः॥
प्रेतान्भूत गणांश्चान्ये यजंते तामसा जनाः॥४॥

پرستش سہ گانہ

(۴) ستوگنی انسان دیوتاؤں کو رجوگنی یکش اور راکششوں کو اور تموگنی بھوت اور پریتوں کو پوجتے ہیں

نیک خصلت انسان صفات علوی کی پرستش کرتے ہیں اور نیک افعالی کے پابند رہتے ہیں اہل غرض سفلی قوتوں کو اپنا معبود بناتے ہیں اور اوسکی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیگر جانداروں کو تکلیف اور ایذا پہونچاتے ہیں بدخصلت لوگ مُردے بُہوت جن وغیرہ کی پرستش کے جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अशास्त्र विहितं घोरं तप्यंते ये तपोजनाः॥
दंभाहंकार संयुक्ताः कामराग बलान्विताः॥५॥
कर्षयंतः शरीरस्थं भूत ग्राम मचेतसः॥
मां चैवांतः शरीरस्थं तान्विद्ध्या सुर निश्चयान्॥६॥

تموگنی عقیدہ

(۵) جو بدعقل اوس سخت ریاضت کے جسکی شاستر میں اجازت نہیں ہے پابند ہوتے ہیں مکر و پندار رکھتے ہیں خواہش اور تمنّا سے مغلوب ہیں۔ (۶) اور عناصر جسمانی اور میری ذات کو جو اون کے دل میں مقیم ہے تکلیف پہونچاتے ہیں اونکا عقیدہ تموگنی سمجھہ

## ابیات

| | | | |
|---|---|---|---|
| بے خردے چند زخود بے خبر | | عیب پسند ند بزعم ہنر | |
| دود شوند ار بدماغے رسند | | باد شوند ار بہ چراغے رسند | |

आहारस्त्वपि सर्वस्य त्रिविधो भवति प्रियः॥
यज्ञस्त पस्तथा दानं तेषां भेद मिमं शृणु॥७॥

**سہ گانہ تقسیم** (۷) غذا یگ تپ اور دان جو تین تین قسم کے ہیں ہر ایک کو جُدا گانہ پسند ہوتے ہیں اب تو اونکا تفاوت سمجھ لے

غذا یگ تپ اور دان کی ستوگنی رجوگنی اور تموگنی تین تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کے اِنسان کو اپنی قسم کی شے مرغوب ہوتی ہے۔

आयुः सत्वबला रोग्य सुख प्रीति विवर्धनाः॥
रस्याः स्निग्धाः स्थिरा हृद्या आहारास्सात्विक प्रियाः॥८॥

**ستوگنی غذا** (۸) جو غذا عمر قوتِ تولید طاقت صحت آسایش اور خوشی کو بڑہاتی ہے اور ذایقہ دار مرغن مقوی اور خوشگوار ہوتی ہے وہ ستوگنی کو مرغوب ہوا کرتی ہے

कट्वम्ल लवणा त्युष्ण तीक्ष्णारुक्ष विदाहिनः॥
आहारा राजसस्येष्टा दुःख शोकामय प्रदाः॥९॥

**رجوگنی غذا** (۹) جو غذا کڑوی۔کہٹی۔نمکین گرم۔چرپری۔روکھی اور جلن پیدا کرنے والی ہے اور تکلیف۔رنج اور بیماری کا باعث ہوتی ہے وہ رجوگنی کو مرغوب ہوا کرتی ہے

यातयामं गतरसं पूति पर्युषितं चयत्॥
उच्छिष्टमपि चामेध्यं भोजनं तामस प्रियम्॥१०॥

**تموگنی غذا** (۱۰) باسی۔بدذایقہ متعفن۔جھوٹی اور ناپاک خوراک تموگنی کو مرغوب ہوتی ہے۔

अफला कांक्षिभिर्यज्ञो विधि दृष्टोय इज्यते॥
यष्टव्य मेवेति मनः समाधाय स सात्विकः॥११॥

**ستوگنی یگ** (۱۱) جو یگ اوسکے نتیجہ کی امید نرکہکر اور فرض سمجھکر باقاعدہ طور پر کیا جاتا ہے وہ ستوگنی ہے

अभिसंधायतु फलं दंभार्थ मपि चैवयत्॥
इज्यते भरत श्रेष्ठ तंयज्ञं विद्धि राजसम्॥१२॥



**رجوگنی یگ** (۱۲) اے ارجن جو یگ مطلب برآری کے واسطے جھوٹے عقیدے سے کیا جاتا ہے اوسے رجوگنی سمجھ

विधि हीन मसृष्टान्नं मंत्रहीन मदक्षिणम्॥
श्रद्धा विरहितं यज्ञं तामसं परि चक्षते॥१३॥

**تموگنی یگ** (۱۳) جو یگ آہوتی۔منتر۔دچھنا اور عقیدے کے بغیر بے قاعدہ طور پر کیا جاتا ہے اوسے شاستر تموگنی کہتے ہیں۔

देव द्विज गुरु प्राज्ञ पूजनं शौच मार्जवम्॥
ब्रह्म चर्य महिंसाच शारीरं तप उच्यते॥१४॥

**کایک تپ یعنی زہد جسمانی۔** (۱۴) دیوتا برہمن گرو اور عالِم کی تعظیم کرنا پاک اور صاف رہنا نیک افعالی کا پابند اور علم الٰہی کا طالب ہونا اور کسی کو ایذا نہ پہونچانا زہد جسمانی کہلاتا ہے۔

अनुद्वेग करं वाक्यं सत्यं प्रियहितं चयत्॥
स्वाध्यायाभ्यसनं चैव वाङ्मयं तप उच्यते॥१५॥

**واچک تپ یعنی زہد زبانی** (۱۵) صلح آمیز۔راست۔شیریں اور مفید کلام کا ادا کرنا اور علوم کا پڑہنا زہد زبانی ہے۔

मनः प्रसादः सौम्यत्वं मौनमात्म विनिग्रहः॥
भाव संशुद्धि रित्येत त्तपो मानसमुच्यते॥१६॥

**مانسک تپ یعنی زہد قلبی** (۱۶) اطمینان رکہنا حلم اور قرار سے کام لینا حواسوں کو مغلوب کرنا اور صفائی قلب میں مشغول ہونا زہد قلبی کہلاتا ہے۔

श्रद्धया परया तप्तं तपस्तत्त्रिविधं नरैः॥
अफला कांक्षिभिर्युक्तः सात्विकं परिचक्षते॥१७॥

ستوگنی زہد (۱۷) مندرجہ بالا تین قسموں میں سے جس کسی قسم کا زہد نتیجہ کی تمنّا کو چھوڑکر
اختیار کیا جاتا ہے اوسے عارف ستوگنی کہتے ہیں۔
درحقیقت اس قسم کے زہد کی ہدایت کی گئی ہے۔

सत्कार मान पूजार्थं तपो दंभेन चैवयत् ॥
क्रियते तदिह प्रोक्तं राजसं चलम ध्रुवम् ॥१८॥

رجوگنی زہد (۱۸) جو زہد ناموری افتخار اور عزّت کے واسطے فریب سے کیا جاتا
ہے اور بے ثبات اور فانی ہے اوسے شاستر رجوگنی کہتے ہیں۔
اس قسم کا نمایشی زہد آجکل عام طور پر کیا جاتا ہے۔

मूढ़ ग्राहेणात्मनो यत्पीड़या क्रियते तपः ॥
परस्योत्सादनार्थं वा तत्तामस मुदाहृतम् ॥१९॥

تموگنی زہد (۱۹) جو زہد حماقت کی وجہ سے اپنے آپکو تکلیف دیکر اوروں کو تکلیف پہونچانے
کے لئے کیا جاتا ہے وہ تموگنی کہلاتا ہے۔
اس طرح کا زہد حماقت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

दातव्य मिति यद्दानं दीयतेऽनुपकारिणे ॥
देशे कालेच पात्रे च तद्दानं सात्त्विकं स्मृतम् ॥२०॥

ستوگنی خیرات (۲۰) جو خیرات فرض سمجھکر معاوضہ کی امید نہ رکھکر اور موقع وقت اور استحقاق
کا خیال کرکے دیجاتی ہے وہ ستوگنی ہے۔
ناظرین اس منتر کی ہدایت کو ملاحظہ کرکے ذرا غور کریں کہ اوس کی آجکل کہاں تک پابندی
ہورہی ہے۔

यत्तु प्रत्युपकारार्थं फल मुद्दिश्य वापुनः ॥
दीयतेच परिक्लिष्टं तद्राज समुदाहृतम् ॥२१॥



رجوگنی خیرات (۲۱) جو خیرات معاوضہ کی اُمید سے نتیجہ کی توقّع پر۔ مجبوری کی حالت میں
دیجاتی ہے اوسے عارف رجوگنی کہتے ہیں۔
رنج بیماری اور تکلیف کے موقعوں پر اس قسم کی خیرات اکثر ہوا کرتی ہے۔

अदेश काले यद्दान मपात्रेभ्यश्च दीयते ॥
असत्कृत मवज्ञातं तत्ताम समुदाहृतम् ॥२२॥

تموگنی خیرات (۲۲) جو خیرات موقع اور وقت کا لحاظ نہ کرکے غیر مستحق کو توہین اور تضحیک
کے ساتھہ دیجاتی ہے وہ تموگنی کہلاتی ہے۔
اہل ہند اون فقرا یتیم اور بیکسوں کو جو مستحق خیرات کے ہیں محروم رکھکر اور لوگوں کی نفس
پروری کرتے ہیں جو مکار گمراہ کرنے والے اور مفت خور ہیں اس قسم کی خیرات نیکی میں داخل نہیں
ہے اور بُروں کو بُرائی سکھاتی ہے۔

ओं तत्स दिति निर्देशो ब्रह्मण स्त्रिविधः स्मृतः ॥
ब्राह्मणास्तेन वेदाश्च यज्ञाश्च विहिताः पुरा ॥२३॥

اسم اعظم اوم تت ست (۲۳) زمانہ قدیم میں برہم کی اسم اعظم اوم تت ست کا تصوّر
تین طرح پر کیا گیا اور اوس سے برہمن وید اور ریگ بنائے گئے۔
اوس برہم نے جو کہ علم خالص ہے علم عالم معلوم تین صفتوں میں ظہور پایا ہے اور اوم تت
ست کے اسم اعظم کا ان پر اشارہ ہے ان تین صفتوں کے اجتماع سے برہمن بھاگ منتر بھاگ
اور قواعد یگ بنائے گئے اوم اوس ذات پاک کو معہ اوس کے شہود کے ظاہر کرتا ہے اور تت سے
عالم باطنی اور ست سے عالم ظاہری مراد ہے (پندرہویں ادہیا کے خلاصہ میں تت توم اسی
کا بیان دیکھو)

तस्मादो मित्युदाहृत्य यज्ञदान तपः क्रियाः ॥
प्रवर्त्तन्ते विधानोक्ताः सततं ब्रह्मवादिनाम् ॥२४॥

اوم کا تصور

(۲۴) اِس لئے عارف ہمیشہ اوم کہکر یگ دان اور تپ کے عملوں کو جن کی وید میں ہدایت کی گئی ہے شروع کرتے ہیں۔

عارف ہر کام کو شروع کرتے وقت اوم تت ست زبان سے ادا کرتے ہیں اور نیز اپنی توجہ کو اس علم کی طرف مبذول کرتے ہیں جو لفظ اوم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

**तदित्य नभि संधाय फलं यज्ञ तपः क्रियाः॥**
**दान क्रियाश्च विविधाःक्रियंते मोक्ष कांक्षिभिः॥२५॥**

تت کا تصور

(۲۵) طالبان نجات تت کے لفظ کو زبان سے ادا کرکے اور نتیجہ کی توقع کو چھوڑکر یگ دان اور تپ کے مختلف عملوں کو شروع کرتے ہیں۔

جب کسی کام کی ابتدا میں طالب علم معرفت اوم تت ست کہتے ہیں تب وہ اوس علم حقیقت کو مد نظر رکھتے ہیں جس پر تت کا لفظ دلالت کرتا ہے۔

**सद्भावे साधु भावेच सदित्येत त्प्रयुज्यते॥**
**प्रशस्ते कर्मणि तथा सच्छब्दः पार्थ युज्यते॥२६॥**

ست کا تصور

(۲۶) اے ارجن ست کا لفظ راستی نیکی اور افعال حسنہ کے معنی میں اِستعمال کیا جاتا ہے۔

دنیا دار لوگ فرزند کی پیدایش۔ زنّار بندی۔ شادی۔ تعمیر مکان وغیرہ خوشی کے موقعوں پر مذہبی رسوم اور دیگر فرایض کو اوم تت ست کہکر شروع کرتے ہیں اور اُنکے بخیر و خوبی انجام پانے کی تمنا کرتے ہیں۔

**यज्ञे तपसि दानेच स्थितिः सदिति चोच्यते॥**
**कर्मचैव तदर्थीयं सदित्येवा ऽभिधीयते॥२७॥**

عقیدہ کا ظہور ست سے ہی

(۲۷) نیک اعمال ریاضت اور خیرات پر اعتقاد رکھنا اور اونکا عمل میں لانا بھی ست کہلاتا ہے۔



ست یعنی حق سے عالم کا ظہور ہے اور اوسیکی وجہ سے عالم کو قیام ہے پس یگ تپ وغیرہ عملوں کی پیدایش حق سے ہے اور اونکا اعتقاد راسخ بھی حق پر مبنی ہے۔

**अश्रद्धया हुतं दत्तं तपस्तप्तं कृतंचयत्॥**
**असदित्युच्यते पार्थ नच तत्प्रेत्य नोइह॥२८॥**

بے اعتقادی است سے ہوتی ہے

(۲۸) جو نیک اعمال خیرات اور زہد بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں وہ است کہلاتے ہیں اور اون کا زمانہ حال و آیندہ میں وجود نہیں ہوتا۔

حق اور باطل کی تمیز کا نہونا بے اعتقادی ہے اور وہ ہیچ ہے اِسلئے جو عمل بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں ہیچ ہوتے ہیں۔

**इति श्रीमद्भगवद्गीता॰ श्रद्धात्रय विभागयोगो नाम सप्तदशोऽध्यायः॥१७॥**

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سترہویں ادھیا شردھاترے وبھاگ یوگ یعنی عقیدوں کی سہ گانہ تقسیم ختم ہوئی۔

---

## سترہویں ادھیا کا خلاصہ

ہر انسان کا کچھ نہ کچھ عقیدہ ضرور ہوتا ہے اور جس کا جو عقیدہ ہو جاتا ہے اوسکو وہ اپنے خیال کے موافق درست اور راسخ سمجھتا ہے مگر عقیدہ راسخ اوسی کو کہنا چاہیے جو حق پر مبنی ہو اور جس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہو۔

چونکہ یہ امر حق و باطل کی تمیز کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اِسلئے جنھوں نے حق و باطل کا تمیز

نہیں کیا ہے اون کا عقیدہ راسخ نہیں ہے انسان اپنے باطل عقیدہ کو ثابت نہیں کرسکتا ہی اور توہمات اور شکوک میں غلطاں پیچاں رہتا ہے مگر حق کی تمیز حاصل کرکے وہ تمام شکوک سے رہائی پاتا ہے اور عقیدہ راسخ کے پیدا ہونے پر حق کو حق مشاہدہ کرتا ہے۔

## اٹھارہویں ادھیا موکش سنیاس یوگ

### अर्जुनउवाच

संन्यासस्य महाबाहो तत्त्व मिच्छामि वेदितुम ॥
त्यागस्यन्च हृषीकेश पृथक्केशिनि षूदन ॥ १ ॥

سنیاس اور تیاگ کے بارہ میں سوال

ارجن نے سوال کیا (۱) اے قوی بازو کرشن کیشی (راکشش) کے ہلاک کرنے والے آپ مجھے سنیاس اور تیاگ کی حقیقت علیحدہ علیحدہ سمجھائے۔

سنیاس اور تیاگ دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں ارجن اونکے باریک تفاوت کو دریافت کرتا ہے۔

### श्रीभगवानुवाच

काम्यानां कर्मणां न्यासं संन्यासं कवयो विदुः ॥
सर्व कर्म फल त्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः ॥२॥

### شری بھگوان نے جواب دیا

سنیاس اور تیاگ کا تفاوت۔

(۲) جو فعل خواہش سے کئے جاتے ہیں اونکے ترک کرنے کو علماء سنیاس مانتے ہیں اور تمام فعلوں کے نتیجہ کے ترک کرنے کو دانشمند تیاگ کہتے ہیں۔

فعل کے کرنے کی خواہش نکرنا سنیاس ہے فعل کے نتیجہ سے نظر اوٹھا لینا تیاگ ہی



سنیاسی اون خواہشوں کو جو دل میں پیدا ہوکر فعل کراتی ہیں روکتا ہے تیاگی جن افعال کو کرتا ہے اونکے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

त्याज्यं दोष वदित्त्येके कर्मप्राहुर्मनीषिणः ॥
यज्ञ दान तपः कर्म नत्याज्य मितिचापरे ॥ ३ ॥

ایضاً

(۳) بعض عارف فعل کے صدور کو ایک نقص سمجھکر اوسکے ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نیکی خیرات اور زہد کے فعلوں کے ترک کرنیکی اجازت نہیں دیتے

سنیاسی اس حرکت قلب کو جس سے تمام فعل سرزد ہوتے ہیں حجاب ذات سمجھتے ہیں تیاگی اوس حرکت کا صدور ذات سے مانتے ہیں

निश्चयं श्रृणु मे तत्र त्यागे भरत सत्तमः ॥
त्यागोहि पुरुष व्याघ्र त्रिविधः सं प्रकीर्तितः ॥४॥

تیاگ کی تین قسمیں ہیں

(۴) اے ارجن تو اون میں سے تیاگ کی بابت میرے عقیدے کو سُن اے شیر مرد تیاگ تین قسم کا بیان کیا گیا ہے۔

کرشن بھگوان نے سنیاس پر تیاگ کو ترجیح دی ہے۔

यज्ञ दान तपः कर्म नत्याज्यं कार्य मेवतत् ॥
यज्ञोदानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

تیاگ کے معنی ترک فعل نہیں ہیں۔

(۵) نیک اعمال خیرات اور زہد عارفوں کے قلب میں صفائی پیدا کرتے ہیں پس نیک اعمال خیرات اور زہد کے فعلوں کا ترک واجب نہیں بلکہ انکا کرنا ہی واجب ہے۔

एतान्यपितु कर्माणि संगंत्यक्त्वा फलानिच ॥
कर्तव्यानीति मे पार्थ निश्चितं मत सुत्तमम् ॥६॥

تیاگ سے ترک بالقلب مراد ہے۔

(۶) مگر اے ارجن وہ فعل دلی تعلق اور نتیجہ کو چھوڑ کر کرنے چاہئیں

اِسلئے کہ یہ سب سے اعلیٰ اُصول ہے اور اُس پر سری بہگوان کا یقین ہے۔

नियतस्य तु सन्न्यासः कर्मणो नोपपद्यते ॥
मोहात्तस्य परित्याग स्तामसः परिकीर्तितः ॥७॥

**تموگنی تیاگ** (۷) لازمی فعل کا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔ غلطی سے اوس کو چھوڑ دینا جہالت میں داخل ہے۔

جہالت کی وجہ سے جو فعل حسنہ ترک کئے جاتے ہیں اون کا انجام خراب ہوتا ہے

दुःख मित्येव यत्कर्म कार्यक्लेश भयात्त्यजेत् ॥
सकृत्वा राजसंत्यागं नैव त्याग फलं लभेत् ॥८॥

**رجوگنی تیاگ** (۸) جو شخص لازمی فعل کو دقّت جانکر تکلیف سے بچنے کے لئے چھوڑتا ہے وہ بنظر خود غرضی تارک ہونے کے باعث ترک فعل کا نتیجہ نہیں پاتا ہے۔

جو شخص تن آسانی کے خیال سے لازمی افعال کو ترک کرتا ہے اوس کو اون افعال کے ترک سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

कार्य मित्येव यत्कर्म नियतं क्रियतेऽर्जुन ॥
संगंत्यक्त्वा फलं चैव सत्यागः सात्त्विकोमतः ॥९॥

**ستوگنی تیاگ** (۹) اے ارجن لازمی فعل کو فرض سمجھکر کرنا اور اوس سے اور اوسکے نتیجہ سے تعلق نرکہنا اصلی ترک مانا گیا ہے۔

جہالت کے باعث اور تن آسانی کے خیال سے افعال حسنہ کا ترک کرنا محض غلطی ہے افعال حسنہ کو فرض سمجھکر کرنا اور اونکے معاوضہ کی امید نرکہنا اصلی ترک ہے۔ عارف اہل دنیا کی بہبودی پر نظر کرکے افعال حسنہ کا ترک روا نہیں رکہتے مگر اونکے ساتھہ دلی تعلق نہیں کرتے چنانچہ ایک عارف کا قول ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| سر برہنہ نیستم دارم کلاہِ چار ترک | | ترکِ دنیا ترکِ عقبیٰ ترکِ مولیٰ ترکِ کُل |



नद्वेष्ट्य कुशलं कर्म कुशलेनानु षज्जते ॥
त्यागीसत्त्व समाविष्टो मेधावी छिन्न संशयः ॥१०॥

**ستوگنی تیاگی کی تعریف** (۱۰) جو تارک اعلیٰ خصلت اور روشن عقل رکھتا ہے اور شکوک سے مبرّا ہے وہ اچھے فعلوں کے ساتھہ موانست اور بُرے فعلوں سے نفرت نہیں کرتا

اچھے فعلوں سے رغبت اور بُرے فعلوں سے نفرت کا ہونا تعلق ہے عارف توحید کو مدنظر رکھکر بہلے اور بُرے فعلوں کو ہیچ جانتا ہے اور اپنی ذات پر اون کا اثر نہیں مانتا۔

नहि देह भृता शक्यं त्यक्तुं कर्माण्य शेषतः ॥
यस्तुकर्म फलत्यागी सत्यागी त्यभि धीयते ॥११॥

**ترک افعال ناممکن ہے نتیجہ افعال سے بے تعلقی کا نام تیاگ ہے** (۱۱) اِنسان جملہ افعال کو ترک نہیں کرسکتا پس جو شخص نتیجہ افعال کو ترک کرتا ہے وہی تارک کہلاتا ہے۔

افعال لازمہ جسمانی ہیں اور اون کا کلیتاً مسدود ہونا ناممکن ہے اِسلئے نتیجہ افعال سے بے تعلق رہنا ہی ترک افعال ہے۔

अनिष्ठ मिष्टं मिश्रंच त्रिविधं कर्मणः फलम् ॥
भवत्य त्यागिनां प्रेत्य नतु संन्यासिनां क्वचित् ॥१२॥

**تیاگی اور اگیانی کی حالت کا فرق** (۱۲) جو لوگ تارک نہیں ہوتے ہیں اونکے نزدیک عاقبت میں فعلوں کا بھلا بُرا اور متوسط درجہ کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن تارک کے لئے اوسکا وجود نہیں ہوتا

جو انسان ترک بالقلب کے معنی نہیں سمجھتے ہیں اور افعال کے ساتھہ تعلق رکھتے ہیں وہ اون کا نیک اور بد نتیجہ فرض کرتے ہیں۔ تارک فعل اور اوسکے نتیجہ دونوں کو ہیچ جانتا ہے۔

पंचैतानि महाबाहो कारणानि निबोधमे ॥
सांख्ये कृतांते प्रोक्तानि सिद्धये सर्व कर्मणाम् ॥१३॥

**علم سانکہ کے اصول فعل کے بارہ میں** (۱۳) اے ارجن میں تجھے ذیل میں اون پانچ سببوں کو جو علم سانکہہ میں

ہر فعل کی تکمیل کے واسطے لازمی بیان کئے گئے ہیں بتاتا ہوں -

अधिष्ठानं तथा कर्ता करणंच पृथग्विधम् ॥
विविधाश्च पृथक चेष्टा दैवं चैवात्र पंचमम् ॥१४॥

فعل کے پانچ سبب

(۱۴) ظرف[1] - فاعل[2] - مختلف آلۂ فعل[3] - مختلف[4] - اور جداگانہ حرکات اور قوتِ[5] ہائے بسیط

۱ - ظرف سے دیش یعنی مقام مراد ہے - ۲ - فاعل اہنکار یعنی انانیت ہے -
۳ - کان - پوست - آنکھ - زبان - ناک - ہاتھ - پاؤں - منہ - اور مقام بول و براز یعنی پانچ حواس علمی اور پانچ حواس افعالی مختلف آلۂ فعل مانے گئے ہیں -
۴ - مختلف حرکات کا اشارہ سامعہ لامسہ باصرہ ذایقہ اور شامہ وغیرہ حواس کی قوتوں پر ہے
۵ - قوت ہائے بسیط اون قوتوں کا نام ہے جو عالم میں محیط ہو کر صدور فعل کا سبب ہیں اور جن کو محققوں نے دیوتا کہا ہے -

چت یعنی قوت متخیلہ کا دیوتا واسدیو - من یعنی قوت مدرکہ کا دیوتا اندر اکاس یعنی خلا کا دیوتا رودر پَوَن یعنی ہوا کا دیوتا مُرت - اگنی یعنی آگ کا دیوتا سورج - جل یعنی پانی کا دیوتا ورون - پرتھوی یعنی خاک کا دیوتا کبیر مانا گیا ہے -

शरीर वाङ्मनो भिर्यत् कर्म प्रारभते नरः ॥
न्याय्यं वा विपरीतं वा पंचैते तस्य हेतवः ॥१५॥

فعل کا پانچ سببوں سے صدور ہے

(۱۵) انسان جب نیک یا بد افعال کو جسم زبان اور دل سے کرتا ہے اوسکے باعث یہ پانچوں ہوتے ہیں

तत्रैवं सति कर्त्तार मात्मानं केवलं तुयः ॥
पश्यत्य कृत बुद्धित्वान्नस पश्यति दुर्मति ॥१६॥

ذات مصدر فعل نہیں ہے

(۱۶) جب کہ یہ واقعات ہیں تو پھر جو بدعقل ذات پاک کو اپنی کم فہمی



کی وجہ سے فاعل قرار دیتا ہے وہ چشم بینا نہیں رکھتا ہے -

यस्यनाहं कृतो भावो बुद्धिर्यस्य नलिप्यते ॥
हत्वापि स इमांल्लोकान्नहंति न निबद्ध्यते ॥१७॥

تیاگی گنہ سے بری ہے

(۱۷) جو اپنے آپ کو کسی فعل کا فاعل نہیں مانتا ہے اور جس کی عقل آلودگی سے صاف ہو جاتی ہے وہ سارے عالم کو مار کر بھی نہ قاتل بنتا ہے اور نہ گنہگار

جو شخص دعویٰ فاعلیت نہیں رکھتا اور جسکی عقل روشن ہے اور جو ذات کو ہر ذرہ میں دیکھ رہا ہے وہ کس کو مار سکتا ہے اسموقع پر عالم کے مارنے کے معنی پندار ہستی کے فنا کر دینے کے ہیں جب پندار فنا ہوا عالم کہاں باقی رہا

ज्ञानं ज्ञेयं परिज्ञाता त्रिविधा कर्म चोदना ॥
करणं कर्म कर्त्तेति त्रिविधः कर्म संग्रहः ॥१८॥

علم اور فعل کا تعلق

(۱۸) عالم - علم اور معلوم تین محرک فعل ہیں فاعل مفعول اور آلہ فعل کے ملنے سے فعل بنتا ہے حرکت ابتدائی بطون میں بصورت عالم علم اور معلوم پیدا ہو کر انسان کی توجہ کو فعلوں کی طرف رجوع دلاتی ہے اور جسم اور حواسوں سے فعل کراتی ہے -

ज्ञानं कर्मच कर्त्ताच त्रिधैव गुण भेदतः ॥
प्रोच्यते गुण संख्याने यथा वच्छृणु तान्यपि ॥१९॥

گیان[1] - کرم[2] - اور کرتا[3] یعنی علم فعل اور فاعل کی تقسیم سہ گانہ

(۱۹) علم - فعل اور فاعل اپنی صفتوں کے لحاظ سے سانکھہ شاستر میں تین قسم کے بیان کئے گئے ہیں اونکو تو سمجھ لے

सर्व भूतेषु येनैकं भाव मव्यय मीक्षते ॥
अविभक्तं विभक्तेषु तज्ज्ञानं विद्धि सात्त्विकम् ॥२०॥

ستوگنی گیان

(۲۰) جس علم کے ذریعہ سے جملہ مخلوقات کی کثرت میں ذات بحت واحد اور غیر منقسم نظر آتی ہے اوسے اعلیٰ درجہ کا علم خیال کر

पृथक्त्वेन तुयज्ज्ञानं नाना भावान्पृथग्विधान् ॥

वेत्तिसर्वेषु भूतेषु तज्ज्ञानं विद्धिराजसम् ॥ २१॥

رجوگنی گیان

(۲۱) جو علم کثرت کی نظر سے ذات واحد کو تمام مخلوقات میں جدا جدا اور کثیر تسلیم کرتا ہے اوسے اوسط درجہ کا سمجھو۔

यत्तु कृत्स्नवदेकस्मिन् कार्ये सक्तमहैतुकम्

अतत्त्वार्थ वदल्पंच तत्ताम समुदाहृतम् ॥२२॥

تموگنی گیان

(۲۲) جو علم ایک محدود صورت کو بلا دلیل محیط تسلیم کرکے اوس میں گرفتار ہوجاتا ہے اور راستی سے خلاف اور ہیچ ہے وہ ادنیٰ بیان کیا گیا ہے۔

नियतं संगरहित मरागद्वेषतः कृतम् ॥

अफल प्रेप्सुना कर्म यत्तत्सात्विक मुच्यते ॥२३॥

ستوگنی کرم

(۲۳) نتیجہ پر نظر نہ رکھنے والے جس لازمی فعل کو بھلا اور برا نہ سمجھکر بے تعلقی سے کرتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کا کہلاتا ہے۔

جن اشخاص کا علم منتر ۲۰ کے مطابق اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اونسے اعلیٰ درجے کے فعل سرزد ہوتے ہیں

यत्तु कामेप्सुना कर्म साहंकारेण वापुनः ॥

क्रियते बहुलायासं तद्राजसमुदाहृतम् ॥२४॥

رجوگنی کرم

(۲۴) خواہش مند اور مغرور انسان جن فعلوں کو بہت مشقت سے کرتے ہیں اوردہ اوسط درجہ کے کہلاتے ہیں۔

جن لوگوں کا علم منتر ۲۱ کے موافق محدود ہوتا ہے اونسے بیم درجات کے فعل صادر ہوتے ہیں

अनुबंधं क्षयं हिंसा मन वेक्ष्यच पौरुषम् ॥

मोहादारभ्यते कर्म यत्तत्तामस मुच्यते ॥२५॥

تموگنی کرم

(۲۵) مآل کار۔ نقصان۔ ایذا اور ذاتی طاقت کا لحاظ نکرکے جو فعل جہالت سے کیا جاتا ہے اوس کو ادنیٰ درجہ کا فعل کہتے ہیں۔



جن لوگوں کے جہل کا بائیسویں منتر میں بیان ہوا ہے اونکے افعال بھی ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے ہوتے ہیں

मुक्तसंगोऽनहंवादी धृत्युत्साह समन्वितः ॥

सिद्धय सिद्धयो र्निर्विकारः कर्त्तासात्विक उच्यते ॥२६॥

ستوگنی کرتا

(۲۶) جو فاعل تعلق اور پندار سے بری ہے۔ استقلال اور ہمت رکھتا ہے اور کامیابی اور ناکامی میں مطمئن رہتا ہے اوس کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہے۔

اس منتر کا بیسویں اور تیئیسویں منتروں سے تعلق ہے

रागी कर्मफल प्रेप्सु र्लुब्धो हिंसात्मकोऽशुचिः ॥

हर्षशोकान्वितः कर्ता राजसः परिकीर्त्तितः ॥२७॥

رجوگنی کرتا

(۲۷) جو فاعل غرضمند۔ افعال کا نتیجہ چاہنے والا۔ حریص۔ بیرحم اور ناپاک ہے اور خوشی اور رنج کو مانتا ہے اوسے اوسط درجہ کا کہتے ہیں۔

یہ منتر اکیسویں اور چوبیسویں منتر سے تعلق رکھتا ہے۔

अयुक्तः प्राकृतः स्तब्धः शठो नैष्कृतिकोऽलसः ॥

विषादी दीर्घसूत्री च कर्ता तामस उच्यते ॥२८॥

تموگنی کرتا

(۲۸) جو فاعل جاہل۔ بے تمیز۔ ضدی۔ فریبی۔ کینہ ور۔ کاہل۔ روتی شکل اور سست ہے وہ ادنیٰ درجہ کا کہلاتا ہے۔

یہ منتر اوپر کے بائیسویں اور پچیسویں منتروں سے متعلق ہے

बुद्धेर्भेदं धृतेश्चैव गुणतस्त्रिविधं शृणु ॥

प्रोच्यमानमशेषेण पृथक्त्वेन धनंजय ॥२९॥

بدھی یعنی عقل اور دھرتی یعنی استقلال کی تین قسمیں

(۲۹) اے ارجن میں عقل اور استقلال کی تین قسموں کو جو کہ صفاتی مدارج کے لحاظ سے قرار دیگئی ہیں علیحدہ علیحدہ اور بالتفصیل ذیل میں بیان

کرتا ہوں

प्रवृत्तिंच निवृत्तिंच कार्याकार्ये भयाभये ॥
बंधं मोक्षं चया वेत्ति बुद्धिः सा पार्थ सात्त्विकी ॥३०॥

ستوگنی بدہی (۳۰) اے ارجن جو عقل پابندی اور آزادی امر او رنہی خوف اور بیخوفی قید اور نجات کو تمیز کرتی ہے وہ اعلیٰ ہے۔

جس عقل نے منتر ۲۰ و ۲۳ اور ۲۶ کے معنی حل کرلئے ہیں وہ کامل ہے۔

यया धर्म मधर्मंच कार्यंचा कार्य मेवच ॥
अयथावत्प्रजानाति बुद्धिः सा पार्थ राजसी ॥३१॥

رجوگنی بدہی (۳۱) اے ارجن جو عقل راستی ناراستی امر او رنہی کی حقیقت کو نہیں جانتی وہ اوسط درجہ کی ہے۔

اس قسم کی عقل منتر ۲۱ و ۲۴ و ۲۷ کے معنی کو جن کا اس سے تعلق ہی کامل طور پر نہیں سمجھ سکتی

अधर्म धर्म मितिया मन्यते तमसा वृता ॥
सर्वार्थान् विपरीतांश्च बुद्धिः सा पार्थ तामसी ॥३२॥

تموگنی بدہی (۳۲) اے ارجن جو عقل تیرہ ہو کر ناراستی کو راستی مانتی ہے اور ہر شے کو اوس کے برعکس سمجھتی ہے وہ ادنیٰ درجہ کی ہے۔

یہ وہ عقل ہے جس کا منتر ۲۲ و ۲۵ و ۲۸ سے تعلق ہے اور جس نے جہالت کا طوفان سارے عالم میں مچا رکھا ہے۔

धृत्या यया धारयते मनः प्राणेन्द्रिय क्रियाः ॥
योगेना व्यभिचारिण्या धृतिः सा पार्थ सात्त्विकी ॥३३॥

ستوگنی دہرتی (۳۳) اے ارجن جس سچے استقلال کی مدد سے دل نفس اور حواس فعل بذریعہ یوگ ضبط کئے جاتے ہیں وہ اعلیٰ ہے۔



اس قسم کے استقلال کی بدولت علم۔فعل۔فاعل۔اور عقل کے وہ اعلیٰ درجے جن کا بیان منتر ۲۰ و ۲۳ و ۲۶ اور ۳۰ میں ہو چکا ہے حاصل ہوتے ہیں۔

ययातु धर्म कामार्थान् धृत्या धारयतेऽर्जुन ॥
प्रसंगेन फलाकांक्षी धृतिः सा पार्थ राजसी ॥३४॥

رجوگنی دہرتی (۳۴) اے ارجن جس استقلال کے وسیلہ سے اہل غرض دلی شوق کے ساتھ عقائد مذہبی۔خواہشات نفسانی اور مطالب دنیوی کو پورا کرتے ہیں وہ اوسط درجہ کا ہے۔

اس قسم کے استقلال کی مدد سے علم۔فعل۔فاعلیت اور عقل کے وہ متوسط درجے جن کا ۲۱ و ۲۴ و ۲۷ اور ۳۱ منتر میں ذکر ہوا ہے حاصل ہوتے ہیں۔

यया स्वप्नं भयं शोकं विषादमद मेवच ॥
न विमुंचति दुर्मेधा धृतिः सा पार्थ तामसी ॥३५॥

تموگنی دہرتی (۳۵) اے ارجن جس کچے استقلال سے خواب غفلت۔خوف۔رنج۔تکلیف اور حماقت نہیں چھٹتی وہ ادنیٰ ہے۔

اس قسم کا کچا استقلال انسان کا تنزل علم۔فعل۔فاعلیت اور عقل کے ادنیٰ درجوں میں کرتا ہے جن کی کیفیت منتر ۲۲ و ۲۵ و ۲۸ اور ۳۲ میں ظاہر کی گئی ہے اور وہ جہالت کو بڑھا کر انسان کو اعلیٰ درجہ کی طرف ترقی کرنے سے باز رکھتا ہے۔

सुखं त्विदानीं त्रिविधं शृणु मे भरतर्षभ ॥
अभ्यासाद्रमते यत्र दुःखान्तंच निगच्छति ॥३६॥
यत्तदग्रे विषमिव परिणामेऽमृतोपमम् ॥
तत्सुखं सात्त्विकं प्रोक्तमात्मबुद्धिप्रसादजम् ॥३७॥

ستوگنی سکھ (۳۶) اے ارجن اب تو مجھسے آرام کی تینوں قسموں کا حال سُن جو آرام

(شغل کی) مزاولت سے میسر ہوتا ہے۔ تکلیف کا خاتمہ کرتا ہے۔

(۳۷) ابتدا میں زہر کی مانند اور انجام میں آبحیات کی مانند معلوم ہوتا ہے اور علم ذات کے سرور سے پیدا ہوتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا بیان کیا گیا ہے۔

تینتیسویں ۳۳ منتر میں دل۔ نفس اور حواس کو استقلال کے ساتھ ضبط کرنیکی جو ہدایت کیگئی ہے اوس پر عمل کرنے سے یہ آرام حاصل ہوتا ہے ابتدا میں ضبط کی مزاولت دقّت طلب اور ناگوار معلوم ہوتی ہے مگر جب شاغل اوس کو استقلال کے ساتھ روزمرّہ بڑھاتے ہیں تب اوس سے بطون میں ایک کیف پیدا ہوتا ہے جس کو آرام خالص کہنا چاہئے۔

विषयेंद्रिय संयोगा द्यत्तदग्ने ऽमृतोपमम्॥

परिणामे विषमिव तत्सुखं राजसंस्मृतम्॥३८॥

رجوگنی سکھ

(۳۸) جو آرام حس اور محسوس کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتا ہے اور ابتدا میں آبحیات اور انجام میں زہر معلوم ہوتا ہے وہ اوسط درجہ کا مانا گیا ہے۔

جسمانی آسایش اور دنیاوی خوشی اصلی آرام نہیں ہیں اور وہ انجام میں تکلیف دہ ہوتی ہیں مگر اہل دنیا انہیں کو اعلیٰ درجہ کا آرام جانتے ہیں۔

यदग्ने चानु बंधेच सुखं मोहन मात्मनः॥

निद्रालस्य प्रमादोत्थं तत्ताम समुदाहृतम्॥३९॥

تموگنی سکھ

(۳۹) جو آرام ابتدا اور انجام دونوں میں انسان کو غافل کر دیتا ہے اور نیند سُستی اور عیش و عشرت سے پیدا ہوتا ہے وہ ادنیٰ درجہ کا کہا گیا ہے۔

ایسی آرام طلبی انسان کو شروع میں خوار کرتی ہے اور آخر میں آزار پہونچاتی ہے۔

नतदस्ति पृथिव्यां वा दिविदेवेषु वा पुनः॥

सत्वं प्रकृति जैर्मुक्तं यदेभिः स्यात्रिभिर्गुणैः॥४०॥

صفت سہ گانہ سے عالم کا وجود ہے

(۴۰) زمین۔ عالمِ فضا اور عالمِ ملائک میں کوئی وجود ایسا نہیں ہے جو کہ



قدرت کی صفت سہ گانہ سے بری ہو۔

زمین کی موجودات میں کُل جمادات نباتات اور حیوانات شامل ہیں

عالم فضا میں خلا۔ ہوا۔ بادل۔ بجلی۔ ستارے داخل ہیں

دیولوک یعنی عالم ملائک کا اشارہ اون سات لطیف قوتوں پر ہے جو حس اور محسوس بنکر مجموعی طور پر عالم کو نظام دیتی ہیں

ब्राह्मण क्षत्रिय विशां शूद्राणांच परंतप॥

कर्माणि प्रविभक्तानि स्वभाव प्रभवैर्गुणैः॥४१॥

صفات سہ گانہ کی تقسیم سے چاروں کی پیدایش ہے

(۴۱) اے ارجن برہمن چھتری ویش اور شودر کے افعال قدرت کی صفات کے بموجب تقسیم کئے گئے ہیں۔

انسان کی چار فرقوں میں تقسیم قانون قدرت کے بموجب ہوئی ہے پس دنیا میں کوئی ملک اِن چار فرقوں سے خالی نہیں ہے۔ جن لوگوں کو قدرت نے علم الوہیت اور اوس کی تلقین کا مادہ بخشا ہے وہ رہنمائے حق اور پیشوائے مذہب قرار دیے گئے ہیں۔

جن لوگوں کو قدرت نے شجاعت اور حکمرانی کا اقتدار عطا کیا ہے وہ حاکم سردار اور والئے ملک مانے گئے ہیں جن انسانوں نے تجارت اور کاروبار دنیوی کی قابلیت قدرت سے حاصل کی ہے وہ تاجر اور کاشتکار ہو گئے ہیں۔

جن اشخاص کو مندرجہ بالا صفتوں میں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوئی وہ خدمت کا پیشہ اختیار کر کے اون تینوں فرقوں کے مددگار بنگئے ہیں۔

اِن چاروں فرقوں کے بغیر دنیوی کاروبار اور ضروریات کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے دید نے برہمن کو مُنھ چھتری کو بازو ویش کو ران اور شودر کو پاؤں بیان کیا ہے اور وہ ایک تلازمہ ہے جس میں اِن چاروں فرقوں کا ایک جسم قرار دیکر ہر ایک فرقہ کو بلحاظ منصب اوس کا خاص حصّہ بتایا ہے۔

برہمن کو مُنھ اِسواسطے کہا ہے کہ کلام کا ادا ہونا اور تعلیم و تلقین کے سلسلہ کا جاری رہنا زبان سے

تعلق رکھتا ہے۔

چھتری کو بازو اِس لئے فرض کیا ہے کہ شجاعت کا صدور اور قوت کا ظہور بازو سے ہوتا ہے ویش کو ران سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ برہمن اور چھتری دونوں کے فرایض منصبی کا ادا ہونا اوس کی کوشش پر منحصر ہے۔

شودر کو اِس وجہ سے پانوں مانا ہے کہ برہمن چھتری اور ویش تینوں کے کاروبار کا اوسکی خدمت پر دارومدار اس طور پر ہو جیسے تمام جسم کا بوجھ پانوں پر ہوتا ہے اور جسم پانوں کے بغیر معذور ہو جاتا ہے۔

शमोद् मस्तपः शौचं शांति राजवमेवच ॥
ज्ञानं विज्ञान मास्तिक्यं ब्रह्म कर्म स्वभावजम् ॥४२॥

**برہمن کی تعریف**

(۴۲) دل اور حواس کا ضبط کرنا زہد۔ پاک باطنی۔ حلم۔ راستی۔ علم۔ اشتراق اور تسلیم الوہیت برہمن کا فرض ہے۔

جو انسان اِن آٹھ صفتوں سے موصوف ہے وہ اصلی برہمن ہے باقی مصنوعی ہیں۔

शौर्यं तेजो धृति र्दाक्ष्यं युद्धेचाप्य पलायनम् ॥
दान मीश्वर भावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥४३॥

**چھتری کی تعریف**

(۴۳) شجاعت۔ جلال۔ استقلال۔ زیرکی۔ جنگ میں قدم نہ ہٹانا۔ خیرات دینا اور حکمرانی کرنا چھتری کا فرض ہے۔

ان اوصاف کے رکھنے والے چھتری کا ملنا موجودہ زمانہ میں مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

कृषि गोरक्ष वाणिज्यं वैश्य कर्म स्वभावजम् ॥
परिचर्यात्मकं कर्म शूद्रस्यापि स्वभावजम् ॥४४॥

**ویش اور شودر کی تعریف**

(۴۴) کھیتی۔ گلہ بانی اور بیوپار ویش کا فرض ہے۔ خدمت کے متعلق جو کام ہیں اون کا کرنا شودر کا فرض ہے۔



स्वे स्वे कर्मण्यभिरतः संसिद्धिं लभते नरः ॥
स्व कर्म निरतः सिद्धिं यथा विंदति तच्छृणु ॥४५॥

**فرض متعلقہ کا پورا کرنا کامیابی کا ذریعہ ہے**

(۴۵) انسان اپنے فرض کو ادا کرکے کمال کے درجہ پر پہونچتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرتے ہوئے جس طریقے سے کمال کو حاصل کرتا ہے اوس کا حال سُن۔

यतः प्रवृत्तिर्भूतानां येन सर्व मिदं ततम् ॥
स्वकर्मणा तमभ्यर्च्य सिद्धिं विंदति मानवः ॥४६॥

**کمال کے حاصل کرنیکا طریقہ**

(۴۶) جس سے کل مخلوقات نے وجود پایا ہے اور جو اِس سارے عالم میں محیط ہے اِنسان اپنے فرض کی تکمیل سے اوس کی اطاعت کا اظہار کرکے کمال کو حاصل کرتا ہے۔

۴۵ اور ۴۶ منتر سے صاف ثابت ہے کہ قدرت نے کمال کا حاصل کرنا کسی ایک فرقہ کے واسطے مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ طالب میں صرف اون صفتوں کا موجود ہونا جن کا حوالہ منتر ۴۳ کی تشریح میں دیا گیا ہے ضروری اور لازمی ہے۔

श्रेयान् स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ॥
स्वभाव नियतं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्विषम् ॥४७॥

**فرض متعلقہ کو فرض غیر متعلقہ پر ترجیح ہے**

(۴۷) اپنے فرض کا ناکمل طور پر ادا کرنا کسی دوسرے فرض کے کامل طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے طبعی فرض کے ادا کرنے سے انسان گنہگار نہیں ہوتا۔

جو شخص اپنے منصبی فرض کو چھوڑ کر دوسروں کے فرائض اختیار کر لیتا ہے وہ احکام قدرت کی مخالفت کرتا ہے نیکی کو غارت کرتا ہے اور بدی کا باعث ہو جاتا ہے۔

सहज कर्म कौन्तेय सदोषमपि न त्यजेत् ॥

सर्वारंभाहि दोषेण धूमे नाग्नि रिवावृत्ताः॥४८॥

ادنیٰ فرائض کا ادا کرنا لازمی ہے۔

(۴۸) اے ارجن اپنے فرض کا گو وہ ادنیٰ درجہ کا ہو چھوڑنا لازم نہیں ہے کیونکہ کُل فرائض عیب سے ایسے گھرے ہوئے ہیں جیسے کہ آگ دھوئیں سے گِھری ہوتی ہے۔

چاروں فرقوں میں سے کِسی کا اپنے منصب پر غرور کرنا بجا نہیں ہے۔

असक्त बुद्धिः सर्वत्र जितात्मा विगतस्पृहः॥
नैष्कर्म्य सिद्धिं परमां सन्यासेनाधिगच्छति॥४९॥

دونوں کے فرائض کو صفاتی اور جان کو ذاتی جوہر جاننا فعل سے بریت ہے

(۴۹) جو سب سے بےتعلقی اختیار کرتا ہے اپنے دل کو قابو میں لے آتا ہے اور خواہشوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ تارک ہوکر فعل سے بری ہونے کے اعلیٰ درجہ پر پہونچتا ہے۔

ہر شخص کے لئے کمال کا حاصل کرنا دل کے قابو کرنے پر منحصر ہے۔

सिद्धिं प्राप्तो यथा ब्रह्म तथाप्नोति निबोधमे॥
समासेनैव कौंतेय निष्ठा ज्ञानस्य या परा॥५०॥

فعل سے بریت پانا برہم میں وصل ہونیکا ذریعہ ہے

(۵۰) اے ارجن انسان کمال کو حاصل کرکے جیسا برہم کو پاتا ہے اور جیسے علم ذات سے ماہر ہوتا ہے اوس کا مجمل بیان سن۔

عقل بوجہ پندار کی آلایش کے کثیف ہو رہی ہے آلایش کے رفع ہونے پر عقل سلیم پیدا ہوتی ہے اور اسی کا نام برہم میں وصل ہونا ہے۔

बुद्ध्या विशुद्ध्या युक्तो धृत्यात्मानंनियम्यच॥
शब्दादीन्विषयांस्त्यक्त्वारागद्वेषौव्युदस्यच॥५१॥
विविक्त सेवी लघ्वाशी यतवाक्काय मानसः॥
ध्यानयोग परोनित्यं वैराग्यं समुपाश्रितः॥५२॥



अहंकारं वलं दर्पं कामं क्रोधं परिग्रहम्॥
विमुच्य निर्ममः शांतो ब्रह्मभूयाय कल्पते॥५३॥

برہم میں وصل ہونے کا طریقہ

(۵۱) جو اپنی عقل کو کثافت سے پاک کرکے دِل کو استقلال کے ساتھ مطیع کرکے۔ صوت وغیرہ محسوسات سے بےتعلق ہوکر۔ اور شوق و نفرت کو چھوڑ کر (۵۲) تنہائی اختیار کرتا۔ قلیل غذا کھاتا ہے۔ زبان جسم اور دل کو قابو میں لاتا ہے اور ہمیشہ تصور میں مشغول اور عشق حقیقی میں مسرور رہتا ہے۔

(۵۳) وہ انانیت تکبر۔ خودنمائی۔ خواہش۔ غصہ اور شوق سے بری ہوکر واجب الوجود میں وصل ہوجاتا ہے۔

واجب الوجود میں وصل ہونیکا جو عملی طریقہ اِس منتر میں مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے اوسکی تشریح یہ ہے کہ شاغل ضبط حواس کی مدد سے پہلے حواس کا تعلق محسوسات سے ہٹاتا ہے پھر وہ اپنی توجہ کو حواس کی طرف جانے سے روک کر قرار اور سکون حاصل کرتا ہے اور اپنی قوت متخیلہ کو آتم دھیان یعنی ذات کے تصور میں لگاتا ہے اِس کے بعد انبھو یعنی علم اشراق جو واجب الوجود کا جلوہ ہے اوس پر آشکارا ہوجاتا ہے اور وہ اوسی میں دلبستگی رکھتا ہے۔

ब्रह्म भूतः प्रसन्नात्मा नशोचति नकांक्षति॥
समः सर्वेषु भूतेषु मद्भक्तिं लभते पराम्॥५४॥

برہم میں وصل ہونیکے بعد انسان کی حالت

(۵۴) جو بشر واجب الوجود میں وصل ہوکر اطمینان حاصل کرتا ہے بیم و رجا کو چھوڑ دیتا ہے اور کل مخلوقات کو مساوی سمجھتا ہے اوسکے دل میں میرا سچا عشق پیدا ہوتا ہے۔

ذات مثل آفتاب کے ہے جس کا عکس اوس سمندر میں پڑتا ہے اور صفات ایک سمندر کی مانند ہے اور افعال بمنزلہ لہروں کے اوس سے پیدا ہوتے ہیں اور لہروں کی حرکت کے باعث ہلتا ہوا معلوم ہوتا ہے لہروں کے مٹ جانے پر آفتاب کا عکس سمندر میں قایم نظر آتا ہے اور عکس کے مشاہدہ

سے آفتاب کا سمندر اور لہروں سے علیحدہ ہونا ثابت ہوجاتا ہے ۔

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः ।।
ततो मां तत्त्वतो ज्ञात्वा विशते तदनंतरम् ।।५५।।

ذات میں وصل ہونیکا طریقہ

(۵۵) وہ اُس عشق کی بدولت میری حقیقت سے کامل طور پر واقف ہوجاتا ہے اور پوری واقفیت حاصل کرکے مجھ میں وصل ہوجاتا ہے ۔

جب انسان کی رسائی علم کلیت کی منزل تک ہوجاتی ہے اوسوقت اوسے خورشید ذات کا پرتوہ اپنے بطون میں نظر آتا ہے اور اوس کے دیدار کا عشق پیدا ہوتا ہے جس کے وسیلہ سے وہ اپنی ہستی کے ذرے کو اوسکے بے انتہا جلال میں فنا کردیتا ہے ۔

نظم

| | |
|---|---|
| در بازیٔ عشق صرفہ جان | زیبا نبود بہ پیش جانان |
| آنکو کہ فدائے عشق یار است | اورا بہ تن و بجان چہ کاراست |
| بیجان و تن است ور تن و جان | آرام گہش کنار جانان |
| در بحر فنا قدم گذارد | پروائے وجود و جان ندارد |
| درراہ یگانہ خاک گشتہ | از موت و حیات پاک گشتہ |
| باید کہ دولت صفا پذیرد | جز رنگ یگانگی نگیرد |
| این است ولی رہ خدائی | جز این ہمہ باطل و ہوائی |

सर्वकर्माण्यपि सदा कुर्वाणो मद्व्यपाश्रयः ।।
मत्प्रसादादवाप्नोति शाश्वतं पदमव्ययम् ।।५६।।

وصال ذات

(۵۶) جو میری پناہ میں آتا ہے وہ سب فعلوں کو کرتا ہوا بھی میرے فضل سے قدیم اور لازوال منزل پر پہونچتا ہے ۔

| | |
|---|---|
| خواہی کہ درون خویش مولیٰ یابی | باخاص باخلاص نشین تا یابی |
| درجہل چلہ انچہ نہ پیدا یابی | از یک نظر خاص ہویدا یابی |



चेतसा सर्वकर्माणि मयि सन्न्यस्य मत्परः ।।
बुद्धियोगमुपाश्रित्य मच्चित्तः सततं भव ।।५७।।

وصال ذات کے لئے علم حقیقت حاصل کرنا ضروری ہے

(۵۷) تو اپنے سب فعلوں کو دل سے میرے حوالے کرکے میرا طالب ہو اور معرفت کے طریقہ سے میرے تصور میں ہمیشہ مشغول رہ ۔

فاعلیت کا پندار ترک کرنے سے فنا کی منزل تک رسائی ہوتی ہے اس کے بعد جو علم ذات آشکارا ہوتا ہے اوس میں تصور کے قایم رکھنے سے وصال کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے ۔

मच्चित्तः सर्वदुर्गाणि मत्प्रसादात्तरिष्यसि ।।
अथ चेत्त्वमहंकारान्न श्रोष्यसि विनंक्ष्यसि ।।५८।।

علم حقیقت سے کشایش باطن ہوتی ہے ۔

(۵۸) تو میرا تصور کرکے میرے فضل سے سب مشکلات پر عبور پاویگا جو تو پندار کے سبب سے میرے اِس کلام کو نہیں مانیگا برباد ہوگا

تصور ذات کے قایم رکھنے سے مُکتی یعنی نجات حاصل ہوتی ہے پندار کی وجہ سے واہمات میں گرفتار ہوجانا بندہ یعنی قید ہے ۔

यदहंकारमाश्रित्य न योत्स्य इति मन्यसे ।।
मिथ्यैष व्यवसायस्ते प्रकृतिस्त्वां नियोक्ष्यति ।।५९।।

علم حقیقت کے حاصل کئے بغیر افعال اختیاری معلوم ہوتے ہیں

(۵۹) پندار کی وجہ سے جو تیرا خیال ہے کہ میں نہیں لڑوں وہ غلط ہے کیونکہ خاصۂ قدرت تجھسے جنگ کرائیگا ۔

ارجن کا جنگ سے انکار کرنا اور اپنے آپ کو جنگ کرنیوالا ماننا پندار اور نادانی کا فعل تھا

स्वभावजेन कौन्तेय निबद्धः स्वेन कर्मणा ।।
कर्तुं नेच्छसि यन्मोहात्करिष्यस्यवशोऽपि तत् ।।६०।।

علم حقیقت فعل کے صدور کو جبر قدرت ثابت کرتا ہے

(۶۰) اے ارجن جس فعل کے کرنے سے تو بوجہ نادانی انکار کرتا ہے وہ تجھے اپنے طبعی فرض سے مجبور ہو کر بے اختیاری کی حالت

میں کرنا ہوگا۔

چونکہ ارجن قوم کا چھتری تھا اور چھتری کا جنگ راستی سے قدم نہ ہٹانا فرض تھا اور اوس فرض نے اوسکو جنگ پر آمادہ کیا تھا اسلئے میدان میں آکر اوس کا جنگ سے انکار کرنا حکم قدرت کے برخلافی اور فعل نادانی تھا۔

ईश्वरः सर्व भूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति ॥
भ्रामयन्सर्व भूतानि यंत्रारूढानि मायया ॥६१॥

قادر مطلق حرکات قلبی کے جبر سے فعل کرتا ہے

(۶۱) اے ارجن واجب الوجود سب مخلوقات کے دل میں مقیم ہو کر اونکو اپنی قدرت کاملہ کے چرخ پر پھراتا ہے۔

| | |
|---|---|
| ذات تو ہمہ صفات جامع در تو | زان نور حقیقت است لامع در تو |
| برخود تو عبث تہمت ہستی داری | حق است کہ شد قایل و سامع در تو |

तमेव शरणं गच्छ सर्व भावेन भारत ॥
तत्प्रसादात्परां शांतिं स्थानं प्राप्स्यसि शाश्वतम् ॥६२॥

قلب میں قادر مطلق کی تلاش واجب ہے

(۶۲) اے ارجن تو سب طرح سے اوسکی پناہ میں آ کیونکہ اوس کے فضل سے تو اعلیٰ سکون (قلب) کے بے زوال مقام پر پہونچے گا۔

| | |
|---|---|
| سالک کہ ز راہ چشم دل بینا شد | در چشم دلش حقیقتے پیدا شد |
| دانست کہ من قطرہ دریا ہستم | دانستہ ہمان چشم زدن دریا شد |

इति ते ज्ञानमाख्यातं गुह्याद्गुह्यतरं मया ॥
विमृश्यैतदशेषेण यथेच्छसि तथा कुरु ॥६३॥

تلاش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے

(۶۳) یہ نہایت پوشیدہ معرفت کے اسرار میں نے بیان کئے ہیں پہلے تو اونکو خوب سمجھ لے پھر تیری جیسی مرضی ہو ویسا کر۔

اسرار معرفت کے سمجھنے کی ہدایت تو اس موقع پر ارجن کو کی گئی ہے مگر اوس کا اطلاق ہم



وقت ہر جگہہ اور خاص و عام پر ہے جو کوئی ایسے باریک رموز کو سمجھکر اون پر کاربند ہوتا ہے وہ تمام لازمی افعال کرتا ہوا ہی بیشک منزل مقصود پر پہونچتا ہے۔

सर्व गुह्यतमं भूयः शृणु मे परमं वचः ॥
इष्टोऽसि मे दृढमति स्ततो वक्ष्यामि ते हितम् ॥६४॥

علم الوہیت کے حاصل کرنیکا سب سے اعلیٰ طریقہ

(۶۴) اب تو میرے اعلیٰ کلام کو جو سب سے زیادہ غور طلب ہے سمجھ لے چونکہ تو میرا اچھا دوست ہے تیری بہبودی کے خیال سے میں یہ پھر ظاہر کرتا ہوں۔

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ॥
मामेवैष्यसि सत्यं ते प्रतिजाने प्रियोऽसि मे ॥६५॥

ذکر عشق اور فنا

(۶۵) مجھہ میں دل لگا میرا طالب ہو مجھکو اپنے اعمال تفویض کر اور میری پرستش کر۔ اے میرے پیارے میں تجھسے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ تو اس ہدایت پر کاربند ہونے سے مجھہ میں وصل ہوگا۔

| | |
|---|---|
| سر رشتۂ دولت اے برادر بکف آر | این عمر گرامی بخسارت مگذار |
| دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال | میدار نہفتہ چشم دل جانب یار |

सर्व धर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ॥
अहंत्वां सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥६६॥

ترک خودی اور وصال

(۶۶) تو سب عقیدوں کو چھوڑ کر میری ذات واحد کا طالب ہو میں تجھے سب گناہوں سے ضرور آزاد کردوں گا۔

| | |
|---|---|
| ہٹا کر ماسوا سے دل کو میرے آسرے میں آ | کرونگا میں تجھے آزاد بیشک سب گناہوں سے |

بھگوت گیتا کے کل اصول کا اعلیٰ نتیجہ اس منتر میں موجود ہے یعنی اوس کے وسیع معنی میں طلب کی ابتدائی منزل سے جس کا بیان دوسری ادھیا کے گیارہویں منتر میں ہوا ہے وصال کے اعلیٰ درجہ

تک تمام منازل کا ادراک شامل ہے اور علم توحید کی تلقین بھی اِس پر ختم ہوئی ہے۔ چونکہ یہ منتر منتخب ہو کر دیباچہ میں آچکا ہے لہذا اوس کی دوبارہ تشریح کرنا طوالت ہے عاقل کو تو اِس نکتہ کے سمجھنے کے لئے ایک اشارہ کافی ہے کند ذہن وید۔ شاستر اور تمام دنیا کے مذہبی علوم کے مطالعہ سے بھی اِس منتر کا عقدہ حل نہیں کر سکتا۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است ۔ بانگ یک کردم اگر در دہ کس است

इदंते नातपस्काय ना भक्ताय कदाचनः ।।
नचाऽशु श्रूषवे वाच्यं नचमांयोऽभ्यसूयति ।।६७।।

جو طالب نہو اوسکے لئے تلقین لاحاصل ہے۔

(۶۷) جو شخص ریاضت کش۔ طالب اور معتقد نہو اور میرے علم الوہیت سے انکار کرتا ہو اوسے یہ (علم) ہرگز بتانا نہیں چاہئے۔

جو جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہوں اونہیں اِس آب حیات کا حصہ کیونکر نصیب ہو سکتا ہی

نازپرورد تنعم نبرد راہ بدوست ۔ عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

यइदं परमं गुह्यं मद्भक्तेष्वभिधास्यति ।।
भक्तिं मयिपरां कृत्वा मामेवैष्यत्य संशयः ।।६८।।

طالبوں پر اِس کا ظاہر کرنا ضروری ہی

(۶۸) جو یہ عالی اسرار میرے طالب کو بتائیگا وہ میرے عشق حقیقی کی بدولت بیشک مجھہ میں وصل ہوگا۔

جو لوگ فہم رسا رکھتے ہوں اور اِس آب حیات کے مستحق ہوں اونکو اِس علم کے بتانے سے دریغ کرنا جائز نہیں۔

नचतस्मा न्मनुष्येषु कश्चिन्मे प्रिय कृत्तमः ।।
भविता नचमे तस्मा दन्यः प्रियतरो भुवि ।।६९।।

جو طالبوں پر اِن رموز کو ظاہر کرتا ہے وہ حق کا عزیز ہے

(۶۹) نہ تو وہ جہان بھر میں مجھہ سے زیادہ کسیکو عزیز سمجھتا ہے اور نہ روئے زمین پر مجھے اوس سے زیادہ کوئی عزیز ہوتا ہے۔



ذات پاک کا اقرار ہے کہ جو یہ آبِ حیات اوسکے پیاروں کو تقسیم کرتا ہے اوس سے زیادہ اوسکو کوئی عزیز نہیں۔

عاشقے ام کہ چو آواز دہی جان مرا ۔ دوست از سینہ ام آواز برآرد کہ منم

اے عزیزوں آب حیات کا دریا کوزہ میں بند ہے اور وہ صدق طلب سے مِلسکتا ہے۔

اِس سے تشنہ کام رہنا زندگی میں بے نصیبی ظاہر کرتا ہی اور آخر وقت کف افسوس ملواتا ہے۔

کہ این وقت است و این کار است و این گو ۔ زمیدان ہر کہ بردہ آدم است او

अध्ये ष्यते चयइमं धर्म्यं सम्वाद मावयो ।।
ज्ञान यज्ञेन तेनाह मिष्टः स्यामिति मे मतिः ।।७०।।

بھگوت گیتا کا مطالعہ کرنیوالا حق کو عزیز جاننے لگتا ہے

(۷۰) جو شخص ہم دونوں کی اِس تقریر کو جس سے نیکی پیدا ہوتی ہے پڑہیگا میری رائے ہے کہ وہ علمی ریاض سے مجھے عزیز بنالیگا۔

زبان سنسکرت کے ایسے علماء جو اِس صحیفہ عالیہ کے معنی اور مراد بخوبی سمجھا سکیں اِس زمانہ میں نایاب ہو گئے ہیں اور علم الوہیت کے طالب اوس قدیم زبان سے عموماً ناواقف ہونے کے باعث خود اِس کے مطالعہ سے معذور ہیں اِسلئے اس کا ترجمہ اردو میں جو کہ زبان رائج الوقت ہے مرتب کیا گیا اور جہاں تک موجودہ زبان کی وسعت تھی اوس کی باریکیاں ظاہر کردی گئیں۔ جو کوئی سچے اعتقاد سے اِس کا بار بار مطالعہ کرے گا وہ اوس کے معنی کو زیادہ صاف طور پر سمجھنے سے ہر دفعہ نیا لطف حاصل کریگا اور رفتہ رفتہ عشق کی کشش سے منزل مقصود پر پہونچ جائیگا۔

श्रद्धावान नसूयश्च शृणुयादपि योनरः ।।
सोऽपि मुक्तः शुभांल्लोकान्प्राप्नुयात्पुण्य कर्मणाम् ।।७१।।

نیک افعالی اختیار کرتا ہے

(۷۱) جو با اعتقاد اور بے تعصب اِنسان اِس (تقریر) کو سنے گا وہ بھی (برے فعلوں سے) آزادی پاکر نیک افعالوں کے بہترین عالم میں پہونچے گا۔

جو لوگ اِس صحیفہ کے معنی نہیں سمجھتے تاہم اعتقاد کے ساتھ اوسے سنتے ہیں وہ اپنے راسخ اعتقاد

کے اثر سے بدافعالی چھوڑ کر نیک افعال کی طرف ترقی کرتے ہیں۔

कच्चिदेतच्छ्रुतं पार्थ त्वयैकाग्रेण चेतसा ।।
कच्चिदज्ञानसंमोहः प्रनष्टस्ते धनंजय ।।७२।।

ارجن اِسکو سمجھا یا نہیں (۷۲) اے ارجن تو نے اِس صحیفہ کو یکسو دل سے سنا یا نہیں اور تیری نادانی اور غفلت رفع ہوئی یا نہیں۔

## अर्जुनउवाच

नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्मयाच्युत ।।
स्थितोऽस्मि गतसंदेहः करिष्ये वचनं तव ।।७३।।

ارجن نے جواب دیا

ہاں سمجھ گیا (۷۳) اے کرشن آپ کی برکت سے میری غفلت دُور ہوئی اور میں نے اپنے آپکو پہچانا مجھے اطمینان حاصل ہوا اور میرے شکوک رفع ہوئے جو کچھ آپ کا ارشاد ہے میں بجالاؤنگا۔

| | |
|---|---|
| دریا جو حقیقت کا ہے بھرا سب عالم اِسکی موجیں ہیں | میدان میں جنگ کو استادہ گیان اور اگیان کی فوجیں ہیں |

## संजयउवाच

इत्यहं वासुदेवस्य पार्थस्य च महात्मनः ।।
संवादमिमम श्रौष मद्भुतं रोमहर्षणम् ।।७४।।

سنجے نے کہا

سنجے کی گفتگو راجہ دہرت راشٹر کیساتھ (۷۴) میں نے قابل تعظیم کرشن اور ارجن کی یہ باہمی گفتگو جو حیرت انگیز اور رونگٹے کھڑے کرنے والی تھی سُنی۔

بھگوت گیتا مہابھارت کا وہ حصہ ہے جس میں سنجے نے راجہ دہرت راشٹر سے جنگ کے شروع کے واقعات بیان کئے ہیں۔



व्यासप्रसादाच्छ्रुतवानेतद्गुह्यमहं परम् ।।
योगं योगेश्वरात्कृष्णात्साक्षात्कथयतः स्वयम् ।।७५।।
राजन्संस्मृत्य संस्मृत्य सम्वादमिममद्भुतम् ।।
केशवार्जुनयोः पुण्यं हृष्यामिच मुहुर्मुहुः ।।७६।।

ایضاً (۷۶) اے راجہ (دہرت راشٹر) میں اوس نہایت مخفی طریقت کو جو صاحبِ کمال کرشن نے خود بیان کی ویاس جی کی مہربانی سے سُنکر اور کرشن اور نیز ارجن کی اوس حیرت انگیز اور نیکی پیدا کرنیوالی گفتگو کا بار بار خیال کرکے اپنے دل میں خوش ہوتا ہوں۔

तच्च संस्मृत्य संस्मृत्य रूपमत्यद्भुतं हरेः ।।
विस्मयो मे महान्राजन् हृष्यामिच पुनः पुनः ।।७७।।

ایضاً (۷۷) اے مہاراجہ دہرت راشٹر کرشن کی اوس نہایت حیرت انگیز صورت کا بار بار خیال کرنے سے مجھکو بار بار حیرت اور خوشی ہوتی ہے۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ।।
तत्रश्रीर्विजयो भूतिं र्ध्रुवानीतिर्मतिर्मम ।।७८।।

ایضاً (۷۸) جدہر صاحب کمال کرشن اور تیرانداز ارجن ہیں مجھے کامل یقین ہے کہ اوسی طرف اقبال۔ فتحمندی۔ شوکت اور انصاف ہے۔

इतिश्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे संन्यासयोगो नामाष्टादशोऽध्यायः १८

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی اٹھارہویں ادہیا موسوم بہ کیف نجات ختم ہوئی

# اٹھارہویں ادہیا کا خلاصہ

ویدوں کی اوس حصّہ کی جو علم الوہیت سے متعلق ہے اوپنشدوں میں تشریح درج ہے اور اون اوپنشدوں کا خلاصہ شری بھگوت گیتا ہے اور اِس ساری کتاب کے اصول مجمل طور پر اوسکی اٹھارہویں ادہیائے میں بیان کئے گئے ہیں اور اوس ادہیا کا لب لباب اوس کے ۶۵ و ۶۶ منتر میں موجود ہے صرف طلب صادق اور فہم رسا ہونی ضرور ہے تاکہ وہ نکتہ کو دریافت کرے اور سمندر کو کوزہ میں بند دیکھ سکے جن میں آتش شوق بالکل بجھی ہوئی ہے اونکے لئے نہ تو اِس صحیفہ کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے اور نہ اون کی اِس طرف توجہ ہوتی ہے یعنی وہ لوگ علم الٰہی کے غیر مستحق ہونیکی وجہ سے کبھی اوس سے مستفید نہیں ہوتے ہیں مگر جن میں شوق کی ایک چنگاری بھی باقی ہے وہ اِس چنگاری سے خرمن جہل کو سوخت کر سکتے ہیں بشرطیکہ اوس چنگاری پر برابر پھونک لگائے جائیں

**رباعی**

آخر یابد ہر کہ ز صدق ش جوید
گویند کہ ہر کہ یافت حرفے نکند
تخمے کہ بجا فتاد آخر روید
نے نے غلط است ہر کہ یابد گوید

# خلاصہ کتاب

بھگوت گیتا کے اٹھارہ ادہیاؤں میں آتم بودہ یعنی علم خود شناسی کے مختلف مسایل پر سوال وجواب کے پیرایہ میں بحث ہو چکی ہے اور ہر ادہیا کا خلاصہ اوس کے انجام میں درج ہو چکا ہے مگر چونکہ شایقین کو اونکے مطالعہ سے ادہیاؤں کا باہمی تعلق صاف طور پر دریافت نہیں ہو سکتا ہے اِسلئے تمام ادہیاؤں کے اصول اختصار کے ساتھ بالترتیب ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

**پہلی** ادہیا میں موقع جنگ کا بیان ہوا ہے اور ارجن کے جنگ سے انکار کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔



**دوسری** ادہیا میں شروع سے گیارہ منتر تک ارجن کی غمگینی کی حالت دکھلائی گئی ہے اور گیارہ سے تیس منتر تک علم سانکھ کے قاعدہ سے جان کا غیر فانی ہونا اور جسم کا بے ثبات اور فانی ہونا بیان کیا گیا ہے اکتیس سے اڑتیس منتر تک جنگ کے فعل کو موقع اور وقت کے مناسبت اور فرض منصبی کے لحاظ سے درست ثابت کر کے اوس پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے اونتالیس منتر سے ادہیا کے انجام تک علم معرفت کے حاصل کرنے کا طریقہ اور طالب معرفت کے مختلف منازل اور اوس کی انتہائی درجہ کی کیفیت ظاہر کی گئی ہے۔

**تیسری** ادہیا میں مصنف نے کرم یعنی فعل کا حیات کے لئے لازمی ہونا اور اوس کا ترک غیر ممکن ہونا دکہایا ہے اور جس طرح پر اوس کا صدور قدرت سے ہوتا ہے بیان کیا ہے اور عارف کے لئے افعال جسمانی کا باعث حجاب نہونا ثابت کیا ہے۔

**چوتھی** ادہیا میں علم معرفت کے وسیلہ سے انسان کا لازمی افعال کی قیود سے آزادی پانا ممکن بیان کیا ہے اور علم معرفت کے حاصل کرنے کے مختلف عملی طریقوں کو مجمل طور پر دکہایا ہے۔

**پانچویں** ادہیا میں افعال کی قیود سے آزادی حاصل کرنیکے علمی اور عملی دو قدیم طریقے بتائے ہیں اور دونوں کے نیتجوں کا واحد ہونا ظاہر کیا ہے اور اوسکے آخر حصّے میں بھرکٹی دہیان کے شغل کی جسکے ذریعہ سے جان کا جسمانی افعال سے بے تعلق ہونا معلوم ہوتا ہے ہدایت کی ہے۔

**چھٹی** ادہیا میں فعل سے بریت کے قایم رکھنے کے لئے دل کا قابو کرنا ضروری کہا ہے اور دل کے ضبط کرنے کے واسطے ناساگر دہیان کا طریقہ بیان کیا ہے

**ساتویں** ادہیا میں اوس اشراق کا بیان ہے جو طالب کو بھرکٹی دہیان اور ناساگر دہیان کی مزاولت کرنے پر حاصل ہوتا ہے اور جس میں قدرت کے ساتھ طبقے تمیز ہوتے ہیں۔

**آٹھویں** ادہیا میں اوس قدرت کو جو اِن ساتوں کو نمود دیتی ہے اور جس کے وسیلہ سے اُنہوں نے امتزاج پایا ہے بیان کیا ہے اور ذات پاک کو سب سے برتر بتایا ہے۔

**نویں** ادہیا میں معرفت کی اُس حالت کو دکھلایا ہے جس کا سمجھنا حیطۂ عقل سے باہر ہے اور

جس میں عارف ذات پاک کو ہر ذرہ میں محیط اور ہر شے سے بری دیکھتا ہے۔

دسویں ادہیا میں اوس کیف کو بیان کیا ہے جو معرفت کے استغراق کے بعد یعنی عالم کی کثرت میں وحدت کے نظر آنے پر عارف کے بطون میں پیدا ہوتا ہے اور جس کی مدد سے وہ اپنی ہستی بحت کو ماضی مستقبل میں موجود اور عالم کے ظہور کا باعث جانتا ہے۔

گیارہویں ادہیا میں وصال کی جلالی اور جمالی دو صورتیں جو کہ علم معرفت کے حاصل ہونے پر دریافت ہوتی ہیں ارجن کو عین الیقین کرا دی گئیں اور اوس نے اونمیں سے جمالی پسند کی

بارھویں ادہیا میں جمالی وصال کے قایم رکھنے کے لئے عشق حقیقی کا ہونا لازمی بتایا گیا ہے

تیرھویں ادہیا میں عشق حقیقی کی شناخت کے واسطے جسم اور جان کی تشریح کی گئی ہے اور جان کے ساتھ عشق کا ہونا حقیقی اور جسم سے عشق کا ہونا مجازی بتایا گیا ہے۔

چودھویں ادہیا میں جان کا صفات سہ گانہ کے ساتھ تعلق ظاہر کیا گیا ہے اور باوجود تعلق اوس کا اون صفات سے بری ہونا دکھلایا گیا ہے۔

پندرھویں ادہیا میں صفت سہ گانہ کے وسیلہ سے جان کے جسم میں نزول کرنے اور عالم کے شہود دینے کی کیفیت بیان کی گئی اور ذات پاک کا جسم اور جان دونوں سے برتر ہونا اور اوس میں وصل ہونیوالے کا فعل وعمل کی تمیز سے آزادی پانا ثابت کیا گیا ہے۔

سولھویں ادہیا میں فعل کے امر و نہی دو قسمیں جو کہ جان کے جسم میں نزول کرنے سے پیدا ہوتی ہیں بیان کی گئی ہیں۔

سترھویں ادہیا میں عقیدوں کی وہ تین قسمیں دکھلائی گئیں ہیں جن کی پیدایش جان کے جسم میں نزول کرنے پر صفات سہ گانہ سے ہوتی ہے۔

اٹھارہویں ادہیا میں ذات پاک کا وصال حاصل کرنیوالے کی حالت جو بالمعنی نجات ہے ظاہر کیگئی ہے۔



# خاتمہ کتاب

طالبان حق ذرہ دل میں سوچیں کہ حیات انسانی کے کیا معنی ہیں جسم کہاں سے کیونکر اور کس واسطے پیدا ہوا ہے اور اوس کا عالم بیرونی سے کیا تعلق ہے اور وہ کب تک رہ سکتا ہے اور اوس کا انجام کیا ہوگا۔ اِس دنیا میں انسان کی پیدایش اِسواسطے نہیں ہوئی ہے کہ وہ مثل دیگر جانداروں کے جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اسی جد وجہد میں ساری عمر گذار کر قالب عنصری ترک کردے وید شاستر اور عارفوں کے کلمات نے اون عقدوں کے حل کر لینے کو زندگی کا ماحصل بتایا ہے اور اِن کے حل کرنیکی بالاتفاق ہدایت کی ہے مگر اون کا حل ہونا شوق استقلال اور کوشش کے بغیر ممکن نہیں ضعیف الاعتقادی۔ کاہلی اور تلون مزاجی انسان کو روحانی ترقی کیطرف رجوع ہونے نہیں دیتی اور دنیوی تعلقات میں تاحیات قید رکھتی ہے۔

اہل ہند گذشتہ آٹھ نو صدی سے ایسی غفلت کی نیند سوتے رہے ہیں کہ وہ اپنی آبا و اجداد کی اون امول جواہرات کو جو اون کا ترکہ تھے غیروں کے نظر کر کے خود محروم الارث ہو چکے ہیں مگر اب اونکے بیدار ہونے کا وقت قریب آتا جاتا ہے اور اون کے دل میں آبائی ورثہ کے کھوئے کا رنج اور اوس کے تلاش کرنے کا شوق پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے لیکن عرصہ دراز کے گذر جانے اور بہت بڑا انقلاب واقع ہوجانے کے باعث علم موروثی کے حاصل کرنے کے ذریعہ بہت کم رہ گئے ہیں اور طالبوں کو اوس کے حاصل کرنے میں طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں۔

اول عوام الناس زبان سنسکرت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے اون تصانیف متقدمین کو جن میں اہل ہنود کے اصول اخلاق اور رموز علم باطن درج ہیں مطالعہ نہیں کر سکتے۔

دوم جو اونکے ترجمہ دیگر زبانوں میں موجود ہیں وہ بوجہ اس امر کے کہ علم خود شناسی کے رموز نہایت دقیق ہیں اور اونکے سمجھنے کے لئے تیز فہم اور نیز علمی طریقت سے واقفیت ضروری ہے اصلی نکتوں کو ظاہر نہیں کرتے اور چونکہ سنسکرت الفاظ عموماً کثیر معنی رکھتے ہیں اسلئے مترجم کو گنجایش اس بات کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے خیال کے موافق ضمیر کلام کو جس طرف چاہے کھینچ لیجائے۔

سوم۳ جو لوگ آجکل علمار سنسکرت ہیں وہ تعلقات دنیوی اور حصول معاش میں اسقدر مصروف ہوئے رہے ہیں کہ علم معاد کی کتب کا مطالعہ کرنا اور اوس کی تعلیم اوروں کو دینا جس میں ذاتی فائدے کی امید نہیں کیجاسکتی فضول خیال کرکے اوس سے دست بردار ہوچکے ہیں۔

چہارم۴ ایسے فقرار صاحبدل کا ملنا جو طالب کی کشایش باطنی کرکے اوس کو جلد منزل مقصود پر پہونچا سکیں سامان وقت سے بہت مشکل ہوگیا ہے اور بجائے اون کے بہت سے چالاک اور مکار دنیا پرستوں نے فقرا کی صورت شکم پروری کے واسطے اختیار کرلی ہے اور وہ اہل دنیا کو امید کے جال میں پھنساکر اپنا معتقد بنالیتے ہیں۔

پنجم۵ جیسے زمانہ گذشتہ میں عارف اور عامل دور دراز مقامات سے آکر کسی خاص مقام پر جمع ہوا کرتے تھے اور علوم باطنی کے عقدوں کو سچے دل سے بحث کرکے حل کیا کرتے تھے اوس کی تقلید اب بالکل بے سود ہے کیوں کہ جہاں کہیں آجکل علمار کا مجمع ہوتا ہے اور بحث کا موقع آتا ہے ہر ایک اپنی فضیلت کا اظہار کرتا ہے اور دوسرے پر ترجیح چاہتا ہے اور انجام کار بجائے نیک نتیجہ پیدا ہونے کے بُرے آثار نظر آتے ہیں۔

ششم۶ اس ملک میں بہت سے نئے نئے مذہبی طریق جابجا پیدا ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں جنکی وجہ سے طالبان حق مختلف راستوں پر بھٹکتے پھرتے ہیں اور اون کو راہ راست نہیں ملتی اور ان مختلف فرقوں اور جماعتوں کے پیدا ہونے سے اتفاق کی قوت گھٹتی جاتی ہے اور جہل مرکب ترقی پاتا ہے

| | |
|---|---|
| اے بند بپا و قفل بر دل ہشدار | وے دوختہ چشم پائے در گل ہشدار |
| عزم سفر مغرب و رو در مشرق | اے راہ رو پشت بہ منزل ہشدار |

موجودہ حالت پر نظر کرکے اس سے بہتر اور کوئی اصلاح کی تدبیر خیال میں نہیں آتی ہے کہ طالبان حق اول شری بھگوت گیتا کی ۱۶ و ۱۷ ادھیاؤں کو جن میں امر و نہی کی تشریح اور عقیدہ سہ گانہ کی تقسیم درج ہے وقتاً فوقتاً بغور مطالعہ کرکے اپنے اخلاق کے درست کرنے کی کوشش کریں بعد ازان ساتویں ادھیا کو جس میں تت بودہ یعنی عالم کے اجزا کی تقسیم دکھائی گئی ہے معقولات کی نظر سے مطالعہ کریں اور



چودہویں ادھیا سے اون اجزار کی امتزاج اور جسم اور عالم کے تعلق کو بخوبی سمجھ لیویں۔ ان ادھیاؤں کے معنی پر عبور حاصل کرنے سے اون میں علم خودشناسی کے سمجھنے کی جس کا دیگر ادھیاؤں میں بیان ہوا ہے قابلیت پیدا ہوجائیگی۔

عارفان سابق نے اپنے روشنضمیری اور علم اشراق سے جو پیشین گوئی کی تھی وہ اس زمانہ کی حالت کے دیکھنے سے بالکل صادق معلوم ہوتی ہے اور اونہیں عارفوں نے اس زمانہ میں وید شاستر اور دیگر تصانیف کے مطالعہ کرنیکو بہت ہی مشکل اور دقت طلب امر سمجھکر بھگوت گیتا یعنی کلام الٰہی کے صحیفہ کو جس میں اون سب کا لب لباب موجود تھا کتاب مہابھارت سے انتخاب کیا اور اہل دنیا کو اوس کے مطالعہ کرنے اور اوس کے احکام کی تعمیل کرنے کی ہدایت کی۔

اگرچہ اس ہدایت کی تعمیل ہندوستان میں کسی درجہ تک ہوتی ہے لیکن اوس صحیفہ کے معنی حل نہونے کی وجہ سے طالبوں کی توحید کی منزل تک رسائی نہیں ہوتی۔ منزل توحید پر پہونچنا اس کے صرف پڑھ لینے سے ممکن نہیں ہے بلکہ اوس کے واسطے اصول کا بخوبی سمجھنا اور اون پر کاربند ہونا بھی ضروری ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ وہ تیسری ادھیا کے ۶ و ۷ منتر کی منشار کے موافق ظاہری پرستش پر خوبی شوق کے بغیر ہند میں کیجاتی ہے زور دینے کے بجائے حواس کو روک کر دلکے قابو کرنے میں کوشش کرے۔

ضبط حواس کے ذریعہ سے دل کے قابو کرنے کا طریقہ جسے سُرت سادھنا کہتے ہیں پانچویں ادھیا کے ۲۷ و ۲۸ منترمیں درج ہوچکا ہے اوس کی مزاولت سے دلکو سکون حاصل ہوتا ہے مگر وہ سکون اوسیوقت تک قایم رہتا ہے جب تک طالب شغل میں مصروف رہتا ہے حالت سکون کو قایم رکھنے کے واسطے طالب کو چاہیے کہ وہ ناساگر دھارنا کو جس کا چھٹی ادھیا کے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ منتر میں بیان ہوا ہے اختیار کرے۔ اُسکا طریقہ یہ ہے کہ شاغل اپنی دونوں آنکھوں سے ناک کے سرے پر نظر جماوے اور سانس کے اندر جاتے وقت جو سو کی آواز اور باہر آتے وقت ہم کی ندا قدرتی طور پر اوس جگہہ پیدا ہوتی ہے اوس پر خیال رکھے

یعنی وہ نقطہ ٹھیرا کر سانس کی رفتار اور ان دونوں آوازوں کو ایک جگہہ مشاہدہ کرتا رہوے۔ تھوڑی دیر کے بعد نور کے ذرّے نمودار ہونے لگتے ہیں اور شاغل کو اپنی ہستی غیر محدود اور عالم میں محیط معلوم ہوتی ہے۔ اِن دونوں اشغال کی تکمیل کے بعد طالب تیسرے شغل کو جس کی تشریح آٹھویں ادہیا کے ۱۲ و ۱۳ منتر میں درج ہے کرسکتا ہے جس کی چندے مزاولت کرنے سے معرفت کی منزل مقصود تک اوسکی رسائی ہوجاتی ہے اور وہ جان کو جسم سے علیٰحدہ تمیز کرتا ہے جسے جیون مُکت کہتے ہیں۔

چونکہ اس زمانہ کے نوجوان علم کی تحصیل کرتے ہوئے اور روزگار پیشہ انسان دنیوی فرایض کو ادا کرتے ہوتے اِن اشغال کی پابندی نہیں کرسکتے لہٰذا اونکو واجب ہے کہ وہ صرف اجپا جاپ[1] کے سہل طریقے پر وقتاً فوقتاً کاربند ہوتے رہیں اور عشق و فنا کی ضمیر کو ہر وقت دل میں جگہہ دیتے رہیں اور حقیقت کے دریافت کرنیکی فکر میں رہیں اِن چاروں ضمائر کا بیان مختصر طور پر بارھویں ادہیا کے ۸ و ۹ و ۱۰ اور ۱۱ منتر میں ہوچکا ہے لیکن چونکہ طالب اون سے عملی اصول کو اخذ نہیں کرسکتا اس لئے اونکی تشریح ذیل میں کیجاتی ہے۔

اجپا جاپ یعنی پاس انفاس ایک فعل قدرت ہے جو کہ ہر جاندار میں انفاس کی حرکت سے سوہم کی ندا کو پیدا کرتا ہے اور شب و روز برابر جاری رہتا ہے۔ اِس ندا کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ طالب منہ کو بند کرکے سانس ناک سے لیوے اور دل سے خیالات کو دُور کرکے سانس کی آمد و شد پر توجہ کرے۔ اوسوقت سانس کے اندر کی طرف کھینچنے سے سو کی ندا اور اوس کے اندر سے باہر کی طرف آتے وقت ہم کی ندا پیدا ہوتی ہوئی غور کرنے پر محسوس ہوگی شاغل اسکی مزاولت کو جہانتک ہوسکے اور جس قدر موقع ملے بڑھاتا جاوے کہ اس شغل کی برکت سے کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے اور ذیل کی تین ضمائر کے دل نشین ہونے پر ادراک انسانی کے انتہائی درجہ تک اوس کی رسائی ہوجاتی ہی

لفظ عشق[2] سے یہ مراد ہے کہ شاغل جسوقت شغل سے خالی ہو اوس کے دوبارہ کرنے کے موقع کا منتظر رہے اور اِس خیال کو ہمیشہ دل میں متمکن رکھے۔

فنا کے معنی یہ ہیں کہ شاغل اپنی ہستی کو جو کچھہ تسلیم کرتا رہا ہو اوسے غلط سمجھے یعنی پندار کے نقش کو



جہانتک ممکن ہو اپنے صفحہ دل سے مٹاوے۔

پندار کے نقش مٹنے پر جو حرکات قلب میں تمیز ہوں اونکی حقیقت کا دریافت کرنا کہ وہ کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوتی ہیں اور کس کا فعل ہیں فکر کہا گیا ہے۔

اٹھارہویں ادہیا کے ۶۵ و ۶۶ منتر میں جو علم الوہیت کے اصلی نکتہ کو دکھلاتے ہیں اس عملی طریقت کی ہدایت کی گئی ہے اور کل عارفوں نے بالاتفاق اسیکو شاہراہ علم الوہیت بتایا ہے اِس طریقے سے مَن بدھ چت اور اہنکار یعنی دل عقل قوت متخیلہ اور انانیت چاروں صفاتی قوتوں کا تعلق قطع ہوجاتا ہے تب ایک نقطہ میں کُل عالم سمایا نظر آتا ہے اور انسان زیست و مرگ کے خوف سے آزاد ہوکر مشاہدہ باطن کا سرور ابدی پاتا ہے جس کا بیان قیل و قال سے باہر ہے اور جو طالب کو خود معلوم ہوسکتا ہے۔

یہ طریقہ سب سے اعلیٰ اور آسان ہے اور اس پر عمل کرنے میں کسی قسم کی تکلیف اور نقصان کا ہرگز اندیشہ نہیں ہے علاوہ بریں اوس کی تکمیل میں نہ تو کوئی شے حارج ہوسکتی ہے اور نہ اوس کے واسطے کسی سامان کی ضرورت ہے اہل ہند اس طریقے پر کاربند ہونا ایک امر ناممکن خیال کرتے ہیں اور جب تک اونمیں اخلاقی ضعف باقی ہے اونکو بیشک ایسا ہی معلوم ہوتا رہیگا مگر ہمت والے کے لئے کوئی امر دشوار نہیں ہے جب انسان دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں تمام دنیوی مشکلات کو حل کرتا ہے تو پھر علی الصباح سر شام یا سوتے وقت کم از کم ۵ یا ۲۰ منٹ اِس شغل کے واسطے مقرر کرلینا اوسکے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے صرف شوق استقلال اور کوشش کا ہونا ضروری ہے۔

| | |
|---|---|
| باید طلب اندر رہ دلدار درست | ہمت درکار باید اے یار درست |
| اخلاص درست و صبر ناچار درست | زیں چار درست میشود کار درست |

# اطلاع

شریمد بھگوت گیتا موسوم بہ فلسفہ الوہیت کا حق تالیف محفوظ ہے اسلئے کوئی صاحب بلا اجازت اسکے طبع کرانیکا قصد نکریں۔

پنڈت امرناتھ مدن تحصیلدار احاطہ پنجاب

خلف رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ مدن مرحوم

محلہ چوڑی گران دہلی

یکم مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

شری مد بھگوت گیتا کی اس پستک کے

ملنے کا پتہ

بابو رادھا رمن بھارگو۔ منیجر متھرا پریس

محلہ سیتلا گھاٹی متھرا